www.KitaboSunnat.com

زاد المعاد

فی

ھدی خیر العباد

حصہ دوم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زاد المعاد حصہ دوم

خصوصیات و فضائل پر ایک طائرانہ نگاہ

زاد المعاد کا حصہ دوئم اب آپ کے پیش نظر ہے۔

پہلے حصہ پر اس کے آغاز میں نقد و نظر کا فریضہ انجام دے چکا ہوں۔ ضروری ہے کہ دوسرا حصہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مقاصد و مطالب اور مسائل و مباحث پر بھی ایک سرسری نظر ڈال لی جائے تاکہ قارئین کرام اس کی اہمیت و عظمت کا قرار واقعی احساس کر سکیں۔

جیسا کہ میں پہلے حصہ کے آغاز میں عرض کر چکا ہوں، سیرت نبوی پر عربی میں اور دوسری زبانوں میں بہت سی کتابیں پوری شان تحقیق و تدقیق کے ساتھ لکھی جا چکی ہیں لیکن زاد المعاد کی یکتائی آج تک قائم ہے اور شاید ہمیشہ قائم رہے گی۔

اس کا سبب کیا ہے؟

بات یہ نہیں ہے کہ زاد المعاد کوئی ایسی کتاب ہے جس کا ہر حرف، حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے، جو رائے ظاہر کی گئی ہے، جس نتیجہ پر پہنچا گیا ہے، جن تاثرات کا اظہار کیا گیا ہے، جن افکار و خیالات کو پیش کیا گیا ہے، اختلافی اور نزاعی مسائل میں جس ترجیح و توفیق سے کام لیا گیا ہے، تضعیف و توثیق کے سلسلہ میں خواہ وہ روایات سے متعلق ہو۔ یا اسناد سے یا رواۃ سے جو مسلک اختیار کیا گیا ہے دوسرے فقہی مذاہب کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہاج پر مدح و قدح کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے وہ ہر لغزش سے پاک ہے۔ اس کے بارے میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں وہ "جف القلم" کا مصداق ہے۔

یہ بات تو قرآن کریم کے سوا کسی کتاب کے لئے نہیں کہی جا سکتی۔

خدا کی بات تو دوسری ہے ورنہ انسان کتنی ہی نیک نیتی، خلوص، جان کاہی اور تحقیق و محنت سے کوئی ذہنی، فکری، یا علمی کارنامہ انجام دے۔ اس کے بعض پہلوؤں پر بہر حال بحث و گفتگو ہو سکتی ہے۔ مدح و قدح کا سلسلہ قائم کیا جا سکتا ہے، دلائل و براہین بنیاد پہ اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ زادالمعاد بھی اس اصول سے مستثنیٰ نہیں ہے، وہ بھی ایک آدمی کی لکھی ہوئی کتاب ہے، اور آدمی کتنا ہی اونچا، کتنا ہی بڑا، کتنا ہی باعظمت ہو، اس سے چوک بھی ہو سکتی ہے، لغزش فکر و خیال بھی، اس کے دلائل کہیں کمزور بھی ہو سکتے ہیں۔ اس کے نکالے ہوئے نتائج محلِ نظر بھی قرار دیئے جا سکتے ہیں، اور اس کے فیصلوں کو تنقید کی کسوٹی پر کسا بھی جا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہ کتاب از اول تا آخر ایک ایسا صحیفہ ہے جس میں نہ کہیں لغزش ہے، نہ کوتاہی نہ خطا، تو یہ مبالغہ ہوگا۔ یہ ایک دلچسپ دعوئے تو ضرور ہوگا لیکن علم کی بارگاہ میں اس کی پذیرائی مشکل ہی سے ہو سکے گی۔

لیکن اس کے باوجود، بشری کمزوریوں، اور لغزشوں کے باوجود، یہ کتاب، اپنی عظمت اہمیت اور افادیت کے اعتبار سے یکتا اور بے ہمتا ہے۔

لیکن اس کی یکتائی کا سبب؟

سبب یہ ہے کہ یہ پہلی اور آخری کتاب ہے جس میں پوری جامعیت کے ساتھ، پوری تحقیق کے ساتھ اور پوری ژرف نگاہی کے ساتھ خیرالعباد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و افعال، آپؐ کی گفتار و کردار، اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور سیرت طیبہ کے تمام گوشوں کی جزئی استقصاء کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی یہ وہ خصوصیت ہے جو اس موضوع پر لکھی ہوئی کسی دوسری کتاب میں ہرگز نہیں ملتی۔

اردو زبان میں مولانا شبلیؒ اور علامہ سید سلیمان ندوی مغفور نے سیرت النبیؐ کے نام سے جو بلند پایہ اور ضخیم مجلدات تالیف کئے ہیں بلاشبہ وہ بے مثال ہے۔ خودام الالسنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز اور قاصر ہے پھر بھی جزئیات تک کی وہ تفصل حیات نبویؐ کے ایک ایک پہلو سے متعلق از ولادت تا رحلت اور جامع معلومات آپؐ سے متعلقہ تمام عنوانات پر وہ سیر حاصل بحث و گفتگو جو اس کتاب میں ہے قطعاً کسی دوسری کتاب میں نہیں مل سکتی۔

اس کتاب کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ تاریخ نہیں ہے، یہ سوانح عمری نہیں ہے اس لئے کہ اس میں وہ تراش خراش اور ترتیب و تبویب نہیں ہے جو اس طرح کی کتابوں کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہے، لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ عہد نبویؐ کی تاریخ اور سیرۃ النبیؐ کا ماخذ اس سے بہتر، اس سے بڑھ کر جامع و مانع، اور جامع و مانع اور ماقل و دل کوئی اور نہیں مل سکتا، اس موضوع جمیل پر جب بھی خامہ فرسائی کی جائے گی، اس وادی میں جب بھی قدم رکھا جائے گا، تو ممکن نہیں کہ اس کتاب سے استفادہ نہ کیا جائے۔ متعدد مواقع پر اس کا حوالہ نہ دیا جائے۔ اس سے دامن بچاکر، اور اسے نظرانداز کر کے اس موضوع پر کوئی مستند اور قابل مطالعہ کتاب لکھی ہی نہیں جاسکتی اس کتاب کی یہی وہ خصوصیات ہے جس نے اسے زیر بحث موضوع سے متعلق تمام کتابوں کا سرتاج بنادیا ہے، اور اس میں عظمت کے آگے ہر زمانہ اور ہر دور کے لوگ ادب سے سر جھکاتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ جھکاتے رہیں گے۔

کاروان شوق را او منزل است
ما ہمہ یک مشت خاکیم او دل است

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسائل و مباحث کتاب

حصہ دوئم کے مسائل و مباحث کا اجمالی جائزہ

اب مختصر طور پر اس حصہ کے مسائل و مباحث پر میں گفتگو کروں گا۔

اس حصہ کے مسائل و مباحث کا اگر جائزہ لیا جائے تو چار قسموں پر انہیں منقسم کہا جا سکتا ہے۔

۱۔ فقہی مسائل از قبیل عقیقہ وغیرہ۔

۲۔ مجاہدات و غزوات۔

۳۔ اذکار و ادعیۂ ماثورہ۔

۴۔ تاریخی واقعات اور ان کی ضروری تفصیل۔

اب ہم ان میں سے ہر ایک پر الگ الگ اجمالی طور پر گفتگو کریں گے۔

(۱) فقہی مسائل میں جن امور پر مصنف علام نے گفتگو کی ہے ان میں رسم عقیقہ کا ذکر ہے، نومولود کے کان میں اذان کہنے کا مسئلہ ہے، کھانا کھانے کے سلسلہ میں آپ کے عادات طیبہ اور اس سے متفرع مسائل ہیں، سلام کرنا، کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنا، چھینک کا جواب دینا، آداب سفر، فال، خواب، وسواس، اذان و جہاد کی شریعت۔ بیعت و جہاد کے آداب، اسیران جنگ کے ساتھ سلوک، جاسوسوں کے ساتھ برتاؤ،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلاموں کے ساتھ طرزِ عمل، دشمن کے ساتھ صلح وامان کا مسئلہ، جزیہ، اہل کتاب اور منافقین کے ساتھ معاملہ جزیہ لینے میں آنحضرت کا معمول اور اصول، نمازِ خوف، نزولِ آیہ تیمم، توکل اور توسّل، نکاح متعہ کی اجازت اور ممانعت، مسئلہ حضانت ۔ وغیرہ وغیرہ۔

گو فقہی مسائل ومباحث سے متعلق زیادہ تر گفتگو حصہ اول میں کی گئی ہے، لیکن اس دوسرے حصہ میں بھی جو فقہی مباحث ومسائل آگئے ہیں وہ غیر معمولی طور پر اہم ہیں، اور مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی سے گہرے طور پر مربوط ہیں، یہ وہ مسائل ہیں جن سے واقفیت ہر مسلمان کے لئے ضروری اور لابدی ہے۔ ان مسائل پر مصنف علام نے تحقیق وتدقیق کے دریا بہا دیئے ہیں۔

(۲) جہادات وغزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بھی اس حصہ میں کافی مواد موجود ہے اگرچہ اس میں جملہ غزوات کا ذکر نہیں آیا ہے، کچھ کا اس میں ہے، کچھ کا بعد کے حصے میں، لیکن جو کچھ ہے وہ تاریخ جہاد کی ایک نہایت اہم اور ناقابل فراموش کڑی ہے۔

اس حصہ میں جس غزوات اور سریات کا ذکر آیا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) غزوۂ بدر، اور ضروری مسائل

(۲) غزوۂ احد اور اس کے اہم واقعات

(۳) غزوۂ ذات الرقاع

(۴) غزوۂ دومۃ الجندل والمریسیع،

(۵) غزوۂ خندق اور اس کی تاریخی عظمت واہمیت۔

(۶) غزوہ بنی لحیان،

(۷) سریۃ نجلہ

(۸) غزوہ غابہ

(۹) سریۃ زید بن حارث۔

(۱۰) قصہ حدیبیہ اور متعلقہ احکام

(۱۱) غزوہ خیبر اور متعلقہ احکام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) غزوۂ موتہ،

(۱۳) غزوۂ ذات السلاسل

(۱۴) سریۃ خبط، اور متعلقہ احکام

(۱۵) فتح مکہ معظمہ کہ یہ تاریخ اسلام کا اہم ترین باب ہے۔

(۱۶) سریۃ خالد

(۱۷) فتح مکہ سے متعلق احکام ومسائل

(۱۸) غزوہ حنین۔

(۱۹) غزوہ طائف اور متعلقہ احکام

(۲۰) سنہ ۹ھ کے بعوث وسرایا۔ وغیرہ وغیرہ۔

غزوات وسرایا کے سلسلہ میں مصنف علام نے فکرانگیز گفتگو کی ہے اور اپنی طرف سے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے، کوئی گوشہ اور کوئی پہلو بھی تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ گو بعض مقامات نتائج وتاثرات کے اعتبار سے محل گفتگو ضرور ہیں، لیکن مجموعی طور پر جو مواد پیش کیا ہے وہ حد درجہ بصیرت افروز اور روح پرور ہے اور کسی اہل قلم کے لیے بھی اس سے استفادہ کیے بغیر قلم فرسائی ممکن نہیں۔

(۳) اس حصہ میں بھی پہلے حصہ کی اذکار وادعیہ ماثورہ پوری تفصیل اور جامعیت کے ساتھ موجود ہیں۔

پہلے مصنف نے آپ کے اذکار کا اصول اور طریق بتا دیا ہے۔ اس کے بعد جن اذکار پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:

اذکار وضو، ذکر واجابت۔ اذکار سفر، اذکار نکاح وغیرہ

یہ وہ اذکار وادعیہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور اور منقول ہیں اس لیے ان کی اثر آفرینی، اور ان کی دینی عظمت واہمیت شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ ان پر عمل کرنا اور انہیں اپنا معمول بنانا ہر مسلمان کے لئے ناگزیر ہے۔

ان اذکار کی تحقیق میں مصنف علام نے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ہے اور جہاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں سے بھی مستند طور پر جو چیز مل گئی ہے اسے لے لیا ہے اور اگر ضرورت سمجھی ہے تو جرح و تعدیل سے کام لیا ہے۔

(۴) اس حصہ کے مباحث میں تاریخی واقعات بھی زیر گفتگو آئے ہیں، یہ واقعات تاریخ اسلام میں غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے واقعات ہیں جو دوسرے مکتب خیال کے مورخین کے ہاں عرصہ سے نزاع و اختلاف کا مرکز بنتے چلے آرہے ہیں۔ وہ بھی جن پر مستشرقین شرنگ نے جولانی طبع کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ تاریخی واقعات اپنی نوعیت کے اعتبار سے ہمہ پہلو ہیں، یعنی ان کے ذکر کے سلسلہ میں فقہ، حدیث، قرآن، تاریخ، کلام، نقد و جرح سب ہی سے مصنف کو کام لینا پڑا ہے، اور حق یہ ہے کہ انھوں نے واقعات کے استقصا اور ان پر بے لاگ محاکمہ میں پوری دیانت فکر سے کام لیا ہے۔

جن تاریخی واقعات کا ذکر اجمالاً یا تفصیلاً اس حصہ میں ملتا ہے وہ یہ ہیں:

- جن لوگوں نے قبول اسلام میں پیش قدمی کی اور سب سے پہلے قبول اسلام کی سعادت حاصل کی، ان کا ذکر بھی اسی حصہ میں ملے گا۔
- حبشہ کی طرف جو پہلی ہجرت ہوئی تھی وہ تاریخ اسلام کا نہایت اثر انگیز ورق ہے۔ اور یہ پوری جامعیت کے ساتھ موجود ہے۔
- معراج نبوی، مع اپنی تمام سرگذشت، اور اہم تفصیلات اور جزئیات کے۔
- مدینہ کی طرف پہلی ہجرت کی داستان،
- مکہ مکرمہ میں پہلے پہل انصار کی ایک مختصر سی جماعت کے قبول اسلام کا واقعہ۔
- دار الندوہ میں مشرکین مکہ کا اس غرض سے اجتماع کہ آپ کو قتل کر دیا جائے تاکہ دعوت و تبلیغ اسلام کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے، اس مبحث پر مصنف نے کافی مواد پیش کیا ہے۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی طرف ہجرت اور تشریف آوری،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس سلسلہ میں ضروری تاریخی معلومات۔

● مسجد نبوی کی تاسیس وتعمیر کا مرحلہ، ایک نئے شہر میں خدا کا پہلا گھر۔

● تحویل قبلہ کا مسئلہ بھی بڑا ہنگامہ خیز اور تاریخی ہے یہ درحقیقت کفر واسلام کی کسوٹی تھا۔ جن کے دل کفر سے آشنا تھے وہ بیت المقدس کے بجائے کعبہ کو قبلہ بنتا دیکھ کر بھڑک اُٹھے، جو مومن صادق تھے انہوں نے بے چون وچرا یہ حکم قبول کر لیا، اور بپورے انشراح قلب کے ساتھ تحویل قبلہ کے فرمان پر عمل درآمد شروع کر دیا۔

تاریخی کتابوں میں اس مسئلہ پر کافی مباحث موجود ہیں، لیکن مصنف نے جس خوبی سے اس مسئلہ کو پیش کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔

● تاریخ کا ایک اور بہت ہی اہم مسئلہ، جو شروع سے اب تک نزاعی اور اختلاف چلا آرہا ہے یہ ہے کہ آیا، کہ بزور قوت فتح ہوا یا از روئے صلح؟ بعض پہلی صورت کے قائل ہیں، بعض دوسری کے، دونوں کے پاس دلائل ہیں اور کافی وزنی ہیں۔ اس نہایت اہم مسئلہ پر واقعات وحقائق ودلائل وشواہد، اور دلائل وبراہین کی روشنی میں مصنف نے جو فیصلہ کیا ہے، وہ ان کی قوت فکر ونظر کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ انہوں نے ہر دو نقطہ نظر کے حامیوں کے ساتھ دیانت برتی ہے دونوں کے افکار ودلائل پیش کئے ہیں لیکن محاکمہ کرتے وقت یکسر خالی الذہن ہو کر بحث کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اسے قبول کئے بغیر چارہ نہیں۔

● تاریخ اسلام کا ایک اور بہت اہم واقعہ واقعۂ افک ہے، یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بعض لوگوں کی تہمت!

اس مسئلہ پر بھی مصنف نے بڑی تحقیق کے ساتھ بحث کی ہے اور منافقین کا چہرہ بے نقاب کر دیا ہے، اور ان لوگوں کی نشان دہی کی ہے جو بربنائے غلط فہمی تہمت کے اس حادثہ میں شریک تھے، لیکن پھر بھی حد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قذف سے نہ بچ سکے۔

● کعب بن زہیر اور قصیدہ بانت سعاد کی حکایت بھی مصنف نے... مؤرخانہ کاوش، اور دیدہ ریزی کے ساتھ اپنے قارئین کے سامنے پیش کی ہے۔

غرض مجموعی حیثیت سے یہ حصہ اپنے مباحث ومسائل کے اعتبار سے حصہ اوّل کے مقابلہ میں کہیں زیادہ اہم اور معرکہ آرا ہے۔

(سید رئیس احمد جعفری ندوی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسم عقیقہ اور اس کی مذہبی و دینی حیثیت

مؤطا امام مالک کی روایت

مؤطا میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، میں عقوق (نافرمانی) پسند نہیں کرتا۔

گویا آپ نے "عقوق" کے (لفظ) کو ناپسند فرمایا، اسے زید بن مسلم نے بنی صخرہ کے ایک آدمی سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کیا ہے، ابن عبدالبرؒ کا ارشاد ہے کہ اس میں بہترین سند وہ ہے جسے عبدالرزاقؒ نے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں داؤد بن قیس نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا گویا آپ نے اس نام کو ناپسند فرمایا۔

صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم میں سے ایک اپنے لڑکے کی طرف سے قربانی (عقیقہ) کرنا چاہتا ہے تو؟....

آپ نے فرمایا، اگر تم میں سے کوئی اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کرے اور حضرت عائشہؓ کی صحیح روایت سے لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ثابت ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے رہن میں ہوتا ہے اس کی جانب سے ساتویں دن (بکری) قربانی کی جائے۔ اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھ دیا جائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے والدین کے حق میں شفاعت سے رکا ہوتا ہے اور لغت میں رہن رک جانے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

کل نفس بما کسبت رھینة یعنی ہر جان اپنے کمائے ہوئے (اعمال) کی مرہون ہے اور ظاہر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کے متعلق مرہون (رکا) ہوتا ہے۔ ہر بھلائی سے محروم ہوتا ہے۔

لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عاقبت میں اس کی وجہ سے اس پر عتاب نازل ہوگا۔ بلکہ شک عقیقہ کے باعث اس کے والدین کو فوائد حاصل نہ ہو سکے گا، اور گا ہے گا ہے لڑکا بھی اپنے والدین کی افراط و تفریط کے باعث ایک بھلائی کھو بیٹھتا ہے اگر کہا جائے کہ ہمامؒ کی قتادہ سے اس روایت کا آپ جواب دیں گے کہ "وہ خون لگایا کرتے تھے ہمامؒ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہؓ سے معلوم کیا گیا کہ "اور خون لگایا کرتے تھے، اس کا مطلب ؟ یعنی خون سے کیا کرتے تھے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب عقیقہ کا جانور ذبح کیا جاتا اس میں سے ترکر لیتے پھر اسے بچے کے تالو (سر کا چوٹی کا حصّہ) پر رکھا جاتا، پھر وہ اس کے سر پہ بہ پڑتا۔ اس کے بعد اس کا سر دھویا جاتا اور مونڈ دیا جاتا، کہتے ہیں یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے، بعض کا قول ہے یہ روایت جس نے سمرۃ سے نقل کی ہے۔ حالانکہ ان کا سماع ثابت نہیں۔ بعض کہتے ہیں حدیث عقیقہ میں حسن کا سمرۃ سے سماع ثابت ہے اور ترمذیؒ نے اسے صحیح بتایا ہے اور بتاتے ہیں کہ یہ تدمیہ (خون بہانا) سنت ہے، یہ حضرت حسن اور قتادہؒ سے مروی ہے اور جنھوں نے تدمیہ کو منع فرمایا ہے، جیسے مالکؒ۔ شافعیؒ، احمدؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ "وہ اور آپ تدمیہ کرتے تھے" یہ روایت قطعاً غلط ہے بلکہ آپ نام رکھا کرتے۔ فرماتے ہیں کہ یہ جاہلیت کے اعمال میں سے تھا جسے اسلام نے ابوداؤد کی روایت کے مطابق جو بریدہؓ سے مروی ہے باطل کر دیا فرمایا کہ دور جاہلیت میں اگر ہمارے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو ہم بکری ذبح کرتے اور اس کے سر پر خون مل دیتے، مگر جب اسلام آیا تو ہم بکر ذبح کرتے اور بچہ کا سر مونڈ ڈالتے اور زعفران اس پر مل دیتے، کہتے ہیں کہ اگرچہ اس کے اسناد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حسین بن واقد ہے، جس سے استدلال نہیں کیا جاتا، لیکن اس روایت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روایت سے ملایا جائے تو اس کی صحت یقینی ہو جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "اس (بچے) سے (اذی) تکلیف دہ چیز دور کر دو" اور خون تکلیف دہ ہی ہوتا ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ اسے اذی (تکلیف دہ) لیتھڑنے کا حکم دیتے؟ فرماتے ہیں کہ یہ تو معلوم ہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ و حسینؓ کی جانب سے ایک ایک مینڈھے کی قربانی کی اور ان پر خون نہیں لگایا۔ اور نہ یہ فعل آپؐ کی اور آپؐ کے صحابہؓ کی سنت ہے۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مولود کے سر کو ناپاک کرنا آپؐ کی سنت ہوتی۔ سنن میں اس کی نظیر اور شہادت ہی کہاں ہے؟ بلکہ یہ تو جہلا کا کارنامہ ہو سکتا ہے۔

امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا عقیقہ

اگر کہا جائے کہ حسنؓ و حسینؓ کی جانب سے ایک ایک مینڈھا ذبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کی سنتِ طیبہ ایک بچے پر ایک ہی جانور تھا۔ اور عبد الحق نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت انسؓ سے صحیح روایت میں نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ کی طرف سے ایک مینڈھا اور حسینؓ کی طرف سے ایک مینڈھے سے عقیقہ کیا اور حضرت حسنؓ کی ولادت احد کے سال اور اس کے ایک سال بعد حضرت حسینؓ کی ولادت ہوئی اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، کی روایت نقل کی ہے۔ فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا۔ اور فرمایا فاطمہؓ اس کا سر منڈوا دو۔ اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کر دو۔ چنانچہ ہم نے ان کا وزن کیا جو ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔

اگرچہ یہ روایت متصل السند نہیں ہے لیکن حضرت انسؓ اور ابن عباسؓ کی روایتیں اس (کی تقویت) کے لیے کافی نہیں، فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ نسک میں سے ہے اس لیے یہ ایک سر (بچے) پر قربانی (ضحیہ) اور دم تمتع کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برابر ہی واجب ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری کی روایات کئی وجوہ کی بنا پر زیادہ قابل عمل ہیں۔

ایک سبب تو کثرتِ رواۃ ہے کیونکہ ان راویوں میں سے حضرت عائشہؓ۔ عبداللہ بن عمروؓ۔ ام کرز کعبیہؓ اور اسماءؓ ہیں اور ابو داؤدؒ نے کرزؓ سے روایت کیا، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دو لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کافی ہے۔

ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو فرماتے سنا کہ "مکافیتان" (کافی) کا مطلب برابر یا مساوی ہے۔

دوسرے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے اور دو بکریاں کے متعلق آپؐ کا قول ہے، قول عام ہوتا ہے اور فعل میں اختصاص کا امکان بھی ہوتا ہے۔

تیسرے یہ روایت زیادتی (نیکی) کی متضمن ہے۔ اس لیے اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے

چوتھے فعل کا مطلب جواز (محض) کا ہو سکتا ہے۔ اور قول استحباب پر دلالت کرتا ہے۔ اب چونکہ دونوں پہ عمل کرنا ممکن ہے۔ اس لیے ایک ترک کر دینے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

پانچویں حضرت حسنؓ و حسینؓ کی جانب سے قربانی کرنا اور اس کے بعد والے سال کا واقعہ ہے۔

چھٹے اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت بخشی جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا: ولیس الذکر کالانثی، یعنی اور نر مادہ کی طرح نہیں" اس امتیاز کا تقاضا یہ ہے کہ احکام میں بھی ایسا ہی امتیاز عطا کیا ہے۔ اسی طرح عقیقہ کو انہی احکام کے ساتھ منسلک کر دیا گیا۔

ساتویں عقیقہ مولود کے عتق سے مشابہ ہے کیونکہ (مولو) عقیقہ سے مرہون ہوتا ہے اور اس کا ادا کرنا ہی اس کو توڑتا اور مولود کے عتق (آزادی) کا سبب بنتا ہے اس لیے اولیٰ یہ ہے کہ لڑکے کا دو بکریوں اور لڑکی کا ایک بکری سے عقیقہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے، جس طرح دو عورتوں کا عتق ایک مرد کے عتق کا ہم مرتبہ ہوتا ہے۔

جامع ترمذیؒ وغیرہ میں حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جو مسلمان ایک مسلمان مرد کو آزاد کرے تو وہ آگ سے اس کو نجات دلانے کا سبب ہوگا۔ اس کا ہر عضو ہر عضو کے بدلہ میں ہوگا۔ اور جو مسلمان عورتوں کو آزاد کرے۔ وہ دونوں اس کے آگ سے نجات کا سبب ہوں گی (اس طرح کہ) ان ہر دو کا عضو اس کے حصہ بدن کے بدلہ میں ہوگا، اور جو مسلمان عورت کو آزاد کرے گی وہ اس کے آگ سے نجات کا سبب بنے گی۔ اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کے بدلہ میں ہوگا۔

ابوداؤدؒ نے مراسیل میں جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیقہ کے متعلق جو حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کا کیا تھا فرمایا کہ دائی کے گھر میں ایک ٹانگ بھیج دو۔ اور خود کھاؤ (دوسروں کو) کھلاؤ اور اس سے ایک ہڈی نہ توڑو۔

آپؐ نے خود اپنی طرف سے بھی عقیقہ کیا

ابن ایمنؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے عقیقہ فرمایا جب آپؐ کو نبوت عطا ہو چکی ہے۔

ابوداؤدؒ نے مسائل میں اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ میں نے امام احمدؒ سے سنا ہیثم بن جمیل سے انہوں نے عبداللہ بن مثنیٰ سے انہوں نے ثمامہؒ سے انہوں نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جانب سے عقیقہ فرمایا۔ احمد فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن محرز نے قتادہؒ سے انہوں نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی طرف سے عقیقہ کیا۔ احمد فرماتے ہیں کہ یہ منکر روایت ہے اور انہوں نے عبداللہ بن محرز کو ضعیف قرار دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسنین رضی اللہ عنہما کے کان میں آپؐ نے اذان دی

ابو داؤدؒ نے حضرت ابو رافعؓ سے روایت کیا فرمایا کہ میں نے نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہؓ کے گھر میں حسنؓ بن علیؓ پیدا ہوئے تو آپؐ نے نماز کی طرح ان کے کان میں اذان دی۔

بچہ کا نام ساتویں دن عقیقہ کر کے رکھ دیا جائے

عقیقہ کے متعلق حضرت قتادہؓ کی حدیث مت گذر چکا ہے۔ جو انہوں نے حسن سے انہوں نے سمرہؓ سے روایت کی کہ ساتویں دن قربانی کی جائے اور نام رکھ دیا جائے؟ ابو عبداللہ نے ہمیں بتایا ر حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ تیسرے (دن) اس کا نام رکھا جائے۔" البتہ سمرہ فرماتے ہیں، ساتویں دن نام رکھا جائے گا۔"

اور ختنہ کے متعلق حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ لڑکے کا ختنہ اس وقت تک نہ کرتے جب تک کہ سمجھ دار نہ ہو جاتا۔ میمونیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے احمدؒ کو فرماتے :اکہ حضرت حسنؓ ناپسند کرتے تھے کہ بچے ساتویں دن ختنہ بٹھایا جائے۔ اور حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ نے فرمایا کہ اگر ساتویں دن ختنہ بٹھایا۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ حضرت حسن نے اسے یہود کی مشابہت کے باعث مکروہ سمجھا ہے حالانکہ اس میں ایسی کچھ بات نہیں۔

مکحولؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام کا ساتویں دن ختنہ کیا اور اسماعیل علیہ السلام کا تیرھویں سال ختنہ کیا۔ اسے خلالؒ نے ذکر کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اسحٰق علیہ السلام کا ختنہ بچپن میں ہوا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ختنہ بھی بچپن میں ہوا اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اختلاف گذر چکا کہ آپؐ کا ختنہ کب ہوا؟

(اسماء اور کنیتوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ) نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ذلیل اس آدمی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام ہے جو اپنا نام ملک الاملاک رکھتا ہے۔ حالانکہ اللہ کے سوا کوئی ملک (بادشاہ) نہیں۔

اور آپؐ سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور سب سے زیادہ سچے حارث۔ ہمام اور سب سے برے نام حرب۔ مرہ ہیں۔

نیز آپؐ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا، اپنے لڑکے کا نام یسار۔ رباح نجیح اور افلح نہ رکھو۔ کیونکہ آپ کہیں گے کیا وہ مصلح ہے اور وہ ایسا نہ ہوگا تو جواب ہوگا کہ نہیں" نیز آپؐ نے عاصیہ کا نام بدل دیا اور جمیلہ رکھا پہلے حضرت جویریہؓ کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر جویریہؓ رکھ دیا۔ حضرت زینب ام سلمہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نام رکھنے سے منع کیا اور فرمایا کہ اپنے آپ کو پاکیزہ مت جتاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہی تم میں سے نیکوں کو خوب جانتا ہے۔ نیز احرم کو بدل زرعہ۔ ابی حکم کو بدل کر ابی شریح۔ سعید کے دادا حزن، نے بدل کر سہل رکھ لیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ سہل کو لتاڑا جاتا ہے اور اس سے خدمت لی جاتی ہے۔

ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصی۔ عزیز۔ عیلہ۔ شیطان۔ حکم غراب۔ حباب اور شہاب کا نام بدل دیا اور ان کا نام ہشام رکھا۔ نیز آپؐ نے حرب کا نام مسلم رکھا۔ مضطجع کا منبعث۔ ارض عفرہ کا نام خضرہ۔ شعب ضلالہ کا شعب ہدیٰ۔ بنو زبنہ کا بنو رشدہ اور بنی معاویہ کا نام بنی رشیدہ رکھا۔

اسماء کا اثر شخصیت پر

اسماء معانی کے قالب ہوتے ہیں اور ان پر روشنی ڈالتے ہیں۔ پس حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ (الفاظ اور معانی) کے درمیان ایک خاص ربط اور نسبت ہو اور دونوں میں اجنبیت نہ ہو کہ وہ ایک دوسرے سے یکسر غیر متعلق ہوں، کیونکہ حکیم کی حکمت اس کو روا نہیں سمجھتی، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ نام کا مسمّٰی کی شخصیت پر ایک مخصوص اثر ہوتا ہے۔ انسان اپنے ناموں کے حسن۔ قبح۔ ذلت وعزت، لطافت وکثافت سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ جیسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

وقل ان ابصرت عيناك ذا لقب الا ومعناه ان فكرت في لقبه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے نام کو پسند فرماتے تھے، آپؐ نے حکم دیا کہ جب کوئی قاصد آپؐ کی طرف بھیجا جائے تو جمیل ہو اور اچھے نام والا ہو۔ اور آپؐ نیند اور بیداری میں ناموں سے معانی لیتے۔ جیسا کہ آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ اور صحابہؓ عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں اور ابن طاب کی تر کھجوروں سے کھجوریں حاضر کی گئیں۔ آپؐ نے اس کی یہ تاویل بتائی کہ ان کے لیئے دنیا میں عاقبت (خیر) اور آخرت میں رفعت ملے گی اور جن کو اللہ تعالیٰ نے پسند کر لیا وہ تر ہو گئے اور طاب (خوش) ہو گئے۔

اور حدیبیہ کے دن سہیل بن عمرو کے آنے سے آپؐ نے اس کام کو سہل سمجھنے کی تاویل فرمائی۔ اور ایک گروہ نے بکری دوہنے کا ارادہ کیا چنانچہ ایک آدمی دوہنے کے لیئے اٹھا آپؐ نے دریافت فرمایا، تیرا نام کیا ہے؟

اس نے عرض کیا مرۃ (تلخ)

آپؐ نے فرمایا، بیٹھ جا۔

دوسرا اٹھا، آپؐ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ اس نے کہا میرا نام حرب ہے۔

آپؐ نے فرمایا، بیٹھ جا، ایک اور اٹھا، آپؐ نے پوچھا، تیرا نام کیا ہے؟

اس نے عرض کیا یعیش (جیتا رہے گا) آپؐ نے دودھ دوہنے کا حکم فرمایا۔

نیز آپؐ برے ناموں والی جگہوں کو بھی ناپسند فرماتے اور وہاں سے گذرنے میں بھی کراہت محسوس کرتے تھے۔

اچھے نام رکھنے کا حکم

ایک بار کسی غزوہ میں دو پہاڑوں کے درمیان گذر رہے تھے۔ آپؐ نے ان کا نام دریافت فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ ان کے نام فاضح (ذلیل کرنے والا) اور مخزی (رسوا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا) ہیں۔

آپؐ نے ان سے اعراض کرلیا اور ان کے درمیان سے نہ گذرے، چونکہ اسماء اور مسمیات میں اس طرح تناسب وارتباط ہوتا ہے، جس طرح ارواح و اجسام اور حقائق وقوالب اشیاء کے درمیان اس لیئے عقل ان سے بڑھ کر دوسری طرف منتقل ہوجاتی ہے جیسے ایاس بن معاویہ وغیرہ کسی آدمی کو دیکھتے، تو فرماتے کہ اس کا نام ایسا ایسا ہونا چاہیئے تھا تو وہ اس معاملہ میں غلطی پر نہ تھے۔ اس کی مثال حضرت عمرؓ بن خطاب سے ملتی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے اس کا نام دریافت کیا۔ وہ کہنے لگا جمرہ (انگارہ)

آپؓ نے پوچھا، تیرے والد کا کیا نام ہے؟ کہنے لگا، شہاب آپؓ نے پوچھا، تیری منزل کہاں ہے؟ کہنے لگا حرۃ النار (آگ کی گرمی) میں آپؓ نے دریافت فرمایا کہ تیرا مسکن کہاں ہے؟ کہنے لگا ذات لظی (شعلوں والی) ہیں۔ آپؓ نے فرمایا، اچھا جا، تیرا مسکن جل گیا۔

وہ گیا تو واقعی ایسا ہی پایا، یعنی حضرت عمرؓ نے الفاظ سے ان کے معانی وارواح کا مطلب اخذ کیا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن سہیل کے نام سے سہولت کا مطلب لیا اور واقعی معاملہ سہولت سے طے پاگیا۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ بنی امت کو اچھے اچھے نام رکھنے کا حکم دیا اور بتایا کہ انہیں قیامت کے دن انہی ناموں کے ساتھ بلایا جائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا یہ مطلب ہو کہ اچھے اعمال اچھے اسماء سے نسبت حاصل کرلیں۔ اچھے اور مناسب اسماء و اوصاف سے رہ بلا یا ایک شہادت بن جائے۔

آپ غور کیجیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احمدؐ اور محمدؐ کے دو ناموں سے ان کے اوصاف کا کس انداز سے (علاً) اشتقاق کیا محمد کے لفظ میں صفاتِ محمودہ کی کثرت اور احمد کے لفظ میں دوسروں کی صفات سے افضیلت مراد ہے۔ تو اسم اپنے مسمی سے اس طرح مرتبط ہوگیا جیسے روح اور بدن کا تعلق ہوتا ہے۔ اسی طرح نبی صلی اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کا ابوالحکم بن ہشام کے لیے ابوجہل کنیت فرماتے۔ اس کی اسلام جہالت کے باعث) بالکل اوصاف روحانی کے مطابق تھا، نیز اللہ تعالیٰ نے عبدالعزیٰ کو ابولہب کی کنیت عطا کی، کیونکہ شعلہ خیز آگ میں جلنے کے باعث وہ اس کنیت کا زیادہ مستحق تھا اور یہ کنیت اس سے زیادہ مطابقت ومدافعت رکھتی تھی۔

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض عرب قبائل سے فرمایا، اے بنی عبداللہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور آباؤ اجداد کے اچھے نام رکھے۔

آپ دیکھئے کہ آپؐ نے ان کو ان کے والدین کے اچھے (عبداللہ) نام سے اللہ تعالیٰ کی عبودیت کی دعوت، اور چونکہ اسم اپنے مسمی کا مقتضی بلکہ اس میں موثر ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی ناموں کو پسند فرمایا، جیسے عبداللہ اور عبدالرحمٰن، اپنی اضافت کے اعتبار سے دوسرے ناموں عبدالقاہر اور عبدالقادر سے اللہ کو زیادہ محبوب ہیں، چنانچہ عبدالرحمٰن عبدالقادر سے زیادہ پسندیدہ اور عبداللہ عبدالرب سے زیادہ محبوب ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بندے اور اللہ کے درمیان محض عبودیت کا تعلق ہے۔ لیکن بندے اور رحمٰن کے درمیان محض رحمت کے سہارے کا تعلق ہے اس کی رحمت سے اس کا وجود قائم ہے۔ اسی کے باعث اسے پیدا کیا۔ اس وجہ سے بندہ صرف اس ذات یکتا کو محبت، خوف، امید، تعظیم اور اجلال کے باعث اپنا اللہ مانتا ہے اور عبداللہ کہلاتا ہے۔ اللہ کے لفظ کے جو معنی ہیں ان کا غیراللہ پر اطلاق ناممکن ہے اور چونکہ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اس لئے وہ رحمت کو اپنے غضب سے زیادہ محبوب رکھتا ہے پس عبدالرحمٰن کا نام عبدالقاہر سے زیادہ پسندیدہ ہوا۔

انبیاء علیہم السلام کے نام پر نام رکھو

انبیاء علیہم السلام جملہ نبی آدم کے سردار ہیں کیونکہ ان کے اخلاق تمام لوگوں کے اخلاق سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں ان کے اعمال تمام لوگوں کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال سے زیادہ قابل شرف ہوتے ہیں ان کے اسماء بھی تمام دوسرے اسماء سے زیادہ قابل عظمت ہوتے ہیں۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو (انبیاء) کے اسمائے مبارکہ پر نام رکھنے کا حکم دیا، جیسا کہ سنن ابی داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر اپنے نام رکھو اگر ان میں دیگر مصالح نہ بھی ہوں پھر بھی ان کے اسماء سے ان سے تعلق قائم رہتا ہے دیگر یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ کی حفاظت ہوتی ہے ان کا تذکرہ جاری رہتا ہے۔ اور انھیں طاقِ نسیاں کی زینت نہیں بنایا جا سکتا۔ اور ان کے اسماء کے ساتھ ساتھ ان کے اوصاف و حالات کا بھی تذکرہ جاری رہتا ہے۔

لڑکے کا نام یسار، افلح، نجیح، رباح رکھنے کی ممانعت کا سبب یہ ہے کہ مسمی کا اعتقاد اور ظن ایسے ہی ہو جاتا ہے، چنانچہ وہ اپنے آپ کو پاکیزہ اور پر عظمت و ذی رفعت جتانے میں ہی لگا رہتا ہے اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برہ (نیک) نام رکھنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ "اپنے آپ کو پاکیزہ مت جتاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہی تم میں سے نیک (کام کرنے والوں) کو خوب جانتا ہے۔ اسی لیے تقی متقی۔ مطیع، طائع۔ راضی۔ محسن۔ مخلص، منیب، رشید اور سدید جیسے نام رکھنا مکروہ ہے۔ اور کفار کو تو ایسے نام رکھنے کی قطعاً اجازت نہ دینی چاہیے۔ انہیں ان ناموں سے بلانا یا ان ناموں سے تذکرہ کرنا بھی ممنوع ہے اور کفار کے ایسے نام رکھنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنیّت رکھنے کے آداب

آنحضرتؐ کی کنیّت کو اختیار کرنے کا مسئلہ

آں حضرت کی عطا کردہ کنیتیں

کنیت رکھنا دراصل ایک طرح مکنّی کی تعظیم و تکریم ہے۔ جیساکہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

اکنیه حین اناديه لاكرمه ولا القبه والسوءة اللقب

یعنی جب میں اسے بلاتا ہوں تو اس کے اکرام کے باعث اس کی کنیت کا ذکر کرتا ہوں اور میں اس کا لقب ذکر نہیں کرتا اور لقب سے یاد کرنا برا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیبؓ کو ابو یحیٰی اور علی رضی اللہ عنہ کو ابو تراب اور ابوالحسن کی کنیت مرحمت فرمائی اور یہ آپ کی سب سے محبوب کنیت تھی۔

اور حضرت انس بن مالک کے بھائی جب کہ ابھی چھوٹے تھے انہیں ابو عمیر کی کنیت عطا کی۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ آپ صاحب اولاد اور بے اولاد سب کو کنیت عطا کرتے۔ اور ابوالقاسم کے سوا آپ سے ثابت نہیں کہ آپؐ نے کسی کنیت سے منع فرمایا ہو۔

آپ کی کنیت پر کنیت نہیں رکھی جا سکتی

صحیح روایت میں آپؐ سے منقول ہے کہ فرمایا میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو۔ چنانچہ اس مسئلہ میں علمائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام کے چار اقوال ملتے ہیں۔

ایک یہ کہ آپؐ کی کنیت اختیار کرنا مطلقاً ناجائز ہے۔ چاہیئے آپؐ کے نام سے متصل رکھی جائے یا انفرادی طور پر یا آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں ہو یا وفات کے بعد۔ انہوں نے اس صحیح حدیث کو عام سمجھا ہے اور بیہقیؒ نے امام شافعی سے اسے مطلق نقل کیا ہے۔ اور منقول ہے کہ یہ کنیت اور نام بہر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص تھے۔ آپؐ نے اس طرف اشارہ بھی کر دیا تھا کہ "اللہ کی قسم میں نہ کسی کو حکم دوں گا اور نہ روکوں گا، بلکہ میں تو قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں جہاں مجھے حکم ہوتا ہے وہاں رکھتا ہوں۔

اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ یہ صفت (مخصوصہ) مکمل حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کہیں بھی نہیں ملتی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آپؐ کا نام و کنیت اجتماعی صورت میں ممنوع ہے۔ اگر دونوں میں سے صرف ایک اختیار کر لیا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

ابو داؤدؒ نے باب من رای ان لا یجمع بینھما میں اسے ذکر کیا ہے۔ اور ابو زبیر کی حدیث نقل کی ہے۔ انھوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے میرا نام رکھا وہ میری کنیت اختیار نہ کرے۔ اور جو میری کنیت اختیار کرے وہ میرا نام نہ رکھے۔ ترمذیؒ نے بھی اسے روایت کیا ہے نیز ترمذیؒ نے محمد بن عجلان سے نقل کیا۔ انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا اور ترمذیؒ نے اسے صحیح بتایا۔ الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام اور کنیت کو جمع کرنے یعنی محمد ابو القاسم نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ دونوں میں جمع کرنا جائز ہے۔ یہ مالکؒ سے منقول ہے۔ انھوں نے ابو داؤدؒ اور ترمذیؒ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو محمد بن حنفیہؒ سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر آپؐ کے بعد میرے گھر میں کوئی لڑکا ہوا تو میں آپؐ کا نام رکھوں گا اور اسے آپؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کنیت دوں گا۔

آپؐ نے فرمایا، ہاں! ترمذیؒ نے اسے صحیح بتایا ہے اور سنن ابو داؤدؒ میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا، اے اللہ کے رسولؐ میرے ہاں لڑکا تولد ہوا میں نے اس کا نام محمد رکھا اور اسے آپؐ کی کنیت یعنی ابوالقاسم" دی پھر مجھے بتایا گیا ہے کہ آپؐ اسے ناپسند فرماتے ہیں۔ آپؐ نے جواب دیا کہ کس نے میرا نام جائز کیا اور کنیت حرام کر دی؟ یا (فرمایا) کہ کس نے میری کنیت حرام کر دی اور نام حلال (جائز) کر دیا (یہ علماء) فرماتے کہ ممانعت کی احادیث ان دو روایتوں سے منسوخ ہو چکی ہیں۔

چوتھا قول یہ ہے کہ آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں ابوالقاسم کی کنیت اختیار کرنا ممنوع تھا، اور وفات کے بعد جائز ہے، کہتے ہیں کہ ممانعت کا سبب آپؐ کی حیات سے مخصوص تھا، جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بقیع میں "اے ابوالقاسم" آواز دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف متوجہ ہوئے۔

اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول میرا مطلب آپؐ نہ تھے، بلکہ میں نے فلاں کو بلایا تھا۔

آپؐ نے فرمایا، میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو

اور (علمائے کرام) فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کا مطلب یہ ہے، کہ انہوں نے اس بچہ کے بارے میں پوچھا تھا جو آپؐ کے بعد پیدا ہو، اس کے بارے میں نہیں جو آپؐ کی زندگی میں پیدا ہوا۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے فرمایا "یہ صرف میرے لیے رخصت تھی۔

اور صحیح مسلک یہ ہے کہ آپؐ کا نام رکھنا جائز ہے اور آپؐ کی کنیت اختیار کرنا ممنوع ہے اور زندگی میں آپؐ کی کنیت اختیار کرنے کی ممانعت زیادہ شدید تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ابو عیسٰی کنیت اختیار کی جاسکتی ہے؟

نیز سلف وخلف کی ایک جماعت نے ابو عیسٰی کی کنیت کو مکروہ بتایا ہے۔ دوسروں نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

ابوداؤد میں زید بن اسلم سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے ایک بیٹے کو مارا، جوکہ ابو عیسٰی کنیت رکھتا تھا، نیز حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے ابو عیسٰی کی کنیت اختیار کی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تجھے اتنا کافی نہیں کہ تو ابو عبداللہ کی کنیت اختیار کرلے؟

انھوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کنیت رکھی ہے۔ انھوں نے فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے اور ہم اپنی حرکات میں ہیں۔ پھر وفات تک ہمیشہ ابو عبداللہ ہی اپنے آپ کو کہلواتے رہے۔ حضرت عائشہؓ کو ام عبداللہ کی کنیت دے رکھی تھی اور بعض ازواج مطہرات کو جیسے ام حبیبہ اور ام سلمہؓ کی کنیت عطا فرمائی تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کو "کرم" کہنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ کرم تو مومن کا دل ہوتا ہے، چونکہ لفظِ (کرم) کثرت خیر وبرکت پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا ایسے امور خیر کا زیادہ مستحق مومن کا قلب ہی ہو سکتا ہے، نہ کہ انگور کا درخت۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعراب کے نام تمہاری نمازوں مثلاً عشاء پر غالب نہ آجائیں (کیونکہ اعراب) اس نماز کو عتمہ کہتے ہیں اور صحیح حدیث میں آپؐ سے یہ بھی مروی ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا، اگر انھیں معلوم ہوتا کہ عتمہ (عشاء) اور صبح میں کس قدر اجر ہے تو یہ پیٹ کے بل رینگ کر بھی حاضر ہوتے۔

ایک قوم میں یہ ہے کہ اس روایت کی بناء پر ممانعت منسوخ ہے۔ بعض اس کا عکس بناتے ہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ (روایات) کی تاریخ کا صحت سے تعین کرنا مشکل ہے، اور احادیث میں تعارض بھی نہیں پایا جاتا، کیونکہ آپؐ نے عشاء کو عتمہ کہنے کی قطعی ممانعت نہیں فرمائی، جبکہ مراد یہ تھی کہ عشاء کا نام متروک نہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے پائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس نماز کو اسی نام سے یاد کیا ہے اور اس پر عتمۃ کا غلبہ نہ ہونے دیا جائے۔ اب اگر اسے عشاء ہی کہا جائے اور کبھی کبھار عتمۃ کا نام بھی بول دیا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

اور یہ فرمان محض اسی لئے تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رچاہتے تھے) کہ عبادات وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کردہ اسماء کی حفاظت کی جائے، وہ متروک نہ ہونے پائیں اور ان پر دوسرے اسماء غالب کر دیئے جائیں، جیسے متاخرین نے جدید اصطلاحات والفاظ پرچسپاں کر دیئے اور جس کی وجہ سے اس قدر عظیم فساد وانتشار پیدا ہوا کہ جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افرادِ امت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تخاطب

سراپا شفقت و رحمت آپؐ امت کو خطاب فرمانے کے لیے خوبصورت اور لطیف ترین الفاظ استعمال کرتے جو درشت و تند مزاج لوگوں سے بعید ہوں۔ چنانچہ آپ نہ فحش یا درست کلام فرماتے نہ تند گوئی اور تیزی سے کام لیتے۔

آپؐ نا اہل آدمی کے حق میں پر عصمت اور قابلِ تکریم الفاظ اور (شریف) کے حق میں پر مذمت الفاظ کہنے کو ناپسند فرماتے۔

پہلی مثال مثلاً منافق کو کہنا اے میرے سردار، فرمایا جو اللہ کے ہاں سردار نہیں تو تم نے اسے سردار کہہ کر اپنے پروردگار عزوجل کو ناراض کیا۔

نیز آپؐ نے انگور کو کرم کہنے اور ابوجہل کو حکیم کہنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح آپؐ نے ایک صحابی ابو حکیم کا نام بدل کر ابی شریحؓ رکھ دیا اور فرمایا کہ حکم تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے اور اسی کی طرف حکم واپس جاتا ہے۔

اسی طرح آپؐ نے اس بات کی ممانعت فرمائی کہ غلام عباس آقا کو ربی (پروردگار) کہے یا آقا اپنے غلام کو میرا بندہ کہے اور فرمایا بلکہ یوں کہو "میرے بچے۔ میرے بچی"[1] ایسے ہی طبیب ہونے کے مدعی کو آپؐ نے رفیق فرمایا اور بتایا کہ طبیب تو خالق ہے اور جہلا ر کافر کو بھی حکیم کہتے ہیں جسے چند طبیعاتی باتوں کا علم ہو حالانکہ (کافر) تمام

[1] ان الفاظ میں زیردست کے لیے کتنی رحمت اور شفقت ہے اور آقا کے پندار کے لیے کیسی موعظت حسنہ ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوقات سے زیادہ احمق ہوتا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے ایک خطیب سے، جس نے کہا تھا:

"جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے، وہ خوش بخت ہوا اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے وہ سرکش و گمراہ ہوا"

آپؐ نے فرمایا کہ تو بدترین خطیب ہے۔ اسی طرح آپؐ کا فرمان:

"کہ یہ مت کہو کہ جس طرح اللہ اور فلاں (بھی) چاہے ویسے ہوگا بلکہ کہو جس طرح اللہ چاہے پھر جو (اللہ کی مرضی سے) فلاں چاہے"۔ ایک آدمی نے عرض کیا، جس طرح اللہ اور آپؐ چاہیں۔ آپؐ نے فرمایا، کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ بلکہ کہو جیسی صرف اللہ کی مرضی ہو۔ [1]

اور دوسری نوع یہ ہے کہ غیر مستحق پر الفاظِ مذمت استعمال کیے جائیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

زمانے (دہر) کو گالی مت دو،

اور فرمایا، کہ:

زمانہ ہی خدا ہے۔

دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ:

ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے جب زمانے کو گالی دیتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، اور سارا امر میرے ہاتھ میں ہی ہے۔ میں ہی دن رات بدلتا ہوں، ایک اور روایت میں فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے: اے زمانے کی نامرادی.

اس میں تین بڑے بڑے مفاسد ہیں۔

---

[1] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عقیدہ توحید کس طرح آپ مسلمانوں کے قلوب میں راسخ کر دینا چاہتے تھے۔ یہ ارشادِ نبوی ان لوگوں کے لئے غور طلب ہے جو خدا کو چھوڑ کر، یا اس کے ساتھ پیروں اور بزرگوں کو بھی حاجت روا سمجھتے ہیں۔ (رئیس احمد جعفری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک یہ کہ ایک غیر مستحق کو گالی دی، کیونکہ دہر بھی اللہ کی مسخر مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے۔ اس کے حکم کا تابع ہے اس کے امر کے سامنے بے بس ہے اس لئے گالی دینے والا مذمت کا زیادہ مستحق ہے۔

دوسرے اس کا گالی دینا شرک کا متضمن ہے کیونکہ اس نے فائدہ رساں اور ضرر رساں سمجھ کر گالی دی ہے۔

تیسرے گالی دینے والے کے دو حالات ہیں، یا تو اس نے اللہ کو گالی دی ہے یا شرک کیا ہے کیونکہ اگر اس کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ کے ساتھ زمانہ بھی فاعل ہے تو وہ مشرک ہو گیا اور اگر اس کا یہ اعتقاد کہ تنہا اللہ ہی اس کا فاعل ہے، تو اس نے گویا اللہ کو گالی دی۔

اسی طرح آپ کا یہ فرمان کہ تم میں سے یہ کوئی نہ کہے کہ شیطان ہلاک ہو کیونکہ وہ موٹا ہو جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں نے اسے اپنی قوت سے پچھاڑ دیا، بلکہ یوں کہا کرے، بسم اللہ، اس سے وہ مکھی کی طرح چھوٹا ہو جائے گا۔ اسی طرح دوسری روایت میں ہے کہ بندہ جب شیطان پر لعنت کرتا ہے تو وہ کہتا ہے تو ایک مطعون پر لعنت کر رہا ہے، نیز اللہ شیطان کو رسوا کرے، اللہ شیطان کا منہ کالا کرے۔ وغیرہ جملے بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں، ان سب سے وہ خوش ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ بنی آدم کو معلوم ہو گیا کہ میں نے اسے اپنی قوت سے نقصان پہنچایا ہے، یہ جملے اسے زیادہ سرکش بناتے ہیں اور ذرا بھی فائدہ بخش نہیں ہوتے چنانچہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس پر شیطان کا اثر ہو۔ وہ اللہ کا ذکر کرے۔ اس کا نام لے اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے۔ یہ بات اس کے لئے فائدہ دینے والی اور شیطان کے غصہ کو بھڑکانے والی ہے۔

عجز اور کسل کے مظاہرہ سے بچو

کسی کام کے ہو جانے کے بعد اس قول کی ممانعت کہ کاش میں یوں نہ کرتا، یوں کرتا، فرمایا کہ اس طرح شیطان کے اثر کا دروازہ کھلتا ہے بلکہ ارشاد فرمایا کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے زیادہ نفع مند یہ کلمہ ہے:

جو کچھ اللہ کی تقدیر تھی اور جو اللہ نے چاہا ہو گیا۔

اور عجز (بھی غلط ہے) کیونکہ یہ بھی شیطان کو دخل اندازی کا موقع دیتا ہے گویا یہ فائدہ مند اعمال سے عاجز آگیا اور باطل امیدوں کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ یہ کہتے ہوئے کہ کاش اس اس طرح ہوتا، کاش میں یوں کرتا۔ اس سے شیطان کو دخل دینے کا موقع ملتا ہے کیونکہ یہ عجز اور کسل (سستی) کا نتیجہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پناہ مانگی ہے کیونکہ یہ دونوں شر کا منبع ہیں۔ اور انہی سے غم، اندوہ، بخل، قرض ادا نہ کر سکنا اور لوگوں سے مغلوب ہو جانا (جیسے حالات) پیدا ہوتے ہیں چنانچہ ان کا مرکز اور مصدر عجز اور کسل ہی ہیں، چنانچہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شیطان کا کسی پر اثر شروع ہو جائے تو وہ تمنائیں کرنے والا تمام لوگوں سے زیادہ عاجز اور مفلس بن کر رہ جاتا ہے کیونکہ تمنائیں کرتے رہنا مفلسین کا راس المال ہوتا ہے اور عجز ہر شر کی کنجی ہوتی ہے بلکہ ہر گناہ کی جڑ عجز ہے۔ جب بندہ نیک کام کرنے اور برائی سے بچنے سے عاجز آگیا تو بہر حال معاصی ہی میں ڈوب جائے گا۔

ایک حدیث کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شریح اصول و فروع اور اس کے مبادی غایات سے پناہ مانگنا۔ آٹھ خصال پر مشتمل ہے۔ ہر دو خصال آپس میں قرین ہیں۔ آپ نے دعا پڑھی

دونوں قرین ہوئے۔ اس کے بعد عجز اور کسل دونوں ایک دوسرے کے قرین ہیں۔ اگر بندہ بندگی اور اصلاح میں عاجز رہ گیا ہو، اگر عدم قدرت کے باعث ایسا ہوا تو عاجز ہے اور اگر قصداً ایسا کیا تو یہ کسل (کاہلی ہے) ان دو صفات سے ہر خیر کھو جاتا ہے اور ہر شر آموجود ہوتا ہے۔

جس شر کے باعث وہ اپنے بدن سے نفع حاصل نہیں کر سکتا اسے جبن کہتے ہیں۔ اگر مال سے فائدہ حاصل نہ کر سکے پھر یہ بخل ہوگا۔ چنانچہ اس کے باعث دو طرح کی مغلوبیت مسلط ہو جائے گی۔ ایک کسی کے حق کا غلبہ دین کہتے ہیں۔ دوسرے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل کے باعث مغلوبیت اسے غلبہ رجائی کہتے ہیں۔ یہ تمام مفاسد عجز اور کسل کا نتیجہ ہیں۔

عجز اور کسل۔ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق حکم ہے کہ ایک آدمی کے خلاف فیصلہ ہوا وہ کہنے لگا۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل (مجھے میرا اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ عجز پر ملامت کرتا ہے بلکہ تمہیں شعور سے کام لینا چاہیئے پھر بھی اگر کوئی امر تم پر غالب آجائے تو کہو حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ حالانکہ اگر یہ اسباب کو ہوشمندی سے کام میں لاتا اور پھر بھی مغلوب ہو جاتا۔ اس صورت میں یہ جملہ واقعتہً اپنے مقام پر درست ہوتا۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے تمام مامور بہ اسباب کو اختیار کیا کسی کو ترک نہیں کیا اور نہ عجز کا اظہار کیا۔ پھر بھی جب دشمن غالب آگئے اور انہیں آگ میں ڈال دیا تو انہوں نے اسی حالت میں حسبی اللہ ونعم الوکیل کہا۔ چنانچہ یہ کلمہ جب اپنے مقام پر پڑھا تو فوراً اثر ہوا اور اس کا مقتضیٰ ظاہر ہو گیا۔

اسی طرح احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ سے جب کہا گیا کہ لوگ تمہارے لیے جمع ہیں، اس لیے ان سے ڈرو۔ تو (صحابہ ورسول اللہ) نے تیاری کی اور دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلے اور خوب شعور سے کام لیا۔ پھر کہنے لگے حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ تو اس کلمہ نے اثر کیا اور اس کا ایک نتیجہ نکلا۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔

یعنی، اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نکلنے کی راہ بنا دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا، جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اس کو کافی ہے ۔؎

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری جگہ فرمایا:

واتقوا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔ یعنی، اور اللہ سے ڈرو، مومنوں کو چاہیے کہ اللہ پر توکل کریں۔

اور اسباب دنیا اختیار کیے بغیر توکل کرنا اور اللہ کو کافی سمجھنا یہ محض عجز ہے، اگرچہ اس پر قدرے توکل چھایا نظر آتا ہے۔ لیکن یہ توکل عجز ہے اور بندے کو یہ مناسب نہیں کہ اپنے توکل کو عجز بنا دے یا عجز کو توکل کا جامہ پہنائے۔ بلکہ توکل کو بھی اسباب ماموره سمجھ کر اسے اختیار کرتے جس کے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں ہو سکتا۔

دو جماعتوں نے اس مسئلہ میں دھوکا کھایا ہے۔

ایک گروہ نے سمجھا کہ حصولِ مراد کے لیے تنہا توکل ہی کافی اور مستقل حیثیت میں موثر سبب ہے چنانچہ انہوں نے تمام اسباب کو معطل کر دیا، جو اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مقتضیٰ تھے مسبب تک پہنچنے کا ذریعہ تھے، چنانچہ یہ گروہ ضعفِ توکل اور ترک اسباب کے باعث عجز اور تفریط میں گر گیا۔

دوسرے گروہ نے اسباب پر اعتقاد رکھا اور شرعاً اور ظاہراً ہر طرح مسبب میں سبب کی کارفرمائی دیکھی اور توکل سے بالکل ہی اعراض کر لیا۔ اگرچہ اس گروہ نے اسباب کے ذریعہ کچھ نہ کچھ حاصل کر لیا، لیکن اس کی قوت اصحاب توکل تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور نہ اسے اللہ کی نصرت حاصل ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے تحفظ و دفاع حاصل ہے بلکہ یہ توکل کے زائل ہونے کے وجہ سے ذلیل و عاجز ہے۔ کیونکہ قوت تو صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے میں پنہاں ہے جیسا کہ بعض سلف نے فرمایا ہے۔

جو یہ چاہے کہ تمام لوگوں سے قوی ہو جائے تو وہ اللہ پر توکل کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکرِ الٰہی

آپؐ ہمہ وقت ذکر میں مشغول رہتے

ذکرِ الٰہی کی وسعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ذکر میں تمام مخلوق سے زیادہ کامل تھے بلکہ آپؐ کا ہر کلام اللہ کے ذکر یا اس کے متعلق پر مشتمل تھا۔ آپؐ کا امت کو فرمانا، حکم فرمانا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسمائے مبارک، صفات اس کے احکام افعال وعدے وعید، سب اس کا ذکر ہی تھے اور اس کی نعمتوں پر ثنا، حمد، تسبیح وتمجید بھی قلبی طور پر ذکر الٰہی کی متضمن تھی۔ گویا آپؐ ہر آن ہر حالت میں ذاکر تھے اور ذکر الٰہی آپؐ کے تنفس کی طرح، اٹھتے بیٹھتے چلتے سوار ہوتے۔ سفر و حضر صلح و جنگ ہر جگہ آپؐ سے متصل تھا۔ جب آپؐ بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔

یعنی، سب تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اٹھ کر اسی کی طرف ہمارا حشر نشر ہوگا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ رات کو جاگتے تو دس بار اللہ اکبر کہتے۔ دس بار الحمد للہ کہتے اور بتایا کہ دس بار سبحان اللہ وبحمدہٖ اور دس بار سبحان الملک القدوس اور دس بار استغفر اللہ اور دس بار لا الٰہ الا اللہ کہتے پھر دس بار یہ دعا پڑھتے اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضیق یوم القیامہ، اس کے بعد (تہجد) شروع کرتے نیز فرماتی ہیں، کہ جب آپؐ کسی وقت رات کو جاگتے تو یہ الفاظ پڑھتے:

لا الٰہ الا انت سبحانک اللھم استغفرک لذنبی واسألک رحمتک اللھم زدنی علما ولا تزغ قلبی بعد اذ ھدیتنی وھب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ (ابوداؤد)

"یعنی تیرے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں، اے اللہ تو پاک ہے۔ میں اپنے گناہ کی تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میرا علم زیادہ کردے اور مجھے جب تو نے ہدایت دے دی تو اب میرے قلب کو کھوٹا نہ بنانا اور مجھے اپنی جناب سے رحمت عطا فرما، بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے۔

نیز آپؐ نے فرمایا کہ جو آدمی رات کو بیدار ہو اور یہ جملے کہے:

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئٍ قدیر، الحمد للہ وسبحان اللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، اس کے بعد کہے اللھم اغفرلی۔

یعنی، اے اللہ مجھے بخش دے، یا کوئی دوسری دعا قبول ہوگی، اور اگر اس نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو نماز قبول ہوگی (بخاری)

حضرت عباسؓ نے جو رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گذاری اس کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ جب آپؐ بیدار ہوئے تو آپؐ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور سورت سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات سے لے کر آخر سورت تک تلاوت کیں۔ پھر یہ دعا پڑھی وہ

اللھم لک الحمد انت نور السمٰوٰت والارض ومن فیھن ولک الحمد انت قیّم السمٰوٰت والارض ومن فیھن ولک الحمد انت الحق ووعدک الحق وقولک الحق ولقاءک حق والجنۃ حق والنار حق والنبیون حق و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد حق والساعۃ حق اللھم لک اسلمت وبک امنت وعلیک توکلت والیک انبت علیک خاصمت والیک حاکمت فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت الٰھی لا الٰہ الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم۔

یعنی "اے اللہ تو سزاوار حمد ہے، تو آسمانوں کا زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ان سب کا نور ہے بس تیری ہی حمد ہے تو ہی آسمان کا اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تھامنے والا ہے۔ بس تیری ہی حمد ہے۔ تو حق ہے تیرا وعدہ حق اور تیرا قول حق ہے۔ اور تیرا دیدار حق ہے، جنت حق ہے اور آگ (دوزخ) حق ہے اور انبیاء علیہم السلام حق ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق ہیں، اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ میں تیرے لئے اسلام لایا تجھ پر ایمان لایا۔ تجھ پر توکل کیا تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے نزاع کیا اور تجھ ہی سے داد خواہ ہوا۔ پس میرے سابقہ اور مابعد گناہ بخش دے اور جو گناہ میں نے چھپ کر کئے اور جو میں نے علانیہ کیے وہ بھی بخش دے، تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور بزرگی و عظمت والے خدا کے سوا نہ کوئی قدرت ہے اور

www.KitaboSunnat.com

نہ قوت ہے"

نیز حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللھم رب جبرائیل ومیکائیل واسرافیل فاطر السموٰت والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔

"یعنی اے اللہ جبرائیل ومیکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے پروردگار آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے غیب اور حاضر کو جاننے والے تو اپنے بندوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ جس میں اختلاف کرتے تھے بے شک تو جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھاتا ہے۔"

(حضرت عائشہؓ) فرماتی ہیں کہ اس کے ساتھ بسا اوقات آپؐ نماز شروع کر دیتے۔ جب آپ وتر پڑھتے تو وتروں سے فارغ ہونے کے بعد تین بار سبحان الملک القدوس کہتے، اور تیسری بار آواز بلند کرتے۔

اور جب آپؐ گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللہ توکلت علی اللہ اللھم انی اعوذ بك ان اضل او اضل او ازل او ازل او اظلم او اظلم او اجھل او یجھل علیّ (صحیح حدیث)

یعنی، اللہ کے نام سے، میں نے اللہ پر توکل کیا۔ اے اللہ میں اس امر سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ کسی کو گمراہ کروں یا مجھے گمراہ کیا جائے یا میں پھسلا دوں یا مجھے پھسلایا جائے یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔ میں جہالت (سے پیش) آؤں یا مجھ سے جہالت کا (برتاؤ) کیا جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھ لے:

بسم اللہ توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت دی گئی، تجھے کفایت ہو گئی اور تجھے بچا لیا گیا۔ اور شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے (حدیث حسن)

حضرت ابن عباسؓ نے جو رات آپؐ کے پاس گذاری اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپؐ صبح کی نماز کے لیے یہ دعا پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے:۔

اللھم اجعل فی قلبی نورا واجعل فی لسانی نورا واجعل فی سمعی نورا واجعل فی بصری نورا واجعل فی خلفی نورا ومن امامی نورا واجعل من فوقی نورا واجعل من تحتی نورا اللھم اعظم لی نورا۔

یعنی، اے اللہ میرے دل میں نور ڈال دے اور میری زبان کو نور عطا فرما، اور میری سماعت کو نور عطا فرما، اور میری بصارت کو نور عطا کر، اور میرے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے نور کر دے، اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے، اے اللہ میرے لیے نور بڑھا دے"

اور فضل بن مرزوقؒ حضرت عطیہ عوفیؒ سے وہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی بھی اپنے گھر سے نماز پڑھنے کے لیے نکلے اور وہ یہ دعا پڑھے:

اللھم انی اسألک بحق السائلین علیک وبحق ممشائی ھذا الیک فانی لم اخرج بطراً ولا اشراً ولا ریاءً ولا سمعۃ وانما خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک اسألک ان تنقذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

یعنی "اے اللہ میں تجھ سے سائلین کے حق کے طفیل اور تیری طرف چلنے کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ نہ تو میں تکبر و رعونت سے نکلا ہوں اور نہ ریاکاری اور دکھاوے کی خاطر بلکہ تیری ناراضگی سے بچتے ہوئے اور تیری رضا چاہتے ہوئے نکلا ہوں۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے آگ سے بچا دے اور میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں"

اتنا کہنے سے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دے گا جو اس کے لیے بخشش کے لیے دعا کرتے رہیں گے، اور نماز ختم ہونے تک اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت (نسبت) کی توجہ فرمائے گا۔

اور ابوداؤدؒ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپؐ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اعوذ باللہ العظیم وبوجھہ الکریم وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم،۔

یعنی "عظمت والے اللہ تعالیٰ اور اس کریم کے رخ اور اس قدیم کی قدرت کی میں پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے" جب اس نے یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا پڑھ لی تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ سارا دن شیطان سے محفوظ ہو گیا۔
نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مسجد میں داخل ہو تو پھر صلوٰۃ و سلام پڑھو اور پھر یہ کہو:
اللھم افتح لی ابواب رحمتك یعنی اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔
اور جب باہر آؤ، تو یہ کہو، اللھم انی اسئلك من فضلك، یعنی اے اللہ میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔
نیز مروی ہے کہ جب آپؐ مسجد میں داخل ہوتے تو درود و سلام پڑھتے اور یہ دعا کہتے:
اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك یعنی اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔
جب آپؐ صبح کی نماز پڑھتے تو طلوعِ آفتاب تک جائے نماز پر بیٹھے رہتے اور اللہ کی یاد میں مصروف رہتے۔
نیز آپؐ صبح کو یہ دعا پڑھا کرتے، اللھم بك اصبحنا وبك امسینا وبك نحیا وبك نموت والیك النشور۔
یعنی "اے اللہ ہم نے تیری (توفیق) سے صبح کی اسی طرح شام کی اور اسی طرح ہم جیتے اور تیرے نام پر مرتے ہیں اور بلاشبہ تیری ہی طرف حاضر ہونا ہے
اور جب صبح ہوتی تو آپؐ یہ دعا بھی پڑھا کرتے:
اصبحنا واصبح الملك للہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر، رب اسالك خیر ما فی ھذا الیوم وخیر ما بعدہ واعوذبك من شر ھذا الیوم وشر ما بعدہ رب اعوذبك من الكسل وسوء الكبر رب اعوذبك من عذاب فی القبر۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ہم نے صبح کی اور اللہ کے ملک نے بھی صبح کی اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود و کارساز نہیں۔ وہ تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی لیے بادشاہی ہے، اس کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، اے پروردگار میں تجھ سے اس دن کی بھلائی اور اس کے بعد کی بھلائی مانگتا ہوں اور میں اس دن کے شر اور اس کے بعد کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے پروردگار میں کاہلی اور تکبر کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے پروردگار میں جہنم میں ہونے والے عذاب اور قبر میں ہونے والے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

اور جب شام ہوئی تو آپ نے اسی دعا کو امینا و امسی الملک اللہ الخ کے مذکورہ طریق پر پڑھی (مسلم)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ عرض کیا کہ ایسے کلمات بتلائیے جو صبح و شام میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ دعا پڑھا کرو:

اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ رب کل شیء وملیکہ وما لکم اشھد ان لا الہ الا انت اعوذبک من شر نفسی وشر الشیطان وشرکہ وان اقترف علی نفسی سوءا او اجرہ الی مسلم"

یعنی "اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور ظاہر کے جاننے والے ہر چیز کے پروردگار اس کے بادشاہ اور اس کے مالک، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود و کارساز نہیں۔ میں اپنے نفس کی اور شیطان کی شرارت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اس کے شرک سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں (اور) اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں) کہ میں اپنے آپ پر کوئی برائی لا دوں یا اسے کسی مسلمان کی طرف منسوب کر دوں۔ آپ نے فرمایا، جب صبح یا شام کرے تو یہ کلمات پڑھ لیا کرو، یا جب بستر پر جاؤ تب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ (حدیث صحیح)

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بھی ہر صبح و شام یہ دعا تین بار پڑھ لے اسے کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم

یعنی "اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز بھی ضرر نہیں دیتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

اور جو آدمی جب یا شام یہ دعائیں تین بار پڑھے اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو راضی رکھے دعا یہ ہے:

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا یعنی "میں اللہ کے پروردگار ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوا۔ اور جس نے صبح یا شام کو یہ دعا پڑھی:

اللھم انی اصبحت اشھدک و اشھد حملۃ عرشک وملائکتک وجمیع خلقک انک انت اللہ الذی لا الہ الا انت وان محمدا عبدک ورسولک

یعنی "اے اللہ میں نے صبح کی، میں تجھے تیرے عرش کے حاملین تیرے سوا اور تیری تمام مخلوق کو شاہد بنا کر گواہی دیتا ہوں بے شک تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود و کارساز نہیں۔ اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

جو اسے ایک بار پڑھے گا اللہ اس کا چوتھا آگ سے آزاد کر دے گا اور اگر دو بارہ پڑھے گا تو اللہ اس کا نصف آگ سے آزاد کر دے گا۔ اور اگر چار بار پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے آگ سے بالکل آزاد کر دے گا (حسن)

نیز آپؐ نے فرمایا کہ جس آدمی نے صبح کو یہ دعا پڑھی اس نے اس دن کا حق ادا کر دیا۔

"اللھم ما اصبح بی من نعمۃ او باحد من خلقک فمنک وحدک لا شریک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لك لك الحمد ولك الشكر" یعنی اے اللہ میں نے یا تیری مخلوق میں سے جس نے بھی تیری نعمت کے ساتھ صبح کی، وہ نعمت بس صرف تیری ہی جانب سے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ تیری ہی حمد ہے اور تیرا ہی شکر ہے اور جو شام کو دعائے مذکورہ پڑھے اس نے رات کا شکر ادا کر دیا (حدیث حسن)

نیز آپؐ صبح و شام یہ دعائیں بھی پڑھا کرتے:

اللهم اني اسالك العافية في الدنيا والآخرة، اللهم اني اسالك العفو والعافية في ديني ودنياي واهلي ومالي اللهم استر عوراتي وآمن روعاتي اللهم احفظني من بين يدي ومن خلفي وعن يميني وعن شمالي ومن فوقي اعوذ بعظمتك ان اغتال من تحتي (حاکم)

یعنی "اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوالی ہوں، اے اللہ میں تجھ سے اپنے دین و دنیا۔ گھر اور مال کے عفو اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ میری مخفی (کمزوریوں) پر پردہ ڈال دے اور مجھے پریشان حالی سے مامون فرما۔ اے اللہ میرے سامنے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں اور اوپر سے حفاظت فرما۔ میں تیری عظمت کے طفیل اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے ڈھکے چھپے دھوکہ دیا جائے"

اور آپؐ نے فرمایا کہ تم کو چاہئے صبح کے وقت یہ دعا پڑھے:

اصبحنا واصبح الملك لله رب العالمين اللهم اني اسالك خير هذا اليوم فتحه ونصره ونوره وبركته وهدايته واعوذبك من شر ما فيه وشر ما بعده،

پھر جب شام ہو تو بھی یہی دعا پڑھو (حدیث حسن)

ابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے اپنی ایک لڑکی سے فرمایا، کہ جب تم صبح کرو تو یہ دعا پڑھو، کیونکہ اس کا صبح کے وقت پڑھنا شام تک محفوظ رکھے گا اور جو شام کو پڑھے گا وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔ دعا یہ ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ وبحمدہ لا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ماشاء اللہ کان وما لم یشأ لم یکن اعلم ان اللہ علی کل شی قدیر وان اللہ قد احاط بکل شی علما

یعنی "اللہ پاک ہے اور اسی کی حمد ہے اور خدائے بزرگ وعظمت کے سوا نہ کوئی توفیق ہے اور نہ قوت ہے جو کچھ اللہ چاہے وہ ہو جاتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے علم کے لحاظ سے ہر چیز کو محیط ہے۔"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ بتاؤں کہ جب تم اسے پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہارا غم دور کر دے اور تمہارا قرض چکا دے؟

میں نے عرض کیا، ہاں! اے اللہ کے رسول، آپؐ نے فرمایا صبح یا شام کے وقت یہ کلمات کہہ لیا کر۔

اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذ بک من العجز والکسل واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من غلبۃ الدین وقھر الرجال۔

یعنی "اے اللہ میں غم واندوہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں عجز و سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں بزدلی اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں؛ اور میں قرض کے غلبہ اور آدمیوں کے قہر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"

راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم دور کر دیا اور قرض ادا کر دیا، نیز آپؐ سے منقول ہے کہ آپؐ صبح کو یہ دعا پڑھا کرتے:

اللھم انی اسئلک علما نافعا ورزقا طیبا وعملا متقبلا۔

یعنی "اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم اور پاک رزق اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں"

اور آپؐ سے منقول ہے کہ جو صبح کو اور شام کو یہ کلمات کہے تو اللہ پر حق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس کی ہر التجا مکمل طور پر قبول فرمائے، کلمات یہ ہیں:

اللھم انی اصبحت منك فی نعمة وعافية وستر فاتمم علی نعمتك عافيتك وسترك فی الدنيا والاخرة، یعنی اے اللہ میں نے تجھ سے تیری حمد وعافیت اور پردہ پوشی پر ہی صبح کی پس مجھ پر اپنی نعمت وعافیت اور پردہ پوشی دنیا اور آخرت میں مکمل طور پر فرما۔

نیز آپؐ سے منقول ہے کہ جو آدمی صبح وشام سات سات مرتبہ یہ کلمات کہے:

حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیه توکلت وھو رب العرش العظیم، یعنی "مجھے میرا اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر توکل کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے"

تو دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ اسے ہر غم میں کافی ہو گا۔ نیز آپؐ سے منقول ہے کہ جو شخص دن کی ابتداء میں یہ کلمات کہے وہ شام تک کسی مصیبت سے دوچار نہ ہو گا اور جو دن کے آخری حصّہ میں کہے گا اسے صبح تک کچھ رنج نہ پہنچے گا۔ کلمات یہ ہیں:

اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت علیك توکلت وانت رب العرش العظیم ما شاء اللہ کان وما لم یشا لم یکن لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیء علما اللھم انی اعوذبك من شر نفسی وشر کل دابة انت اخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط المستقیم۔

یعنی "اے اللہ تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود وکارساز نہیں۔ میں نے تجھ پر توکل کیا، اور تو ہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ جو اللہ چاہے وہ ہو جاتا ہے اور جو اللہ نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ اللہ بزرگ وبرتر کے سوا نہ کہیں سے توفیق ہے اور نہ کوئی قوت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ علم کے لحاظ سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ میں اپنے نفس کے شر سے اور ہر جاندار کے شر سے جس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے تیری پناہ مانگتا ہوں بے شک میرا پروردگار سیدھے راستہ پر ہے۔

حضرت ابوالدرداءؓ سے کسی نے کہا کہ آپ کا گھر جل گیا۔ انہوں نے جواب دیا "نہیں جلا" اور اللہ تعالیٰ ان کلمات کے باعث ایسا نہیں ہونے دے گا، جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں"۔

نیز آپؐ نے فرمایا، کہ تمام استغفاروں کا سردار (سید الاستغفار) یہ کلمات ہیں:

اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علی عھدك ووعدك ما استطعت اعوذبك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علیّ وابوء بذنبی فاغفر لی انہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

یعنی، "اے اللہ تو ہی میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد و وعدہ پر قائم ہوں، جتنی بھر مجھے استطاعت ہے میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں جو مجھے حاصل ہے اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں۔ پس مجھے بخش دے کیوں کہ تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا"۔

جو صبح کو یقین کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے، اسی دن مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو شام کو یقین کرتے ہوئے یہ کلمات کہے اور اسی رات فوت ہو جائے تو جنت میں داخل ہوگا اور فرمایا کہ جو صبح و شام سبحان اللہ وبحمدہ سو بار کہے تو قیامت کے دن اس سے زیادہ پڑھے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ جو دس بار صبح کے وقت یہ کلمات کہے، لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس سے دس برائیاں مٹا دے گا اور غلام آزاد کرنے کے برابر اسے ثواب حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے اس دن شیطان سے محفوظ رکھے گا۔ اور جب شام ہم کسی کا اجر و ثواب نہ ہوگا۔ بجز اس صورت کے کہ اگر کوئی ایسا ہی ورد کرے یا اس سے زیادہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو تو پھر اسی طرح کہے تو صبح تک تو صبح تک یہی مذکورہ فوائد حاصل ہوں گے اور آپؐ نے فرمایا کہ جو صبح کرے اور اس دن سو بار یہ کلمات کہے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے (نامۂ اعمال) میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی۔ اور یہ دن اس کے لئے شیطان سے حفاظت کا سبب ہوگا، یہاں تک کہ شام ہو جائے، اور اس سے زیادہ کسی کا ثواب نہ ہوگا۔ ہاں وہ آدمی جو اس سے زیادہ عمل کرے اور مسند وغیرہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات سکھائے اور حکم دیا کہ اپنے گھر میں ہر صبح یہ کلمات کہنے کی تاکید کریں۔ کلمات یہ ہیں:

لبیک اللھم لبیک لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک ومنک والیک اللھم ما قلت من قول او حلفت من حلف او نذرت من نذر فمشیئتک بین یدی ذلک کلہ ما شئت کان وما لم تشأ لم یکن ولا حول ولا قوۃ الا بک انک علی کل شیء قدیر، اللھم ما صلیت من صلوۃ فعلی من صلیت وما لعنت من لعنۃ فعلی من لعنت انت ربی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ ذو الجلال والاکرام فانی اعھد الیک فی ھذہ الحیوۃ الدنیا واشھدک وکفی بک شھیدا بانی اشھد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک لک الحمد وانت علی کل شیء قدیر واشھد ان محمدا عبدک ورسولک واشھد ان وعدک حق ولقاءک حق والساعۃ حق آتیۃ لا ریب فیھا وانک تبعث من فی القبور وانک ان تکلنی الی نفسی تکلنی الی ضعف وعورۃ وذنب وخطیئتہ وانی لا اثق الا برحمتک فاغفر لی ذنوبی کلھا انہ لا یغفر الذنوب الا انت وتب علیّ انک انت التواب الرحیم۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی "میں حاضر ہوں اے میرے اللہ، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے، وہ تجھ سے ہے اور تیری طرف سے ہے اے اللہ میں نے جو بات کی یا کوئی قسم کھائی، یا کوئی نذر مانی، پس یہ تمام تیری مشیت میرے سامنے ہے۔ جو تو نے چاہا ہو گیا۔ اور جو تو نے نہیں چاہا نہ ہوا۔ اور تیرے سوا نہ کسی سے توفیق ہے اور نہ کوئی قوت ہے۔ بے شک تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ تو نے جس پر کچھ رحم کیا تو وہ اسی پر ہے۔ جس پر تو نے رحم کیا اور جس پر تو نے پھٹکار کی وہ اسی پر ہے۔ جس پر تو نے پھٹکار کی تو دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے۔ مجھے بہ حالت اسلام موت دنیا اور نیکوکاروں کے ساتھ ملا دینا۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے غیب و حاضر کے جاننے والے۔ بزرگی و اکرام والے میں اس حیاتِ دنیا میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اور تجھے گواہ بناتا ہوں، اور تیری گواہی کافی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو یکتا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں تیری ہی بادشاہی ہے اور تیری ہی حمد ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا وعدہ سچا ہے۔ تیری ملاقات حق ہے۔ قیامت حق ہے آنے والی ہے اس میں کچھ شبہ نہیں، اور جو قبروں میں ہیں تو انہیں پھر سے اٹھائے گا۔ اگر تو (کام) میرے سپرد کر دے تو ضعف، ناتواں، بہ گناہ وخطاء کے سپرد کیے اور میں صرف تیری رحمت پر اعتماد رکھتا ہوں، پس میرے تمام گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں اور میں صرف تیری رحمت پر اعتماد رکھتا ہوں۔ پس میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں، اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تیرے سوا کوئی توبہ قبول کرنے اور رحم کرنے والا نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لباس پہنتے وقت

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت طیبہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے جیسے عمامہ یا قمیص یا چادر، پھر یہ دعا پڑھتے، اللهم لك الحمد انت كسوتنيه اسألك خيره وخير ما صنع له واعوذبك من شره وشر ما صنع له (حدیث صحیح)
یعنی اے اللہ تیری لاکھ لاکھ حمد کہ تو نے مجھے یہ پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس کے لیے بنایا گیا اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور جس کے لیے بنایا گیا اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"

نیز منقول ہے کہ جب آپؐ نیا کپڑا پہنتے تو یہ دعا کرتے:
الحمد لله كسانى ما اوارى به عورتى واتجمل به فى حياتى - یعنی تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے (لباس) پہنایا جس سے میں اپنی عریانی چھپاتا ہوں اور زندگی میں اس سے زینت حاصل کرتا ہوں۔

اور جو کپڑا کہنہ ہوگیا ہو اسے صدقہ کردے تو وہ زندگی اور موت میں اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ہوگا اور زندہ یا مردہ حالت میں اللہ کے راستہ میں ہوگا۔ نیز آپؐ سے منقول ہے کہ آپؐ نے ام خالدؓ سے انہیں نیا لباس مرحمت کرتے وقت فرمایا: "اسے بوسیدہ کرو" اسے پرانا کرو۔ پھر بوسیدہ کرو اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرانا کرو۔ یہ دو بارہ فرمایا۔

اور سنن ابن ماجہؒ میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر نیا لباس دیکھا تو دریافت فرمایا، کیا یہ نیا ہے یا دھلا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، یہ نیا ہے آپؐ نے فرمایا نیا (لباس) خوب پہنو۔ قابلِ تعریف طور پر جیو اور شہید ہو کر مرو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدابِ خانہ

گھر میں داخل ہوتے وقت اور خانگی مصروفیات کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اچانک گھر میں کبھی تشریف نہ لاتے کہ گھر والوں کو پریشان نہ کر دیں، بلکہ اس طرح تشریف لاتے کہ (گھر والوں) کو پہلے سے آپؐ کی تشریف آوری کا علم ہوتا۔ پھر آپؐ سلام کرتے جب آپؐ اندر تشریف لاتے تو کچھ نہ کچھ دریافت فرمایا کرتے۔ بسا اوقات پوچھتے کہ کیا کچھ کھانے کو ہے؟ اور بسا اوقات خاموش رہتے یہاں تک کہ ما حضر پیش کر دیا جاتا۔

نیز آپؐ سے منقول ہے کہ جب آپؐ گھر میں تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

الحمد للہ الذی کفانی وآوانی والحمد للہ الذی اطعمنی وسقانی والحمد للہ الذی من علی اسألک ان تجیرنی من النار، یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو میرے لئے کافی ہے، اسی نے مجھے پناہ دی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے کھلایا اور پلایا ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ پر احسان فرمایا، اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے دوزخ سے بچا۔

نیز ثابت ہے کہ آپؐ نے حضرت انسؓ سے فرمایا کہ جب تم...

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو۔ یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہوگا۔ ترمذیؒ نے اسے صحیح حسن کہا ہے۔

سنن میں روایت ہے کہ انسان جب گھر میں داخل ہو تو اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے: اللھم انی اسالك خیر المولج وخیر المخرج بسم اللہ ولجنا وعلی اللہ ربنا توکلنا،

یعنی اے اللہ میں تجھ سے بہترین مدخل اور بہترین مخرج کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اپنے رب اللہ پہ ہم نے توکل کیا۔"

پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے، اور صحیح روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جب انسان اپنے گھر میں داخل ہو تو داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرتے، اس وقت شیطان کہتا ہے کہ (اے شیاطین) تمہارے لیے یہاں نہ رات گذارنے کی جگہ ہے اور نہ کھانا ہے۔ اور جب داخل ہو اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات گذارنے کی جگہ مل گئی اور جب کھانا کھانے وقت بھی اللہ کا ذکر نہ کرے تو کہتا ہے کہ تمہیں (رات کی رہائش اور کھانا دونوں مل گئے۔ (مسلم)

صحیحین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب آپؐ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اللھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے سلام عرض کیا۔ آپؐ نے اس کا جواب نہ دیا اور (بعد میں) بتایا کہ ایسے وقت باتیں کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

نیز آپؐ نے فرمایا کہ دو آدمی اس طرح حوائج ضروریہ سے فراغت نہ کریں کہ (قریب بیٹھے) ننگے ہوں اور باتیں کر رہے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان (بے شرمی کی باتوں سے) خفا ہوتا ہے، نیز یہ گزر چکا ہے کہ آپؐ حوائج ضروریہ کے وقت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبلہ کی طرف نہ رخ کرتے نہ پیٹھ کرتے ۔

حضرت ابوایوبؓ، سلمان فارسیؓ، ابوہریرہؓ، معقل بن ابی معقل۔ عبداللہ بن حرث بن زبیدی۔ جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے مذکورہ حدیث ثابت ہے اور یہ تمام احادیث صحیح و حسن ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے کہ آپؐ نے صرف صحرا میں ایسا کرنے سے منع فرمایا یہ آپؐ سے مختص ہے یہ نہی کی ترجمانی نہیں بن سکتی۔ نیز یہ ابوایوبؓ کی روایت عموم سے ناقض بھی ہے۔

اور جب آپؐ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو کہتے۔ نیز آپؐ سے یہ دعا بھی منقول ہے،

الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی ،

یعنی سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور کر دی اور مجھے بچالیا ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذکارِ وضو

آپ سے ثابت ہے کہ پانی کے بھرے ہوئے برتن میں ایک دفعہ آپ نے ہاتھ ڈالا، پھر صحابہؓ سے فرمایا، اللہ کا نام لے کر وضو کرو۔

اور آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وضو کے لئے آواز دو، چنانچہ پانی لایا گیا۔ آپ نے فرمایا، اے جابرؓ اسے لو اور مجھ پر بسم اللہ کہہ کر ڈالو، راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ پر پانی بہایا اور بسم اللہ کہا۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں نے آپ کی انگلیوں میں سے پانی کا فوارہ بہتے ہوئے دیکھا۔

امام احمدؒ نے ابوہریرہؓ، سعید بن زیدؓ اور ابوسعید خدریؓ کی حدیث سے روایت کیا کہ جس وضو میں بسم اللہ نہ پڑھی جائے وہ وضو ہی نہیں اس کی سند کمزور ہے۔

صحیح روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا، جو وضو مکمل کر لے اور بعد میں یہ پڑھے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے اندر داخل ہو جائے۔

(مسلم)

ترمذیؒ نے یہ دعا مزید لکھی ہے کہ مندرجہ بالا دعا کے بعد آپ نے یہ دعا بھی پڑھی۔

اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں کر دے اور مجھے پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں شامل کر دے۔

امام احمدؒ نے لکھا ہے کہ پھر آپؐ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ ابن ماجہؒ نے اور امام احمدؒ نے تین بار کے لفظ کا اضافہ کیا ہے اور تقی بن مخلد نے مسند میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث سے مرفوعاً لکھا ہے کہ "پھر آپؐ وضو سے فارغ ہوئے تو یہ دعا پڑھی۔

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك یعنی اے اللہ تو پاک ہے اور تیری ہی حمد ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف (توبہ کرتے ہوئے) لوٹتا ہوں "

اس دعا پر مہر لگا دی جاتی ہے پھر اسے اٹھا کر عرش کے نیچے پہنچا دیا جاتا ہے اور قیامت تک یہ ضائع نہیں ہوتی (نسائی)

اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے صحیح روایت میں آیا ہے کہ فرمایا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کے موقع پر حاضر ہوا آپؐ سے وضو کرتے وقت میں نے سنا کہ آپؐ دعا کر رہے تھے،

اللهم اغفر لي ذنبي ووسع لي في داري وبارك لي في رزقي۔

یعنی "اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے گھر میں وسعت عطا فرما۔ اور میرے لیے رزق میں برکت عطا کر"۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ اسی طرح دعا کر رہے تھے؟ آپؐ نے فرمایا کیا میں نے کچھ بھی باقی رہنے دیا؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذکارِ اذان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان ترجیع اور بلا ترجیع ہر طرح ثابت ہے اور اقامت، ایک ایک اور دو (کی صورت) میں مشروع ہے۔ لیکن قد قامت الصلوٰۃ کا کلمہ آپ سے دو ہی مرتبہ کہنا ثابت ہے۔ اس کا افراد قطعاً آپ سے ثابت نہیں۔ اسی طرح اذان کی ابتدا میں آپ سے چار مرتبہ تک کلمہ تکبیر کی تکرار ثابت ہے اور دو بار پر اس کا ختم کرنا ثابت نہیں۔

اور (حضرت ابن عمرؓ) نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اذان کے کلمات دو دو بار تھے اور اقامت کے ایک ایک بار کہے جاتے البتہ قد قامت الصلوٰۃ کا لفظ دو بار کہا جاتا۔

اور حضرت ابو محذورہؓ کی روایت میں کلمات اذان کے ساتھ ساتھ "کلمۂ اقامت" کا دو بار کہنا بھی مروی ہے اور یہ تمام صورتیں جائز ہیں۔ ان میں سے کسی ایک صورت میں بھی کراہت نہیں۔ اگرچہ بعض بعض سے افضل ہیں۔ چنانچہ امام رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت بلالؓ کی اذان واقامت اختیار کی۔ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلالؓ کی اذان اور حضرت ابو محذورہؓ کی اقامت اختیار کی اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کا عمل دیکھا کہ وہ اذان میں دو تکبیریں کہتے، اور کلمہ اقامت ایک بار کہتے ہیں انھوں نے اسے اختیار کر لیا۔ اللہ ان سب سے راضی ہو۔ سب نے سنت کی روشنی میں اجتہاد کیا ہے۔ اذان اور اس کے بعد ذکر سے متعلق امت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے پانچ صورتیں مشروع ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ سننے والا مؤذن کے کلمات والفاظ دوہراتا جائے سوائے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے اس وقت لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہیے۔ ان دونوں کو جمع کرنا مروی ہے۔ بلکہ آپؐ کی سنت یہ ہے کہ اس موقع پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا جائے، اور یہ صورت مؤذن اور سننے والے کی طبعی مقتضائے حال کے مطابق ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا کہے یعنی میں اللہ کے رب ہونے۔ اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوا، آپؐ نے فرمایا کہ جس نے یہ کہا اس کے گناہ بخشے گئے۔

۳۔ تیسرے مؤذن کی اذان کا جواب دینے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا۔

۴۔ چوتھے اذان کے بعد یہ دعا پڑھنا، اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ ات محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودن الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد ——— یعنی اے اس مکمل پکار اور قائم ہونے والی نماز کے مالک محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ، فضیلہ عطا فرما، اور انھیں مقام محمود عطا فرما، جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

۵۔ پانچویں یہ کہ اس کے بعد اپنے لیے دعا کرے اور اللہ کے فضل کا طلبگار ہو کیونکہ اس کی دعا قبول ہوگی جیسے کہ سنن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا، جس طرح مؤذن کہے اسی طرح تم بھی کہو، جب ختم کرو تو اللہ سے دعا کرو قبول ہوگی۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جب اذان دینے والا اذان دے اس وقت یہ دعا کرے۔ اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ النافعۃ صل علی محمد وارض

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنی رضاء لا سخط بعدہ یعنی اے اللہ اس کامل پکار اور فائدہ دینے والی نماز کے پروردگار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت فرما اور مجھ سے اس طرح کی خوشنودی سے راضی ہو جا کہ جس کے بعد کوئی ناراضگی نہ ہو۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھا کروں۔

اللھم ان ھذا اقبال لیلك وادبار نھارك واصوات دعاتك فاغفرلی۔

یعنی اے اللہ بے شک یہ تیری رات کی آمد تیرے دن کا رجوع اور تجھ کو پکارنے (کا وقت) ہے پس مجھے بخش دے (ترمذی)

اور مستدرک حاکم میں حضرت ابوامامہؓ سے مرفوع روایت ہے کہ جب آپؐ اذان سنتے تو یہ دعا پڑھتے: اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ المستجابۃ والمستجاب لھا دعوۃ الحق وکلمۃ التقوی توفنی علیھا واحینی علیھا واجعلنی من صالح اھلھا عملا یوم القیامۃ نیز آپؐ سے منقول ہے کہ آپ اقامت کے کلمے (قد قامت الصلوۃ کے موقع پر) اقامھا اللہ وادامھا کہتے، اور سنن میں مروی ہے کہ اذان واقامت کے درمیان دعا مسترد نہیں ہوتی۔

عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ہم کیا دعا کریں؟

آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی عافیت مانگو۔

اور دوسری صحیح روایت میں آیا ہے کہ اس میں دو ساعتیں ہیں۔ جن میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اذان کے وقت اور اللہ کے راستہ میں (میدان جنگ کی صف بندی کے موقع پر دعا کرنے والے کی دعا شاذ ہی رد کی جاتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عشرۂ ذی الحجہ میں

کثرتِ تکبیر و تحمید و تہلیل کی تاکید

ذالحجہ کے عشرہ میں آپؐ بکثرت دعا کرتے، اور کثرت تکبیر و تحمید و تہلیل کی تاکید فرماتے۔ آپؐ یوم عرفہ کی نماز فجر سے لے کر آخری یوم تشریق کی عصر تک تکبیریں کہا کرتے۔

چنانچہ آپؐ پڑھا کرتے "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد" یعنی "اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے، وہی سزاوار حمد ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رویت ہلال کے موقع پر سنّت نبویؐ

آپؐ سے ایسے موقع پر اس دعا کا پڑھنا منقول ہے :۔

اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام ربی وربک اللہ (ترمذیؒ) یعنی : اے اللہ ہم پر یہ چاند امن ، ایمان ، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع کر میرا پروردگار اور تیرا پروردگار اللہ ہے (حدیث حسن)

نیز آپؐ سے چاند دیکھتے وقت یہ دعا بھی مروی ہے۔

اللہ اکبر اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام والتوفیق لما تحب وترضی ربنا وربک اللہ (دارمیؒ)

یعنی اللہ سب سے بڑا ہے ۔ اے اللہ ہم پر امن ، ایمان ، سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور جس پر تو راضی ہے اور پسند کرتا ہے ان باتوں کے ساتھ طلوع ہلال کر ۔ ہمارا پروردگار اور تیرا پروردگار اللہ ہے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبل و بعد از طعام اذکار نبویؐ

جب آپ کھانا شروع کرتے تو بسم اللہ کہتے اور کھانے والے کو بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیتے اور فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے لگے تو اسے چاہیے کہ اللہ کا نام لے اگر ابتداء میں اللہ کا نام لینا بھول جائے تو پھر اس طرح کہے بسم اللہ فی اولہ و آخرہ۔ اور صحیح یہ ہے کہ کھاتے وقت بسم اللہ کہنا واجب ہے۔

اصحاب احمدؒ کا ایک قول یہی ہے۔ اور احادیث امر (وجوب) صریحاً صحیح ہیں ان کا کوئی معارض نہیں اور نہ اس کے خلاف اجماع مروی ہے اور (بسم اللہ) کو چھوڑ دینے والا کھانے اور پینے میں شیطان کا شریک (حصہ دار) ہے۔

ایک فکر انگیز مسئلہ ایک قابل غور مسئلہ یہ ہے کہ جب کھانے والے ایک جماعت کی صورت میں ہوں۔ اور ایک آدمی بسم اللہ پڑھ لے تو باقی لوگوں سے یہ وجوب ہٹ جائے گا؟ اور شیطان کی مشارکت ختم ہو جائے گی؟

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کا بسم اللہ کہہ لینا باقی کھانے والوں کی جانب سے بھی اسے ادا کر دے گا اور اصحاب شافعیؒ نے اسے سلام کا جواب دینے اور چھینک کا جواب دینے پر محمول کیا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ بسم اللہ پڑھے بغیر شیطان کی مشارکت ختم نہ ہو گی۔ اور دوسرے آدمی کی بسم اللہ کسی اور کفایت نہ کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی حدیث میں ذکر ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھانے میں حاضر ہوئے، اچانک ایک لڑکی آئی اور کھانے میں ہاتھ ڈالنے لگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی آیا۔ آپؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ شیطان اپنے لیے کھانے کو حلال کرنا چاہتا ہے۔ اس صورت میں کہ اس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ پہلے وہ اس لڑکی کے ساتھ آیا تاکہ اس کے ذریعہ کھائے۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر اعرابی کے ساتھ آیا تاکہ اس کے ذریعہ کھانا کھائے ہیں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ (شیطان) کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھوں کے ہمراہ میرے ہاتھ میں (گرفتار) ہے۔ پھر انہوں نے بسم اللہ پڑھی اور کھانے میں شریک ہوئے۔

اب اگر ایک آدمی کی بسم اللہ ہی کافی ہوتی تو شیطان کھانے میں ہاتھ کیوں ڈالتا؟

اور حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھانے پر بسم اللہ کہنا بھول جائے اسے چاہیے کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد قل ھو اللہ احد پڑھ لے

یہ روایت مشکوک ہے۔

اور جب آپ کے سامنے سے دستر خوان اٹھا لیا جاتا تو اس وقت یہ دعا پڑھتے

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ غیر مکفی ولا مودّع ولا مستغنی عنہ ربنا عزوجل (بخاری)

یعنی سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، بہت ہی تعریفیں پاکیزہ، برکت والی نہ ایسی جو بے پرواکر دیں یا ترک کر دیں اور جن سے استغنا ہوا ہے ہمارے بزرگ و برتر پروردگار۔

بسا اوقات آپ یہ دعا بھی پڑھتے، الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین، یعنی سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

نیز یہ دعا بھی پڑھتے، الحمد للہ الذی اطعم وسقی وسوغہ وجعل لہ مخرجا۔

امام ترمذیؒ نے بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ جو آدمی کھانا کھائے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ دعا یہ ہے۔

الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا من غیر حول منی ولا قوۃ۔ یعنی سب تعریفیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھلایا جبکہ نہ مجھے توفیق تھی اور نہ قوت۔
امام بخاریؒ نے یہ دعا بھی نقل کی ہے کہ آپ پڑھا کرتے: الحمد اللہ الذی کفانا وآوانا یعنی سب تعریفیں اس ذات کے لئے جو ہمیں کافی ہے اور جس نے ہمیں پناہ دی۔
آپ سے منقول ہے کہ جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ بسم اللہ پڑھتے اور جب کھانے سے فارغ ہو جاتے تو یہ دعا پڑھتے اللھم اطعمت وسقیت واغنیت واقنیت وھدیت واحییت فلہ الحمد علی ما اعطیت۔
یعنی: اے اللہ تو نے کھلایا تو نے پلایا اور تو نے ثروت عطا کی اور تو نے غنا عطا کیا اور تو نے ہدایت دی اور تو نے زندہ کیا۔ پس تیری عطا پر تیری ہی حمد ہے۔
اور سنن میں منقول ہے کہ جب آپ کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:
الحمد اللہ الذی من علینا وھدانا والذی اشبعنا وارونا وکل الاحسان اتانا یعنی سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں ہدایت دی اور جس نے ہمیں سیر کیا اور سیراب کیا اور ہم پر ہر قسم کا احسان فرمایا۔
نیز سنن میں آتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو یہ دعا پڑھے:
اللھم بارك لنا فیہ واطعمنا خیرا منہ یعنی، اے اللہ اس میں ہمارے لئے برکت فرما اور ہم کو اس سے بہتر کھلا۔
اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دودھ پلائے، وہ کہے: اللھم بارك لنا فیہ وزدنا منہ یعنی "اے اللہ ہمارے لیے اس میں برکت فرما اور ہمیں اس (قسم کا طعام) زیادہ عطا کر"
اور آپ جب برتن سے پانی پیتے تو تین بار سانس لیتے اور ہر سانس پر الحمد اللہ کہتے اور آخر میں الحمد اللہ والشکر اللہ بھی کہتے۔

آں حضرتؐ کا دستور خانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر میں تشریف لاتے تو معلوم فرماتے کہ کیا کچھ کھانے کے لیے ہے؟
آپؐ نے کبھی بھی کھانے میں عیب نہیں نکالا، بلکہ اگر اشتہا ہوتی تو تناول فرما لیتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ ہاتھ کھینچ لیتے اور خاموش رہتے۔ گاہے گاہے فرماتے کہ مجھے اشتہا نہیں۔ کبھی کبھی آپؐ کھانے کی تعریف بھی فرماتے ایک مرتبہ آپؐ نے سالن کے متعلق دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا صرف سرکہ ہے تو آپؐ نے وہی کھانا شروع کر دیا اور فرمانے لگے:

سرکہ تو بہترین سالن ہے۔

اور جب آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جائے اور آپ روزے سے ہوتے تو فرماتے کہ میرا روزہ ہے" اور حکم دیتے کہ اگر روزے دار کو کھانا پیش کیا جائے تو کھانا پیش کرنے والے کو دعا دو۔ اور اگر روزے سے نہ ہوتے تو تناول فرماتے اور جب آپؐ کو کھانے پر مدعو کیا جاتا اور کوئی دوسرا بھی آپؐ کے ہمراہ ہو جاتا تو آپ دعوت دینے والے کو مطلع کرتے اور فرماتے کہ یہ بھی ہمارے ہمراہ ہے۔ اب اگر تم چاہو تو اسے اجازت دے دو۔ ورنہ واپس چلا جائے۔

اور حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ کھانا کھاتے وقت باتیں بھی کر لیتے تھے مثلاً آپ نے ایک خادم سے جو کھانا کھلا رہا تھا فرمایا کہ بسم اللہ کہو اور سامنے سے کھاؤ اور بسا اوقات آپؐ مہمانوں کو کھانے کی کئی بار پیشکش فرماتے جیسے دودھ پینے کا واقعہ حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ پیش آیا۔ آپؐ نے بار بار فرمایا پیو! اور پیو پیو آپ فرماتے رہے۔ آخر ابو ہریرہؓ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ اب تو کوئی راہ (خالی) نہیں رہی۔

اور جب آپؐ کسی جماعت کے ہاں کھانا کھاتے، تو دعا دیے بغیر تشریف نہ لے جاتے چنانچہ آپؐ نے حضرت عبداللہؓ بن بسر کے گھر میں یہ دعا کی:

اللھم بارک لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم۔ یعنی اے اللہ تو نے جو ان کو رزق دیا ہے اس میں برکت عطا فرما اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما (مسلم)

اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے گھر میں یہ دعا کی:۔

افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی تمہارے ہاں روزے داروں نے روزہ کھولا اور نیکوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے لئے دعائے رحمت کی۔

اور آپؐ کسی کے ساتھ بھی بیٹھ کر کھانے سے نفرت نہ کرتے چاہے وہ چھوٹا یا بڑا ہوتا چاہے آزاد یا غلام، اعرابی یا مہاجر۔ یہاں تک کہ اہل سنن نے آپؐ سے روایت کیا کہ آپؐ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا کھاؤ: بسم اللہ ثقۃ باللہ و توکلا علیہ۔

اور آپؐ دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم فرماتے اور بائیں ہاتھ سے کھانے سے منع فرماتے اور فرمایا کرتے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے اور اس ہاتھ سے کھانے کی ممانعت بھی اسی وجہ سے ہے اور یہ ہے بھی درست کہ کھانے والا یا شیطان ہوگا یا اس کے مشابہ۔

اور صحیح روایت میں ہے کہ آپ کے پاس ایک آدمی نے کھانا کھایا اور بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ دائیں سے کھاؤ اس نے جواب دیا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ آپؐ نے فرمایا خدا کرے تجھ سے نہ ہو سکے۔ چنانچہ اس کے بعد اس کا ہاتھ اوپر نہ اٹھ سکا (خشک ہو گیا) اس لئے اگر یہ جائز ہوتا تو آپؐ بد دعا نہ دیتے اگر اس نے تکبر کے باعث آپؐ کے فرمان کی مخالفت کی۔ تو یہ بد دعا کے استحقاق اور نافرمان کا زیادہ مصداق ہوگا اور بعض لوگوں نے درخواست کی کہ ہم سیر نہیں ہوتے آپؐ نے فرمایا اکٹھے مل کر کھانا کھاؤ اور علیحدہ علیحدہ مت (کھاؤ) نیز بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اس سے برکت ہوگی۔

سلام کرنے اور اذن چاہنے سے متعلق آپکی سیرت طیبہ

صحیحین میں مروی ہے کہ بہترین اور اعلیٰ اسلام یہ ہے کہ تو کھانا کھلائے اور جاننے والے اور نہ جاننے والے سب کو سلام کرے۔

نیز صحیحین میں روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرما کر انہیں حکم دیا کہ فرشتوں کی جماعت کے پاس جاؤ اور انہیں سلام کرو اور سنو کہ وہ تمہیں کس طرح سلام کا جواب دیتے ہیں، کیونکہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا جواب سلام یہی ہوگا۔ چنانچہ (حضرت آدم علیہ السلام) نے ان سے کہا: اسلام علیکم۔ انہوں نے جواب دیا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ انہوں نے رحمۃ اللہ علیہ کا اضافہ کر دیا۔ نیز آپؐ نے سلام کو عام کرنے کا حکم دیا اور بتایا کہ جب وہ سلام کو عام کریں گے تو اُن کو آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی اور اصول یہ ہے کہ وہ تب تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ ایمان نہ لے آئیں اور جب تک ان کی آپس میں محبت نہ ہو وہ مومن نہیں ہو سکتے۔!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدابِ سلام

آپ کی عورتوں بچّوں اور غریبوں پر سلام میں پیشقدمی

صحیح بخاریؒ میں ہے کہ تین باتیں جس نے جمع کرلیں اس نے ایمان کو حاصل کرلیا۔

(۱) اپنے آپ سے انصاف کرنا۔

(۲) سلام کرنا۔

(۳) اور تنگی کے وقت خرچ کرنا۔

اور سلام کرنے کا مطلب تواضع وانکساری ہے۔ ایسا آدمی کسی کے سامنے تکبّر نہیں کرتا۔ بلکہ ہر چھوٹے بڑے امیر وغریب جاننے والے اور نہ جاننے والے کو سلام کرتا ہے اور متکبّر کی حالت اس کے برعکس ہوتی ہے کیونکہ وہ اس شخص کے سلام کا جواب بھی تکبّر کے باعث نہیں دیتا جو خود اسے سلام کرے اس صورت میں وہ خود کیسے کسی کو سلام کرے گا؟

آپؐ بچّوں کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے انہیں سلام کیا (مسلم)

اور ترمذیؒ نے روایت کیا ہے کہ آپؐ ایک دن عورتوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے انہیں ہاتھ کے اشارہ سے سلام کیا۔

ابوداؤدؒ نے حضرت اسماءؓ بنت یزید سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم عورتوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو سلام کیا۔ ترمذیؒ کی بھی یہی روایت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ایک ہی ہے اور آپؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام کیا تھا۔

اور بخاریؒ نے روایت کیا کہ صحابہؓ ایک مرتبہ جمعہ کے دن واپسی پر عورتوں کے پاس سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزرے تو انہیں سلام کیا انہوں نے جواور ستو پیش کیے ۔

اور عورتوں کو سلام کرنے کا مسئلہ صحیح یہ ہے کہ محرم (جن سے پردہ نہیں ہے) اور بڑھیاؤں سے کو سلام کیا جا سکتا ہے اور دوسری عورتوں کو ممنوع ہے ۔

سلام میں پیش قدمی کسے کرنا چاہیے؟

اور صحیح بخاریؒ میں آپ سے مروی ہے کہ چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور سوار چلنے والے کو اور تھوڑے (افراد) زیادہ کو سلام کریں ۔

اور جامع ترمذیؒ میں آپؐ سے مروی ہے کہ چلنے والا کھڑے کو سلام کرے اور مسند نماز میں آپؐ سے مروی ہے کہ سوار چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور دو چلنے والوں میں سے جو پہل کرے وہ افضل ہے ۔

اور سنن ابو داؤدؒ میں ہے کہ جو سلام میں ابتداء کرے وہ اللہ کے ہاں تمام لوگوں سے بہتر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ یہ تھی کہ کسی جماعت کے پاس سے گزرتے تو واپس ہوتے وقت سلام کرتے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بیٹھے تو سلام کرے اور جب کھڑا ہو تو سلام کرے اور پہلا دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں ۔

اور ابو داؤدؒ نے آپؐ سے روایت کیا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے رفیق سے ملے تو سلام کرے اور اگر (چلتے چلتے) کوئی درخت یا دیوار حائل ہو جائے۔ اس کے بعد پھر ملیں دوبارہ سلام کرے نیز حضرت انسؓ نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ چلا کرتے۔ تو اگر راہ میں کوئی درخت یا پتھر آجاتا تو دائیں بائیں ہٹ جاتے اور جب دوبارہ ملتے تو ایک دوسرے کو سلام کرتے ۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ یہ ہے کہ مسجد میں آنے والا سب سے پہلے تحیۃ المسجد کے دو نفل پڑھے، اس کے بعد حاضرین کو سلام کرتے تاکہ تحیۃ المسجد، تحیۃ القوام سے مقدم ہو جائے۔ کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اور سلام کرنا قوم کا حق تھا۔ اس قسم کے حقوق میں اللہ کا حق مقدم ہوتا ہے۔ بخلاف مالی حقوق کے تو ان میں کافی نزاع پایا جاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کا یہی معمول تھا کہ کوئی صحابیؓ مسجد میں آتا تو سب سے پہلے دو رکعتیں ادا کرتا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتا۔ اس لیے مسجد میں آنے والے کے لیے تین باتیں ترتیب وار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہیں۔ جبکہ مسجد میں کوئی جماعت بھی بیٹھی ہوئی ہو۔ (۱) ایک یہ کہ داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ (۲)، پھر تحیۃ المسجد کے دو نفل ادا کرے (۳) اس کے بعد لوگوں کو سلام کرے۔ اور جب آپ رات کو اپنے گھر میں داخل ہوتے تو آپ اس طرح سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لے اور جو سویا ہو وہ نہ جاگے (مسلم)

امام ترمذیؒ نے کلام سے قبل ہی آپ کے سلام کرنے کا ذکر کیا ہے۔ روایت کے دوسرے الفاظ یہ ہیں کہ کسی کو دعوت طعام دینے سے قبل سلام کر لو۔ اس کا اسناد اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس پر عمل ہے اور ابو احمدؒ نے عبدالعزیز بن ابی داؤد کی حدیث نقل کی ہے۔ انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سوال سے قبل ہی سلام ہونا (چاہیئے) اس لئے جو سلام سے پہلے سوال کرے اس کا جواب مت دو

اور آپ سے منقول ہے کہ آپ اس کو اجازت نہ دیتے جو سلام نہ کرتا اور آپ سے منقول ہے کہ جو سلام سے ابتداء نہ کرے اسے اجازت مت دو۔ اس سلسلہ میں سب سے عمدہ ترمذیؒ کی روایت ہے جو انہوں نے کلاۃ بن حنبل سے نقل کی کہ صفوان بن امیہ نے انہیں دودھ دے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وادی میں اونچی جگہ تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں وہاں داخل ہوا نہ میں نے سلام کیا اور نہ اجازت چاہی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، واپس جاؤ اور کہو السلام علیکم ادخل یعنی السلام علیکم کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟

اور جب آپ کسی کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے بالمقابل کھڑے نہ ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور کہتے السلام علیکم السلام علیکم۔

جو آپ کے سامنے آتا آپ خود اس کو سلام کرتے

اور جو چاہتا کہ غائب کو سلام دیا جائے اس کے سلام کی ذمہ داری) اٹھا لیتے اور اگر کسی نے سلام کیا ہوتا تو وہ سلام پہنچا دیتے جیسا کہ ام المومنین، صدیقہ النساء حضرت خدیجہؓ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا سلام پہنچایا، جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حضرت خدیجہؓ آپ کے پاس کھانا لے کر آئی ہیں۔ انہیں ان کے پروردگار کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام پہنچا دیجیے اور جنت میں انہیں مکان کی خوشخبری دے دیجیے اور جب آپؐ نے صدیقہ ثانیہ ام المومنین حضرت عائشہؓ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ یہ جبریل ہیں اور تمہیں سلام کہہ رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپؐ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔

امام نسائیؒ نے نقل کیا کہ ایک آدمی حاضر ہوا۔ اس نے کہا السلام علیک۔ آپؐ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا دس (نیکیاں)۔

پھر دوسرا آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا اور فرمایا بیس اور وہ بیٹھ گیا۔

پھر ایک اور حاضر ہوا۔ اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپؐ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا تیس نیکیاں۔ (نسائی۔ ترمذیؒ)

آپؐ جس سے ملتے سب سے پہلے سلام کرتے

اور جب آپؐ کو سلام کیا جاتا۔ آپؐ فوراً ہی اس جیسا یا اس سے بہتر جواب دیتے۔ ہاں اگر کوئی عذر رہنا جیسے نماز میں مشغول ہوتے یا قضائے حاجت کر رہے ہوتے (تو دیر ہو جاتی) اور صحابہؓ آپؐ کا جواب سن لیتے۔

آپؐ ہاتھ، سر یا انگلی کے اشارہ سے جواب نہ دیتے۔ سوائے نماز کے، کیونکہ اگر (نماز کی) حالت میں سلام کیا جاتا تو آپؐ اشارہ سے جواب دیتے تھے۔ یہ کئی صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اس کی کوئی صحیح روایت معارض نہیں۔ ابو غطفان کی حدیث (جو اس کی معارض بنائی جاتی ہے) ایک مجہول آدمی کی روایت ہے جس نے ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ جس نے نماز میں ایسا اشارہ کیا جس سے (کچھ مطلب) سمجھا جائے تو اُسے نماز لوٹانی چاہیے"۔

دارقطنیؒ نے فرمایا، کہ ہمیں ابوداؤدؒ نے بتایا کہ ابوغطفان ایک مجہول آدمی ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اشارہ فرمایا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ وغیرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت کیا ہے۔

سلام کی ابتداء کے وقت آپؐ کی سنتِ طیبہ یہ تھی کہ اس طرح سلام کرتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور ابتداء میں اس طرح کہنے کو ناپسند فرماتے: علیک السلام!

ابو جری ہجیمیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا علیک السلام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ علیک السلام مت کہو یہ مُردوں کا سلام ہے۔

اور صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اور فرشتوں کی اس جماعت کو سلام کرو اور سنو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ کیونکہ یہی تیرا اور تیری اولاد کا تحیہ (سلام کا جواب) ہوگا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: السلام علیکم انہوں نے جواب دیا: السلام علیک ورحمۃ اللہ یعنی انہوں نے رحمۃ اللہ زائد کہا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا تحیہ (سلام کا جواب) ہے

اہل کتاب کو سلام کرنے سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا: اہل کتاب کے ساتھ سلام میں پہل نہ کرو۔ جب تم راستہ میں ان سے ملو تو انہیں تنگ راہ کی طرف مجبور کردو۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ یہ ایک خاص موقع کا واقعہ ہے۔ جب آپ بنی قریظہ کی طرف گئے تو فرمایا، انہیں سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ اب بات یہ ہے کہ یہ حکم اہلِ ذمہ کے لیے عام ہے یا اس جیسی قوم کے لئے ان حالات سے مخصوص ہے۔ یہ قابل نظر ہے۔

چونکہ صحیح مسلم میں بھی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ اگر انہیں کسی راستہ میں ملو تو انہیں تنگ راہ کی طرف جانے پر مجبور کردو۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ حکم عام ہے اور سلف و خلف میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اکثریت اسی طرف ہے کہ ان کو سلام کرنے میں پہل نہ کی جائے۔

اور ان کے سلام کا جواب دینے کے وجوب کے متعلق بھی اختلاف ہے جمہور اسے واجب سمجھتے ہیں اور یہی درست بھی ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ ان کا جواب دینا واجب نہیں، جیسے بدعتی کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں، جیسے بدعتی کے سلام کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا بلکہ غیر اولیٰ ہے۔ اور پہلی صورت زیادہ درست ہے۔ اور اس میں فرق یہ ہے کہ ہمیں اہلِ بدعت سے قطع تعلق کا حکم ہے تاکہ اس سے انہیں تعزیر و زجر کی جائے بخلاف اہلِ ذمہ کے کہ ان کی حالت دوسری ہے؟

آپ ایک جماعت کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، مشرکین، بت پرست اور یہودی تھے۔ آپ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انہیں سلام کیا) یہاں آپ کے خطاب سے مراد صرف مسلمان سے بھی ہو سکتا ہے) اور صحیح روایت میں ثابت ہے کہ آپؐ نے ہرقل وغیرہ کو نامہ مبارک لکھا تو یہ سلام لکھا:
(یعنی جو سیدھی راہ چلے اس پر سلامتی ہو)[1]

اجازت چاہنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ

صحیح روایت میں آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اذن چاہنا" تین بار ہوتا ہے۔ اس لیے اگر اجازت مل جائے۔ تو ٹھیک ورنہ لوٹ جاؤ"
اور صحیح روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اذن چاہنا محض دیکھنے کے لیے ہے۔
نیز آپؐ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا کہ جس نے آپکے حجروں میں سے ایک حجرہ میں بھی دیکھنے کی کوشش کی، اس کی آنکھ نکال دی جائے۔ اور فرمایا کہ اجازت چاہنے کا طریقہ اسی لیے ہے (تاکہ) آنکھوں سے دیکھنے (کی ضرورت نہ رہے) اور صحیح روایت میں آپؐ سے منقول ہے فرمایا: اگر اجازت کے بغیر کسی آدمی نے تیرے (گھر میں) نظر ڈالی اور تو نے اسے کنکر مار دیا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں۔ نیز آپؐ سے منقول ہے کہ فرمایا: جو کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر تانک جھانک کرے تو گھر والوں کو جائز ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو کوئی دیت یا قصاص نہ ہوگا اور صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اذن چاہنے سے قبل سلام کرنا چاہیئے۔

جب دریافت کیا جائے کہ تم کون ہو؟ جواب دیا جائے فلاں بن فلاں!

یا اپنی کنیت یا لقب ظاہر کرے اور یہ نہ کہے کہ "میں" بلکہ جیسے حضرت جبریل علیہ السلام نے فرشتوں سے جب دروازہ کھولنے کو کہا تو انہوں نے پوچھا، کہ کون؟

---

[1] اہل کتاب سے متعلق سلام کے بارے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنت یہی ہے کہ انہیں اگر سلام کیا جائے تو "السلام من اتبع الھدیٰ" کہے۔ باقی رہا اسے تنگ راستے کی طرف جانے پر مجبور کر دینا یہ بات آنحضرتؐ کی اس اخلاق کے طبع کے بالکل خلاف ہے جو آپؐ نے مشرکین تک کے لیے اختیار کر رکھی تھی۔ (رئیس احمد جعفری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے جواب دیا کہ "جبریل" تمام آسمانوں پر یہی (سوال وجواب) ہوتا رہا۔

اسی طرح صحیحین میں منقول ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اجازت چاہی آپ نے دریافت کیا۔ کون؟ عرض کیا، ابوبکر۔ پھر عمر اور عثمانؓ حاضر ہوئے اور صحیحین میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ "کون ہے"؟

میں نے کہا: "میں"۔ آپؐ نے فرمایا:

میں میں گویا کہ آپؐ نے ناپسند فرمایا، اور جب ام ہانیؓ نے اجازت چاہی۔ تو آپؐ نے دریافت فرمایا یہ کون ہے؟

انہوں نے عرض کیا، ام ہانیؓ۔ آپؐ نے کنیت کے ذکر کو مکروہ نہیں سمجھا۔ اس طرح جب آپؐ نے ابوذرؓ سے دریافت کیا کہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ابوذرؓ، ایسے ہی ابوقتادہؓ سے دریافت فرمایا، کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا ابوقتادہؓ

رہی وہ اجازت جو کہ اللہ نے غلاموں کو اور ان بچوں کو حکم دی ہے جو ابھی رشد وبلوغت کو نہیں پہنچے اس کے تین مواقع ہیں۔ ایک فجر سے قبل، دوپہر کے وقت اور سوتے وقت۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ اس کا حکم فرمایا کرتے اور کہا کرتے کہ لوگوں نے اس پر عمل ترک کر رکھا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھینکنے کے آداب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے[1]۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو سننے والے مسلمان پر حق (واجب) ہے کہ جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ رہی جمائی تو یہ شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔ کیونکہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے (بخاریؒ)

اور صحیح روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہیئے کہ وہ الحمد للہ کہے اور اس کے بھائی یا رفیق کو چاہیے کہ جواب میں یرحمک اللہ کہے اور جب وہ یرحمک اللہ کہہ چکے تو پہلے شخص کو چاہیئے کہے یھدیکم اللہ ویصلح بالکم (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات درست کر دے)

اور چھینکنے کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ ابو داؤدؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو آپؐ نے اپنا ہاتھ یا کپڑا چہرۂ انور پر رکھ لیتے یا (سر) نیچا کرتے یا آواز پست فرما لیتے (ترمذیؒ)

نیز آپؐ سے منقول ہے کہ بڑی جمائی اور تیز چھینک شیطان کی جانب سے ہے۔

نیز منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ جمائی لینے اور چھینک کے وقت آواز کے بلند کرنے کو ناپسند کرتا ہے اور صحیح روایت میں مروی ہے کہ ایک آدمی کو آپؐ کی مجلس میں چھینک آئی۔ آپؐ نے یرحمک اللہ فرمایا پھر دوبارہ اسے چھینک آئی تو آپؐ نے فرمایا اس آدمی کو زکام ہے۔ یہ مسلم کے الفاظ ہیں (کہ آپؐ نے دوسری

---

[1] اس لیے کہ چھینک ایک حد تک صحت کی علامت ہے اور جمائی یکسر کاہلی اور سستی کی۔ (رئیس احمد جعفری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ فرمایا، لیکن ترمذیؒ نے اس سلسلہ کو سلمہؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں چھینک آئی اور وہیں موجود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یرحمك اللہ پھر اسے دوبارہ چھینک آئی، پھر سہ بارہ (ایسا ہوا) (تیسری بار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی کو زکام ہے۔ ترمذیؒ اسے حسن صحیح بتاتے ہیں۔

اور ابو داؤدؒ نے حضرت سعید بن ابی سعید سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے موقوفاً نقل کیا ہے کہ تیرے بھائی کو اگر تین بار چھینک آئی تو وہ واقعی چھینک تھی اور جو اس سے زیادہ چھینکا وہ زکام ہے اور چھینک میں سنت وہی ہے جو تین بار ہو۔ یہی نعمت ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے اور بدن کے ہلکا ہو جانے اور خراب قسم کے بخارات کے خارج ہو جانے کی علامت ہے اور جو تین بار سے بڑھ جائے (تو بیماری ہے) اس لیے ایسے آدمی کے لیے عافیت کی دعا کرنے کے متعلق اشارہ ہے کیونکہ زکام ایک مرض ہے اور اس صورت میں اس آدمی کے لیے ایک معقول عذر ہے۔ جس نے تین بار کے بعد تشمیت (دعا کرنا) چھوڑ دیا، اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس مرض کے دفعیہ کے لیے جلدی کی جائے دیر نہ کی جائے ورنہ علاج مشکل ہو جائے گا۔ گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ کلام حکمت، علم اور ہدایت پر مشتمل تھے۔

دو اختلافی مسائل

دو مسائل ایسے ہیں جن میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ چھینکنے والے نے جب الحمد للہ کہا تو بعض حاضرین نے سنا اور بعض نے نہیں سنا تو جنہوں نے نہیں سنا، کیا انہیں بھی اس کا جواب دینا لازم ہے؟

اس باب میں دو قول ہیں اور ظاہر مسئلہ یہ ہے کہ جب یہ یقین ہو گیا کہ اس نے حمد کہی تو پھر اس کا جواب ضروری ہے، اس میں جواب دینے کے لئے حمد کے الفاظ کا سماع شرط نہ ہونا چاہیے، کیونکہ مقصد تو حمد کرنا ہے جب حمد ہو گئی تو پھر اس کا جواب دینا خود بخود ہی لازم ہو گیا جیسے کوئی گونگا ہو۔ اور حمد کے لئے اس کے ہونٹ بلتے نظر آجائیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ اگر وہ اللہ کی حمد کرے تو اس کا جواب دو۔ یہی صائب رائے ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر حمد ترک کر دے تو حاضرین کے لیے مستحب ہے کہ اسے حمد کرنا یاد کرائیں؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عربیؒ کہتے ہیں کہ یاد نہ کرائے کیونکہ (ترک حمد) کرنے والے کی یہ جاہلیت کا نتیجہ ہے۔

اور نوویؒ فرماتے ہیں کہ جس کا یہ خیال ہے اس نے غلطی کی چاہیئے کہ اسے یاد کرا دے۔

ابراہیم نخعیؒ سے بھی یہی (یاد کرانا) منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ کام تو نصیحت، امر بالمعروف۔ نیکی اور تقویٰ سے تعاون پر مبنی ہے۔ البتہ ظاہر حدیث ابن عربیؒ کے قول کو قوت دیتی ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کے لیے دعا (یرحمک اللہ) نہیں کی جس نے چھینک کر حمد نہیں کی تھی۔ اور نہ اسے یاد دلایا تھا۔ یہ اس کی تعزیر کے لیے ہے نیز اس لیے کہ جب اس نے اپنے آپ کو حمد کی برکت سے محروم کر دیا تو وہ دعا کی برکت سے بھی محروم ہو جائے گا۔ اس نے اللہ کو بھلا دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے قلوب اور زبانیں اس کو جواب دینے اور اس کے لیے دعا کرنے سے پھیر دیں اور اگر تذکیر مسنون ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل کرنے، اس کی تعلیم دینے اور اس کار خیر سے تعاون کرنے کے لیے زیادہ اہل تھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر کے اذکار و آداب

سفر پر جاتے وقت اور سفر سے واپسی کے وقت کی دعائیں

دو رکعت نفل سے آغاز صحیح روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی کسی کام کو ارادہ کرے تو اُسے چاہیئے کہ فرائض کے علاوہ دو رکعت (نفل) پڑھے۔ پھر یہ دعا کرے: اللهم انى استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسالك من فضلك العظيم۔ فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب۔ اللهم ان كنت تعلم ان هٰذا الامر خير لى فى دينى ومعاشى وعاجل أمرى وآجله فاقدره لى ويسره لى وبارك فيه وان كنت تعلمه شرا لى فى دينى ومعاشى وعاجل امرى وآجله فاصرفه عنى واصرفنى عنه واقدر لى الخير حيث كان ثم رضنى به۔

یعنی، اے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ طلب خیر کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ قوت چاہتا ہوں اور تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو قدرت والا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی تمام پوشیدگیوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تو سمجھتا ہے (تیرے علم میں ہے) کہ یہ کام میرے لیے، میرے دین، میری معاش، میرے قریب یا دور کے معاملہ میں بہتر ہے۔ پھر اسے میرے لیے مقدر کر دے اور میرے لئے آسان فرما دے اور اس میں میرے لیے برکت عطا فرما اور تیرے علم میں اس کے اندر میرے لیے، میرے دین اور میری معاش اور میرے قریب یا دور کے معاملہ میں برائی (تکلیف) ہے تو اسے مجھ سے ہٹا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے اور مجھے اس سے ہٹا دے اور خیر جہاں بھی ہے اسے میرے لیے مقدر میں کر دے اور پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔

اور یہ دعا پڑھنے کے بعد آخر میں اپنی حاجت پیش کرے (بخاری)

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے غلط اوہام کی بجائے یہ طریقہ پیش فرمایا، جبکہ جاہلیت کے شگون یا استقسام ازلام کے ذریعہ فال نکالی جاتی تھی جس کی نظیر آج کل قرعہ کی صورت میں اصل زمانہ کے مشرکین اور ان کے رفقاء نکالتے ہیں۔ جس کے ذریعہ وہ دیکھتے ہیں کہ عالم غیب میں ان کے لیے کیا کچھ مقرر ہو چکا ہے؟ (اور جاہلیت کے طریق کار) کو استقسام یعنی باب استفعال سے بتایا گیا، جس میں طلب کا مفہوم پایا جاتا ہے اور اس (غلط رسم) کے عوض یہ دعا مرحمت فرمائی جس میں طلب کا مفہوم پایا جاتا ہے اور اس (غلط رسم) کے عوض یہ دعا مرحمت فرمائی، جس میں توحید، اللہ تعالیٰ کی بندگی، احتیاج اور اس پر توکل ہے اور اس ذات سے سوال ہے جس کے ہاتھ میں تمام خیر اور بھلائی ہے۔ اس کے سوا نہ کسی سے بھلائی پہنچ سکتی ہے اور نہ اس کے سوا کوئی دکھوں کو دور کر سکتا ہے جب وہ اپنے بندے پر رحمت کا دروازہ کھولتا ہے تو کوئی اسے بند نہیں کر سکتا اور جب بند کرتا ہے تو شگون علم نجوم یا مطالع دیکھنے سے کوئی اسے کھول نہیں سکتا۔ اس لیے یہ دعا اہل سعادت اور اہل توفیق کے لیے نشانِ سعادت و برکت ہے جنا اللہ تعالیٰ سے نیکی حاصل کرنے میں سبقت لے گئے۔ اور ایسے بدبخت مشرکین کے لیے اس میں کچھ حصہ نہیں جو اللہ کے ساتھ ساتھ اوروں کو بھی معبود بنالتے ہیں۔ وہ عنقریب جان لیں گے۔

اور مسند احمدؒ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا اور اس کی قضا پر راضی ہو جانا بنی آدم کی سعادت کی علامت ہے اور استخارہ کو ترک کر دینا اور اللہ کے فیصلہ پر ناراض ہونا بنی آدم کی بدبختی کی علامت ہے مقصود یہ ہے کہ استخارہ حقیقت میں اللہ پر توکل کرنا (تمام امور) اسی کو تفویض کرنے اور اس کی قدرت، علم اور انتخاب سے تقسیم چاہنے کا نام ہے اور یہ صفات اپنے پروردگار کے فیصلہ پر راضی ہونے کے لوازمات میں سے ہیں اور جو ایسا نہیں وہ اسلام کا لذت شناس نہیں اور اگر ان صفات کے حصول کے بعد وہ اللہ کے فیصلہ پر راضی ہو گیا تو یہ اس کی سعادت کی علامت ہے۔

اور بیہقیؒ وغیرہ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر کا ارادہ فرمایا تو یہ دعا پڑھ کر اٹھتے وقت ضرور کی۔

اللھم بک انتشرت والیک توجھت وبک اعتصمت وعلیک توکلت اللھم انت ثقتی وانت رجائی اللھم اکفنی ما اھمنی ومالا اھتم لہ وما انت اعلم بہ منی عز جارک وجل ثناءک ولا الہ غیرک اللھم زودنی التقوی واغفرلی ذنبی ووجھنی للخیر اینما توجھت۔

یعنی "اے اللہ میں تیرے ہی سہارے اٹھا ہوں اور تیری ہی طرف رخ کیا ہے اور تیرے ہی (تعلق) سے وابستہ ہوں اور تجھی پر توکل کیا ہے۔ اے اللہ تو ہی میرا اعتماد ہے۔ اور تو ہی میری امید ہے اے اللہ جس کام کا میں اہتمام کرتا ہوں اور جس کا نہیں کرتا ان میں مجھے کفایت فرما اور جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تیرا ہی پڑوسی عزت والا ہوا اور تیری ثنا بہت زیادہ ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ مجھے پرہیزگاری کا توشہ عطا فرما۔ اور میرے گناہ بخش دے اور جدھر میں رخ کروں میرا رخ بھلائی کی طرف پھیر دے"

یہ دعا پڑھنے کے بعد آپ (سفر پر) تشریف لے جاتے۔

سوار ہوتے وقت کی دعا

اور جب آپ سواری پر سوار ہوتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے۔ پھر یہ پڑھتے:

سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون

پھر پڑھتے: اللھم انی اسالک فی سفری ھذا البر والتقوی ومن العمل ما ترضی اللھم ھون علینا السفر واطو لنا البعد اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل اللھم اصحبنا فی سفرنا واخلفنا فی اھلنا۔

یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دیا۔ حالانکہ ہم اس کی طاقت نہ رکھتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ میں اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتا ہوں۔ نیز ایسا عمل جس سے تو راضی ہو۔ اے اللہ ہم پر سفر آسان فرما دے اور ہمارے لیے اس کے بعد کو لپیٹ دے۔ اے اللہ تو ہی سفر میں ساتھی ہے اور گھر میں نائب ہے۔ اے اللہ ہمارے سفر میں ہمارا ساتھی بن جا، اور ہمارے گھر میں ہمارا نائب ہو جا۔

اور جب سفر سے واپس ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیبون تائبون ان شاء اللہ عابدون لربنا حامدون: یعنی واپس آنے والے، توبہ کرنے والے اگر اللہ نے چاہا عبادت کرنے والے اور اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں۔

اور امام احمدؒ نے آپ سے یہ دعا بھی نقل کی ہے کہ آپ پڑھا کرتے: انت الصاحب فی السفر والخلیفة فی الاھل اللھم انی اعوذ بک من اللھم فی السفر والکابة فی المنقلب اللھم اقبض لنا الارض وھوّن علینا السفر

اور جب واپس ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: تائبون عابدون لربنا حامدون۔

اور جب شہر میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ توبا توبا لربنا اوبا لا یغادر علینا حوبا۔

صحیح مسلم میں یہ دعا منقول ہے کہ جب آپ فرماتے تو یہ کہتے: اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفة فی الاھل اللھم اصحبنا فی سفرنا واخلفنا فی اھلنا اللھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکابة المنقلب ومن الحور بعد الکور ومن دعوة المظلوم ومن سوء المنظر فی المال والاھل۔

یعنی: اے اللہ تو ہی سفر میں میرا رفیق ہے اور گھر میں نائب (محافظ) ہے اے اللہ ہمارے سفر میں ہماری رفاقت اور ہمارے گھر میں حفاظت فرما۔ اے اللہ میں سفر کی دشواریاں، واپسی کی جگہ کے دکھ اور (سفر) کے لپیٹنے کے بعد کے تحیر اور مظلوم کی بددعا اور مال اور گھر میں خراب حالت دیکھنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

آپ رکاب میں پاؤں رکھتے وقت بسم اللہ کہتے تھے

اور جب آپ سواری پر چڑھنے کے لیے رکاب میں پاؤں رکھتے تو بسم اللہ کہتے اور جب اس کی پشت پر سوار ہو جاتے تو تین بار الحمد للہ اور تین بار اللہ اکبر کہتے۔ پھر یہ دعا پڑھتے:

سبحان اللہ الذی سخر لنا ھذا وما کنا مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون پھر پڑھتے: سبحان اللہ تین بار، اس کے بعد لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین سبحانک انی ظلمت نفسی فاغفر لی انہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ یعنی: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دیا۔ حالانکہ ہم اس کی طاقت نہ رکھتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں" اللہ پاک ہے" تیرے سوا کوئی معبود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں. تو پاک ہے. بے شک میں ظالموں میں سے ہوں تو پاک ہے. بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں.

اور جب آپ سفر کے لیے جانے والے کسی صحابی کو الوداع کہتے. تو یہ دعا کرتے:

استودع اللہ دینك واماً نتك وخواتم عملك یعنی میں تیرا دین، تیری امانت اور تیرے عمل کا انجام اللہ کے سپرد کرتا ہوں.

ایک شخص خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں مجھے زادِ (راہ) دیجیے.

آپ نے فرمایا اللہ تمہیں پرہیز گاری کا توشہ عطا کرے.

اس نے عرض کیا، مزید (دعا فرمائیے) آپ نے فرمایا. اللہ تعالیٰ تیرے گناہ بخشے.

اس نے عرض کیا مزید عنایت ہو. آپ نے فرمایا اور جہاں بھی تم ہو. اللہ تمہارے لیے بھلائی آسان کر دے.

نیز ایک آدمی نے عرض کیا میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں. آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور ہر بلندی پر تکبیر کہنے کی وصیت کرتا ہوں. چنانچہ جب وہ واپس چلا تو آپ نے دعا کی. اللّٰھم ازو له الارض وھون علیه السفر یعنی اے اللہ اس کے لیے زمین سکیڑ دے اور اس پر سفر آسان کر دے. نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے. اور جب ڈھلوان جگہ اترتے تو تسبیح کہتے. اس لیے نماز بھی اس طرح وضع کر دی گئی. حضرت انس نے فرمایا: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب زمین کی اونچی اور بلند جگہ پر چڑھتے تو یہ کہتے.

اللھم لك الشرف علی کل شرف ولك الحمد علیٰ کل حال یعنی اے اللہ ہر بلندی پر تجھے ہی بلندی حاصل ہے اور ہر حالت میں تیری ہی حمد ہے.

اور سفر حج میں آپ کا یہ دستور تھا کہ جب کھلا میدان آتا تو آپ نسبتاً تیز چلتے اور فرماتے تھے کہ فرشتے ... ایسے (قافلہ) کے ساتھ شریک نہیں ہوتے جس میں کتا یا گھنٹی ہو اور آپ اس بات کو ناپسند فرماتے کہ مسافر تنہا رات کو سفر کرے. آپ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ تنہا سفر میں کس قدر (خطرہ) ہے تو وہ رات کو تنہا نہ چلیں اور آپ نے فرمایا کہ ایک (مسافر) شیطان ہے اور دو (مسافر) دو شیطان ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تین صحیح طور پر (مسافر) سوا ہیں، اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب تم میں کوئی کسی مقام پر اترے تو یہ دعا پڑھے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق یعنی میں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔ اللہ کے کلمات کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر اسے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے کوچ کرے۔

غزوہ میں شرکت کے وقت کی دعا

اور امام احمدؒ نے نقل کیا کہ جب آپؐ غزوہ میں شریک ہوتے یا سفر فرماتے اور آپؐ کو کہیں پر رات آجاتی تو یہ دعا پڑھتے:۔ یا ارض ربی و ربک اللہ اعوذ باللہ من شرک وشر ما فیک و شر ما خلق فیک وشر ما دب علیک اعوذ باللہ من شر کل اسد واسود وحیۃ وعقرب ومن شر ساکن البلد ومن شر والد وما ولد؛ یعنے اے زمین میرا پروردگار اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ میں تیرے شر سے اور جو کچھ تجھ میں ہے اس کے شر سے اور جو تجھ میں پیدا کیا گیا اس کے شر سے اور جو تیرے اوپر چلتا ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور میں ہر شیر، مار سیاہ، سانپ، بچھو، شہر میں رہنے والے، باپ اور پیدا ہونے والے (بچے) کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔"

نیز آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم سبزہ زاروں میں سفر کرو تو اونٹوں کو بھی زمین میں سے ان کا حصہ دیا کرو اور جب تم ویران مقام میں سفر کرو تو جلدی سے اسے عبور کر جاؤ۔ ایک روایت کے لفظ یہ ہیں کہ وہاں سے گزرنے میں سرعت اختیار کرو اور جب تم پڑاؤ کرو تو راستہ کو چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ چوپاؤں کی گزرگاہیں ہیں اور رات کو کیڑے مکوڑوں کے مساکن۔

اور جب آپؐ کسی بستی کو دیکھتے جس میں آپؐ داخل ہونا چاہتے تو اسے دیکھ کر یہ دعا پڑھتے:

اللھم رب السموات وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین انا نسألک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا ونعوذ بک من شرھا وشر ما فیھا۔

یعنی اے اللہ آسمان اور جو کچھ ان کے سایہ میں ہے ان کے پروردگار اور ساتوں زمینوں کے رب اور جو کچھ وہ لیے ہوئے ہیں اور شیاطین کے رب اور جنہیں انہوں نے گمراہ کیا اور ہواؤں کے رب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جنہیں انھوں نے منتشر کر دیا ہم تجھ سے اس کی بستی کی بھلائی اور اس کے رہنے والوں کی بھلائی چاہتے ہیں اور ان کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

اور سفر میں جب صبح ہو جاتی تو آپ یہ پڑھتے: سمع سامع بحمد اللہ ونعمته وحسن بلائه علینا، ربنا صاحبنا وافضل علینا عائذا باللہ من النار۔ یعنی سننے والے نے اللہ کی حمد، اس کی نعمت اور حسن بلاء کو سن لیا، ہمارے رب اور ہمارے مالک نے ہم پر فضل فرمایا ہم دوزخ سے اللہ کی پناہ چاہنے والے ہیں۔

عورت کو غیر محرم کے ساتھ سفر نہ کرنا چاہیے

یہ کلمات آپ تین مرتبہ دہراتے اور اس موقع پر آواز بلند کر دیتے اور آپ مسافر کو اس بات سے منع فرماتے کہ وہ قرآن لے کر دشمن کے علاقے میں سفر کرے کہ ایسا نہ ہو کہ دشمن اسے لے لے (اور توہین کا مرتکب ہو)

اور آپ محرم کے بغیر عورت کو سفر کرنے سے منع فرماتے اگرچہ یہ بریدہ (۱۲ میل) کی مسافت کیوں نہ ہو۔

اور آپ مسافر کو حکم دیتے کہ جب سفر میں کام ختم ہو جائے تو جلدی سے اپنے گھر لوٹ آئے۔ اور جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے۔ تو ہر اونچی جگہ تین بار اللہ اکبر کہتے۔ پھر یہ کلمہ پڑھتے۔

لا الٰه الا اللہ وحدہ لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیئ قدیر۔ آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وهزم الاحزاب وحدہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ تنہا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ واپس آنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے، اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور یکہ و تنہا تمام گروہوں کو شکست دی۔

بچوں سے آپ کا مشفقانہ برتاؤ

نیز اگر سفر کی وجہ سے کوئی دیر تک غائب رہتا تو آپ رات کو گھر کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ممانعت فرماتے اور صحیحین میں ہے کہ آپ اپنے گھر والوں کا دروازہ رات کو نہ کھٹکھٹاتے بلکہ شام کو یا صبح کو داخل ہوتے اور جب آپ سفر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تشریف لاتے تو خاندان کے بچوں سے آپ کی ملاقات ہوتی۔ حضرت عبداللہؓ بن جعفر فرماتے ہیں کہ ایک بار آپؐ سفر سے تشریف لاتے تو میں نے آپؐ کی طرف سبقت کی۔ چنانچہ آپ نے مجھے آگے بٹھالیا۔ پھر حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادے حسنؓ یا حسینؓ تشریف لائے تو آپ نے انہیں اپنے پیچھے بٹھالیا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم تینوں ایک سواری پر سوار مدینہ میں داخل ہوئے۔

اور سفر سے آنے والے کے ساتھ آپؐ معانقہ فرماتے اور اگر گھر والا ہوتا تو اس کا بوسہ لیتے۔

زہریؒ نے حضرت عروۃؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ زیدؓ بن حارثہ مدینہ آئے انہوں نے حاضر ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اس طرف تشریف لے گئے اور اس حالت میں کہ آپؐ کا کپڑا گھسٹ رہا ہے۔ اللہ کی قسم اس سے قبل یا بعد میں نے آپ کو یوں (گلے میں قمیص نہ ہونا مراد ہے) کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ نے ان سے معانقہ فرمایا اور انہیں بوسہ دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب جعفرؓ اور ان کے رفقاء حاضر ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملے اور دونوں کو بوسہ دیا اور معانقہ فرمایا اور شعبیؒ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور وہاں دو رکعتیں (نفل) پڑھتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذکارِ نکاح

خطبۂ حاجت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے خطبۂ حاجت سکھایا جو یہ ہے:۔

الحمد للہ الذی نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیأت اعمالنا من یھد اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضلل فلا ھادی لہٗ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

پھر آپؐ تین آیات کی تلاوت فرماتے:۔

(۱) یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔

(۲) یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ وخلق منھا زوجھا۔

(۳) یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما۔

شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو اسحٰقؒ سے دریافت کیا کہ آیا یہ خطبۂ نکاح ہے یا کچھ اور ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہر ضرورت کے لیے ہے۔

اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت یا غلام یا چوپایہ حاصل کرے تو وہ اس کی پیشانی پکڑے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کرے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے اور کہے: اللهم انی اسألك خيرها وخير ما جبلت عليه واعوذ بك من شرها وشر ما جبلت عليك یعنی اے اللہ میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جو اس کی جبلت ہے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور میں اس کے شر اور اس کی جبلت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

نکاح کروانے والے جوڑے سے آپ فرمایا کرتے بارك الله لك وبارك عليك وجمع بينكما في خير، یعنی، اللہ تمہارے لئے برکت کرے اور تم پر برکت کرے اور تم دونوں کو بھلائی پر اکٹھا کرے۔

اور فرمایا کرتے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھ لے:۔ بسم الله اللهم جنبنا الشيطان وجنب الشيطان ما رزقتنا یعنی اللہ کے نام سے اے اللہ ہمیں شیطان سے الگ رکھنا اور جو تو ہمیں (بچہ) عطا کرے اسے بھی شیطان سے الگ رکھنا (اس کے پڑھنے سے) اگر اسی دفعہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بچہ ہونا مقدر کر دیا ہے تو اسے شیطان کبھی ضرر نہ دے سکے گا۔

اپنے اہل یا مال میں خوش کن منظر دیکھے تو کیا کہے؟

حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گھر میں یا مال میں یا اولاد میں اگر نعمت عطا کرے اور وہ کہے: ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ تو موت کے سوا کوئی دکھ نہ دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولولا اذ دخلت جنتك قلت ما شاء الله لا قوة الا بالله۔ یعنی جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو یہ کیوں نہ کہا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیمار کو دیکھ کر کون سی دعا پڑھی جائے

سکون، خواب، وسوسوں اور شدت غضب کے وقت کی دعائیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، کہ جو آدمی بھی کسی بیمار کو دیکھے اور یہ دعا پڑھ لے تو اسے وہ مرض کبھی نہ ہوگا چاہے جو بھی ہو، دعا یہ ہے:۔

الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاك به وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا۔ یعنی سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس مرض سے محفوظ رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا ہے اور مجھے کثیر مخلوقات پر بہ طور خاص افضلیت بخشی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مروی ہے کہ آپ کے سامنے شگون کا تذکرہ کیا گیا آپ نے فرمایا، کہ اس میں سب سے بہتر فال ہوتی ہے۔ یہ مسلمان کو ضرر نہیں دے سکتی۔ جب تم کوئی شگون دیکھو جسے تم برا سمجھتے ہو۔ تو یہ دعا کرو۔

اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السئیات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا بك یعنی اے اللہ صرف تو ہی بھلائیاں عطا کرتا ہے اور صرف تو ہی تکالیف ہٹاتا ہے اور تیرے سوا نہ توفیق ہے اور نہ قوت ہے۔"

اور حضرت کعبؓ یہ پڑھا کرتے تھے: اللھم لا طیر الا طیرك ولا خیر الا خیرك ولا رب غیرك ولا حول ولا قوۃ الا بك یعنی اے اللہ تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں اور تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں تیرے سوا کوئی رب نہیں اور تیرے علاوہ نہ توفیق ہے اور نہ قوت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ توکل کی جڑ ہے اور جنت میں بندے کا خزانہ ہے اور جو بندہ بھی یہ کہے گا۔ پھر اپنے کام میں لگ جائے تو اسے کچھ ضرر نہ ہوگا۔

وحشت ناک خواب دیکھنے کے بعد کیا کہنا چاہیے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اچھے خواب اللہ کی جانب سے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہیں۔ اس لیے جو ایسے خواب دیکھے جس میں اس نے کوئی نامرغوب بات دیکھی ہو تو وہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے۔ اسے کچھ ضرر نہ ہوگا اور نہ کسی کو بتائے اور اگر اچھا خواب دیکھے تو خوش ہو اور صرف اسے بتائے جس سے محبت کرتا ہو اور جو کوئی ناپسند خواب دیکھے اسے حکم فرمایا کہ وہ پہلو کو بدل دے جس پر پہلے (سورہا) تھا اٹھ کر نماز پڑھ لے۔ چنانچہ آپؐ نے پانچ باتوں کا ارشاد فرمایا:

(۱) بائیں طرف تھوک دے۔

(۲) اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے۔

(۳) کسی کو خبر نہ دے۔

(۴) جس پہلو پر تھا اس کو بدل لے۔

(۵) اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔

جب اس نے یہ کام کر لیا تو ناپسند خواب اسے کچھ بھی ضرر نہ پہنچائے گا بلکہ یہ امور اس کے شر کو دور کر دیں گے۔

اور فرمایا کہ تعبیر نہ جاننے والے آدمی کے سامنے خواب بیان کرنے سے احتراز کرو گے اس نے تعبیر بتادی تو وہ تم پر پڑ گئی (اس لیے کہ) صرف سمجھ دار اور ایسے آدمی کے سامنے خواب بیان کرو جس کو تم سے محبت ہو اور حضرت عمرؓ بن خطابؓ کی عادت تھی کہ جب آپ کے سامنے خواب بیان کیا جاتا تو فرماتے: اے اللہ اگر یہ اچھا ہے تو ہمارے لیے ہو اور اگر یہ خراب ہے تو ہمارے دشمنوں کے لیے ہو۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس کے سامنے خواب بیان کیا جائے اسے چاہیے کہ اچھی بات بہ طور تعبیر کے کہے اور تعبیر بتانے سے قبل خواب دیکھنے والے سے کہے کہ جو کچھ تو نے دیکھا ہے وہ بہت خوب ہے، پھر اس کے بعد تعبیر بتائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عبدالرزاقؒ نے معمر سے انہوں نے ایوب سے، انہوں نے ابن سیرین سے نقل کیا۔ بتلاتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ جب خواب کی تعبیر بتانے کا ارادہ فرماتے تو کہتے: تو نے صحیح خواب دیکھا ہے یہ اس طرح ہے۔

وساوس میں مبتلا ہونا اور ان کا علاج

حضرت صالح بن کیسان نے عبیداللہ بن عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوع روایت کی ہے کہ ابن آدم کے قلب کے ساتھ موکل فرشتے کی رفاقت ہوتی اور ایک شیطان کی رفاقت، فرشتے کی رفاقت بھلائی کا وعدہ کرنا حق کی تصدیق کرنا اور اچھے اجر کی امید دلانا ہوتا ہے اور شیطان کی رفاقت، شر کا وعدہ، حق کی تکذیب اور بھلائی سے ناامیدی، پس جب تم فرشتے کی رفاقت محسوس کرو، تو اللہ کی حمد کرو، اور اس کا فضل مانگو اور جب تم شیطان کی رفاقت محسوس کرو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو اور استغفار کرو۔

حضرت عثمان بن عاصؓ نے عرض کیا کہ میرے اور میری نماز اور قرأت کے درمیان شیطان حائل ہو گیا ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جسے خنزب کہتے ہیں۔ جب تو اسے محسوس کرے۔ تو اللہ کی پناہ مانگ اور اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے۔

اسی طرح ابی زمیل نے حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ مجھے سینے میں کچھ (وسوسہ) محسوس ہوتا ہے (ابن عباسؓ) نے پوچھا کیا ہے؟

راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں ہرگز زبان پر نہ لاؤں گا۔ انہوں نے فرمایا کیا کوئی شک کی کوئی بات؟

میں نے کہا ہاں، وہ کہنے لگے کہ اس سے کوئی بھی نجات نہ پا سکا جب تم سینے میں کچھ (وسوسہ) محسوس کرو تو یہ آیت پڑھا کرو ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم

یہ ضروری ہے کہ ایک غیر مخلوق خالق تک انتہا ہو، جو دوسروں سے غنی ہو، قائم بنفسہ ہو۔ ہر چیز اس کی محتاج ہو۔ خود موجود بالذات ہو اور ہر چیز اسی سے قائم ہو، قدیم ہو۔ اس کا آغاز نہ ہو، بالذات باقی ہو اور ہر چیز کی بقا اسی سے ہو۔ یہی وہ ذات ہے، جو اول ہے کہ اس سے قبل کچھ نہیں۔ آخر ہے کہ جس کے بعد کچھ نہیں۔ ظاہر ہے کہ جس سے اوپر کچھ نہیں، باطن ہے کہ جس کے پرے (نیچے) کچھ نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ کہنے والا کہے گا۔ یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ اب جس کو اس قسم کی کوئی خلش محسوس ہو وہ اللہ کی پناہ مانگے اور رک جائے۔

شدتِ غضب میں آپ کا قول و فعل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ غصے کی چنگاری کو وضو سے بجھایا جائے اور اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ۔ اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو۔ چونکہ ابن آدم کے قلب میں غصہ اور شہوت آگ کی چنگاریاں ہوتی ہیں تو آپ نے وضو، نماز اور شیطان الرجیم سے اللہ کی پناہ مانگنے کے ذریعہ ان کو بجھانے کا حکم فرمایا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ الخ یعنی کیا تم لوگوں کو حکم دیتے اور اپنے آپ کو بھلا ڈالتے ہو؟ اب شدت شہوت بھی ان پر محمول ہوگی۔ چنانچہ جن باتوں سے اس چنگاری کو بجھانے کا حکم دیا وہ صبر اور نماز کے ذریعہ استعانت ہے اور حکم دیا کہ شیطانی وساوس کے موقع پر اللہ کی پناہ مانگو چونکہ تمام معاصی کا صدور غضب اور شہوت ہی سے ہوتا ہے اور غضب کا انجام قتل اور شہوت کا انجام زنا ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قتل اور زنا کا ساتھ ساتھ ذکر کیا اور سورۃ انعام، سورۃ اسریٰ اور سورۃ فرقان میں انہیں آپس کا رفیق قرار دیا۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت دی۔ وہ نماز اور استعاذہ سے غضب اور شہوت جیسی قوتوں سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرغوب اور نامرغوب کام

اچھے کام کرنے والوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

پسندیدہ چیز پر دعا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے: الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔
یعنی سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس کی نعمت کے باعث بھلائیاں مکمل ہوتی ہیں۔
اور جب کوئی نامرغوب (تکلیف) کی بات دیکھتے، تو پڑھتے: الحمد للہ علی کل حال یعنی ہر حالت میں تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔
جب کوئی محبوب یا مناسب چیز پیش خدمت کرتا تو آپؐ اس کے لیے دعا فرماتے: چنانچہ جب حضرت ابن عباسؓ نے آپؐ کے لیے وضو کا انتظام کیا تو آپؐ نے دعا فرمائی: اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور اس کو تاویل (تعبیرات) کا علم سکھا۔
اور راستہ میں رات کو جب ابو قتادہؓ نے آپؐ کو تھام لیا۔ جب آپؐ اپنی سواری سے ایک طرف کو جھک سے گئے تو آپؐ نے دعا دی۔ جس طرح تو نبی کی حفاظت کی۔ اس طرح اللہ بھی تیری حفاظت کرے نیز آپؐ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ بھلائی کی جائے۔ اور وہ جزاك اللہ خیراً کہے تو اس نے گویا خوب تعریف کر دی۔
اور آپؐ نے عبداللہ بن ابی ربیعہ سے قرض لیا پھر ادا کر دیا اور دعا فرمائی: اللہ تعالیٰ تیرے مال اور اہل میں برکت دے۔ بے شک قرض کا صلہ تعریف کرنا اور ادا کرنا ہوتا ہے اور جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کیا جاتا آپؐ اسے قبول کر کے اس سے زیادہ بدلہ دیتے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر مسترد کرتے تو عذر فرماتے۔ جیسے آپ نے صعب بن جثامہ سے فرمایا جب انہوں نے شکار کا گوشت پیش کیا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا تھا ہم اسے رد نہ کرتے لیکن (اس وقت) ہم احرام سے ہیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے آگ لگ جانے کے موقع پر تکبیر کہنے کا حکم دیا کیونکہ تکبیر اسے بجھا دے گی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ اہل مجلس اپنی مجلس کو ذکر الٰہی سے محروم رکھیں اور فرمایا کہ جو قوم بھی ایسی مجلس سے اٹھتی ہے۔ جس میں لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے وہ گویا گدھے کی لاش پر سے اٹھ رہے ہیں۔ نیز فرمایا کہ جو آدمی ایسی جگہ سے اٹھے جہاں اللہ کا ذکر نہ ہوا ہو اسے اس پر حسرت ہوگی۔ نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں کثرت سے لغو باتیں کر ڈالے۔ اگر اٹھنے سے قبل یہ کلمات کہہ ڈالے تو اس مجلس میں جو کچھ بھی اس سے خطا ہو چکی ہوگی۔ معاف کر دی جائے گی، دعا یہ ہے۔

سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک۔ یعنی: اے اللہ تو پاک ہے اور تیری ہی حمد ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تجھ سے توبہ کرتا ہوں۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے ایک مرتبہ رات کو پریشان خیالی کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تم بستر پر جاؤ تو یہ دعا کہو:

اللھم رب السموات السبع وما اظلت ورب الارضین السبع وما اقلت ورب الشیاطین وما اضلت کن لی جارا من شر خلقک کلھم جمیعا من ان یفرط احد منھم علی او ان یطغی علی عز جارک وجل ثناءک ولا الہ الا انت۔ یعنی: اے اللہ ساتوں آسمانوں اور جو کچھ ان کے زیر سایہ ہے ان کے رب اور ساتوں زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے ان کے رب اور شیاطین اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا سب کے رب اپنی تمام کی تمام مخلوق کے شر سے مجھے پناہ دینے والا بن جا کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی نہ کرے یا مجھ پر سرکشی (نہ) کرے۔ تیرا پڑوسی عزت والا ہو گیا اور تیری ثنا بڑی ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو گھبراہٹ اور اضطراب کے موقع پر یہ دعا بھی سکھایا کرتے تھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر غضبہ ومن شر عبادہ ومن شر همزات الشیاطین وان یحضرون۔ یعنی میں اس کے غضب اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وساوس کے شر سے اور اس بات سے کہ وہ آن موجود ہوں۔ اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ منقول ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ اسے نیند میں گھبراہٹ ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تو بستر پر جایا کرے تو یہ دعا پڑھا کر۔ پھر آپ نے مذکورہ دعا فرمائی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر اس سے یہ گھبراہٹ جاتی رہی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناپسندیدہ الفاظ

انانیت، تکبّر اور نخوت کی مذمت

مشرکانہ الفاظ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جس نے اللہ کے سوا کسی (دوسرے کے نام) کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ اس طرح یہ کہنا آپ کے نزدیک ناپسند تھا، کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ یہودی، نصرانی یا کافر ہو۔ اسی طرح مسلمان کو کافر کہنا اور بادشاہ کو ملک الملوک (بادشاہوں کا بادشاہ)، یا شہنشاہ، کہہ کر پکارنا اسی پر قاضی القضاۃ کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ نیز آقا اپنے غلام یا لونڈی کو یوں کہے عبدی یا امتی میرا بندہ یا میری بندی۔ یا غلام اپنے آقا کو اس طرح پکارے۔ میرے پالنے والے (ربی) بلکہ آقا کو چاہیے کہ وہ میرا بچہ، میری بچی کہے اور غلام کو چاہیے کہ وہ میرا سردار یا میری سردار کہا کرے۔

اسی طرح ہوا کے چلنے پر اسے گالی دینا (مکروہ) ہے بلکہ اس وقت دعا کرے آئندہ اس کی بھلائی عطا کرے اور اس کے شر سے پناہ دے۔

اسی طرح بخار کو گالی دینے کی ممانعت فرمائی۔ فرمایا کہ یہ (بخار) بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتا ہے۔

اسی طرح مرغ کو گالی دینے کی ممانعت فرمائی۔ صحیح روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: مرغ کو گالی مت دو۔ کیونکہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔

نیز جاہلیت کے نعرے کی طرف بلانا جیسے خاندان اور قوم ونسب کے نام پر بلانا یا فروعی مذاہب طرق اور مشائخ کے نام پر نعرے لگانا اور محض قوم پرستی وغیرہ کے باعث ایک کو دوسرے پر افضلیت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخشتا۔ نیز مسلمان کو گالی دینا اور تیسرے کو الگ کر کے دو کا آپس میں سرگوشی کرنا یا عورت کا اپنے شوہر کے سامنے دوسری عورت کے محاسن بیان کرنا، یا اس طرح دعا کرنا۔ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر۔ نیز کثرت سے قسمیں کھانا، نیز آسمان پر نظر آنے والے رنگوں کو قوس قزح کا نام دینا، نیز اللہ کے نام پر سوال کرنا، مدینہ کو یثرب کہنا (یہ تمام صورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں مکروہ ہیں۔

نیز (نامناسب) حرکات میں سے یہ ہے کہ آدمی دوسروں سے اپنی زوجہ سے جماع یا دیگر آپس کی باتوں کا تذکرہ کرے جیسے کہ بعض لوگوں کی عادت خبیثہ ہے۔ نیز زعموا وذکروا وقالوا جیسے الفاظ سے حکایت کرنا بھی ناپسند کرتے تھے۔ نیز یہ کہ بادشاہ کو زمین میں خلیفۃ اللہ یا نائب اللہ کہا جائے کیونکہ خلیفہ اور نائب تو غیر موجود کے ہو سکتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ خود اپنے گھر سے غیر حاضر ہونے والے کا خلیفہ اور اپنے مومن بندے کا کارساز ہے۔

نیز (انا، لی، عندی (میں، میرا، میرے نزدیک) کے الفاظ سے بھی بچنا چاہیئے کیونکہ انہی تین الفاظ سے ابلیس، فرعون اور قارون گمراہ ہوئے۔

ابلیس انا خیر منہ (میں اس سے بہتر ہوں) اور فرعون ولی ملک مصر (اور مصر کا ملک میرا ہے) اور قارون' وانما اوتیتہ علیٰ علم عندی (اور مجھے یہ (مال وزر) میرے علم کی بنا پر دیا گیا۔ جیسے (متکبرانہ) جملوں سے تباہ ہوا'

اور سب سے بہتر (انا میں) بندے کے اس قول میں ہے (انا العبد المذنب (میں گناہگار بندہ ہوں) اور (لفظ لی جیسے کہ لی الجرم ولی المسکنۃ (میں مجرم ومسکین ہوں) اور (عندی جیسے کہ اغفرلی جدی وھزلی وخطئی وعمدی وکل ذالک عندی -

(میرا گناہ، لغزش، خطائیں اور عمداً گناہ بخش دے اور میرے پاس یہ تمام نقائص ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد و غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت طیبہ

جہاد کے اقسام و انواع مختلفہ و متعددہ

آپ نے ہر طرح کے جہاد میں حصہ لیا

جہاد چونکہ اسلام کا ایک اعلیٰ اور عظیم الشان مسئلہ ہے۔ اور مجاہدین جنت میں بلند تر مقامات پر فائز ہوں گے۔ جیسا کہ انہیں دنیا میں رفعت کی خوشخبری دی گئی تو گویا یہ لوگ دنیا و آخرت ہر جگہ ہی بلند حیثیت کے مالک ہوں گے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی سلسلہ میں ایک بلند تر مقام پر فائز تھے چنانچہ آپ نے (جہاد) کی ہر قسم میں حصہ لیا۔ آپ کے تمام اوقات قلب و زبان اور ہاتھ سے جہاد میں مصروف تھے۔ اور آپ تمام جہانوں سے زیادہ ذاکر اللہ کے ہاں سب سے زیادہ قابل قدر تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کرتے ہی جہاد کا حکم دیا اور فرمایا: ولو شئنا لبعثنا فی کلّ قریۃ نذیرا فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہ جہادا کبیرًا یعنی اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیجتے۔ پس کافروں کی اطاعت مت کرو اور ان کے ساتھ خوب جہاد کرو۔

یہ سورۃ مکی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ساتھ دلیل، تقریر اور قرآن کی پیغام رسانی کے ذریعہ جہاد کا حکم دیا۔ اسی طرح منافقین کے ساتھ جہاد کا حکم دیا کہ انہیں دلیل دی جائے ورنہ اسلام کے غلبہ کے سامنے ذلیل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

یاایھا النّبی جاھد الکفّار والمنافقین واغلظ علیھم ومأواھم جھنّم وبئس المصیر یعنی "اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر سختی کرو اور ان کا انجام جہنم ہے اور یہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔"

اس لیے کفار کی نسبت منافقین کے ساتھ زیادہ شدت کے ساتھ جہاد کا حکم ہے، کیونکہ (منافقین) کے ساتھ جہاد گویا خواص اور وارثین انبیاء کے ساتھ جہاد ہے جو عالم میں منفرد (بظاہر دین کے حامی) اس میں شریک اور معاون ہیں، چاہے یہ کم تعداد میں ہوں لیکن ان کا خطرہ زیادہ ہے۔

نیز افضل جہاد یہ ہے کہ سخت ترین مقابلے کے موقع پر حق بات کہی جائے جیسے کہ جابر حکومت کے سامنے زبان کھولنا جبکہ اس سے ایذا ہی کا خطرہ بھی ہو۔ اس (قسم) کے جہاد میں رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کافی حصہ ہوتا ہے اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سلسلہ میں کامل اور مکمل ترین مجاہد تھے۔

نیز اللہ کے اعداء کے مقابلہ میں کیا جانے والا خارجی جہاد بندے کے داخلی جہاد کی فرع اور شاخ ہے۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجاہد وہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی (خوشنودی) کی خاطر اپنی ذات سے جہاد کیا اور مہاجر وہ ہے جس نے ان باتوں کو چھوڑ دیا جنہیں اللہ نے منع کیا ہے۔

تو ظاہر ہے کہ جہاد بالنفس باہر کے جہاد سے افضل ہے یہ دونوں دشمن ہیں۔ دو بندے کو ان دونوں سے جہاد کرنے کا مکلف کر دیا گیا۔ ان کے علاوہ ایک تیسرا دشمن بھی سامنے کھڑا ہے۔ اس سے جہاد کیے بغیر ان دونوں کا مقابلہ کرنا بھی محال ہے۔ اور وہ (تیسرا) بندے کو ان دونوں کا مقابلہ کرنے سے باز رکھنے اور اسے کمزور کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور ان دونوں کے مقابلہ کے موقع پر وہ بندے کو مشقتوں، عیش کے ختم کر دینے، لذات وشہوات کے فوت ہو جانے کا تخیل پیش کرتا رہتا ہے۔ اس لیے اس سے مقابلہ کیے بغیر ان دونوں سے مقابلہ کرنا بہت ہی دشواری بن جاتا ہے۔ گویا اس (سے جہاد کرنا) ان دونوں کے ساتھ جہاد کی جڑ ہے۔

اور یہ تیسری طاقت، شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا، یعنی "بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔"

چنانچہ اسے دشمن سمجھنے کا حکم اس بات کا اشارہ ہے کہ اس سے جنگ کرنے اور مقابلہ کرنے کے لیے پوری وسعت اور ہمت سے کام لینا چاہیے۔ گویا ایسا دشمن ہے کہ بندے سے جنگ کرنے میں قطعاً سستی نہیں برتتا اور کوتاہی برتتا ہے۔ اس طرح یہ تین دشمن ہیں۔ جن سے بندے کو جنگ کرنے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد کا حکم دیا گیا۔ اس دنیا میں بندہ ان سے مقابلہ کا مکلف بنا دیا گیا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس پر ایک طرح کا امتحان و آزمائش ہے (چنانچہ جو لوگ اس امتحان میں کامیاب رہے) اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ وہ ان میں سے پرہیز گاروں، احسان کرنے والوں، صبر کرنے والوں اور ایمان والوں کے ساتھ ہے اور (مومن جب اپنا دفاع نہیں کر سکتے تو اللہ اپنے مومن بندوں کا خود دفاع کرتا ہے۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہی دشمنوں پر ظفریابی حاصل کرتے ہیں اور اگر وہ ان کی مدافعت نہ کرتا تو دشمن انہیں اچک لیتے یہ مدافعت ان کے ایمان و یقین کے مطابق ہوتی ہے اگر ایمان قوی ہوگا تو مدافعت بھی قوی ہوگی۔ اس لیے جو بھلائی پائے اسے چاہیے کہ اللہ کی حمد کرے اور جو اس کے علاوہ (تکلیف) دیکھے۔ وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ اس سے اس قدر ڈرو جتنا کہ ڈرنے کا حق ہے اسی طرح فرمایا کہ جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے اور ڈرنے اور پرہیز گاری کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کرے، نافرمانی نہ کرے اس کا ذکر کرے اسے فراموش نہ کرے۔ اور شکر کرے، کفر نہ کرے۔ اسی طرح جہاد کا حق یہ ہے کہ اپنے آپ سے جہاد کرے۔ تاکہ اس کا قلب زبان اور تمام جوارح اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہو جائیں اور وہ بالکل ہی اللہ کا بن جائے اور اپنی ذات کا نام رہے اور شیطان کے وعدوں کی تکذیب، اس کے حکم کی نافرمانی اور اس کی ممانعت کی مخالفت کرکے اس (شیطان) کا مقابلہ کرے۔ کیونکہ وہ جھوٹی امیدیں دلاتا اور غلط تمنائیں دکھاتا ہے۔ محتاجی کا وعدہ کرتا اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے۔ پرہیز گاری، ہدایت، عفت، صبر اور تمام ایمانی اخلاقیات سے منع کرتا ہے اس کے وعدوں کی تکذیب اور اس کے حکم کی نافرمانی کرکے اس کا مقابلہ کرو۔ اس طرح ان جہادوں کے ذریعہ ایک قوت و سطوت پیدا ہو جائے گی جس کے ذریعہ خارج میں بھی اللہ کے دشمنوں کا قلب زبان، ہاتھ اور مال سے مقابلہ کیا جا سکے گا۔ تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے۔

جہاد کے چار مراتب ہیں

جہاد النفس، جہاد الشیطان، جہاد الکفار، اور جہاد للمنافقین جہاد النفس کی بھی چار اقسام ہیں:-

(۱) ایک یہ کہ ہدایت اور دین حق کی تعلیم حاصل کرنے کی کوشش (جہاد) کرے کیونکہ اس کے بغیر معاش و معاد (دنیا و آخرت) میں نہ فلاح ہے اور نہ سعادت، اور اگر یہ چھن گیا تو دارین کی بدبختی مسلط ہو گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) دوسرے یہ کہ علم کے بعد عمل کے ذریعہ جہاد کرے۔ ورنہ عمل کے بغیر محض علم اگر مضر نہیں تو فائدہ بھی نہ دے گا۔

(۳) تیسرے یہ کہ جو علم کو نہیں جانتے انہیں سکھائے۔ ورنہ ان میں سے ہو جائے گا کہ جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت اور بینات کو چھپاتے ہیں۔ اور اس کا علم اسے نفع نہ دے گا اور نہ اسے اللہ کے عذاب سے چھڑائے گا۔

(۴) چوتھے یہ کہ اللہ کے دین کی دعوت پر تکالیف اور مخلوقات کی جانب سے آمدہ ایذاؤں پر صبر کرنے کی کوشش (جہاد) کرے اور محض اللہ کی رضا کے لیے یہ سب کچھ برداشت کرے۔

جب یہ چاروں مراتب حاصل ہو گئے تو وہ ربانیین میں بن گیا۔ کیونکہ سلف کا اس پر بات پر اجماع ہے کہ عالم اس وقت تک عالم ربانی نہیں بن سکتا جب تک حق کو نہ پہچان لے۔ اس پر عمل نہ کرے اور دوسروں کو بھی نہ سکھائے اس لیے جس نے علم حاصل کیا، تعلیم دی اور اس پر عمل کیا اسے آسمانوں میں مرد عظیم (بزرگ) سمجھا جائے گا۔

شیطان سے جہاد کے دو مراتب ہیں

ایک ان شکوک و شبہات کو دور کرنا جو وہ انسان کے دل میں ڈالتا ہے اور جن سے ایمان میں نقص واقع ہو جاتا ہے۔ دوسرے ان ارادوں اور شہوات کو اپنے آپ سے ہٹانا جو وہ انسان کے دل میں ڈالتا ہے۔

پہلی نوع کے جہاد کے بعد یقین کامل ہوتا ہے اور دوسرے کے بعد صبر حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا وكانوا بآياتنا يوقنون

یعنی "اور ہم نے ان میں سے امام (پیشوا) بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے ہیں۔ جب انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔"

اس طرح آپ نے بتایا کہ صرف صبر اور یقین کے ذریعہ اقامت دین حاصل ہو سکتی ہے صبر، شہوات اور غلط ارادوں کو دور کرتا ہے اور یقین شکوک و شبہات کو ختم کرتا ہے۔

کفار و منافقین کے خلاف جہاد کرنے کے تین مراتب ہیں

ایک ہاتھ سے اگر استطاعت ہو بہ صورت عجز زبان سے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اس سے بھی عاجز ہو تو قلب سے، یہ جہاد کے تین مراتب ہیں۔ جو مر گیا اور اس نے جہاد نہیں کیا اور نہ اس کے دل میں جہاد کا شوق پیدا ہوا۔ تو وہ نفاق کی ایک علامت پر مرا۔

جہاد ہجرت کے بغیر اور ہجرت جہاد و ایمان کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتے

یہی تین لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اللہ نے فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ یعنی بے شک جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"

چونکہ ایمان لانا ہر آدمی پر فرض ہے اس لیے انسان پر ہر وقت دو ہجرتیں لازم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اخلاص، انابت، توکل، خوف، انابت، توبہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور اطاعت کی خاطر ان کی طرف ہجرت۔ آپ کی خبر ہی کی تصدیق اور دوسروں پر آپ کی خبر ہی کو ترجیح دینا چنانچہ حدیث میں ہے کہ جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ اسے پائے یا عورت (مقصود) ہے جس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہوگی۔

لہٰذا اس پر اللہ کی رضا حاصل کرنے اپنے شیطان سے بچنے کے لیے جہاد کرنا ہوگا۔ یہ سب فرض عین ہے۔ کوئی دوسرا اس معاملے میں کسی کی نیابت نہیں کر سکتا اور کفار و منافقین کے ساتھ جہاد میں امت کا کچھ حصہ دوسرے حصہ کی نیابت کر سکتا ہے۔ جبکہ اس طرح مقصود حاصل ہو سکے۔

اللہ کے نزدیک اکمل الخلق وہ ہے جس نے جہاد کے تمام مراتب مکمل کیے

اللہ کے ہاں مخلوقات بھی جہاد کے اختلاف مراتب کے باعث مختلف درجات رکھتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے اعلیٰ و اکرام ہیں۔ کیونکہ آپ نے جہاد کے تمام مراتب مکمل کیے اور اللہ کی خاطر جہاد کرنے کا حق ادا کر دیا اور بعثت سے لے کر وفات تک آپ نے جہاد کیا۔

کیونکہ جب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ، یعنی اے کملی والے اٹھ۔ پس ڈرا اور اپنے پروردگار کی بزرگی بیان کر۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آپ دعوت کے لیے کمربستہ ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر مکمل طور پر منہمک ہوگئے اور دن رات اور پوشیدہ علانیہ ہر طرح تبلیغ کی۔ آخر جب یہ آیت نازل ہوئی۔

فاصدع بما تؤمر "یعنی جس کا آپ کو حکم ہوتا ہے اس کا کھل کر اعلان کر دیجیے" تو آپ نے اعلانیہ تبلیغ شروع کر دی اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کی۔ چنانچہ آپ نے ہر چھوٹے بڑے، آزاد و غلام، مرد و عورت، سرخ و سیاہ اور جن وانس کو (اللہ تعالیٰ) کا پیغام پہنچایا۔ پھر جونہی آپ نے اعلانیہ دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا اور انہیں اپنے (مصنوعی) خداؤں سے الگ ہونے اور غلط روایات کو ترک کرنے کا حکم دیا تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والے صحابہؓ کی ایذا دہی میں سخت ترین (اوچھے) ہتھیار پر اتر آئے اور کئی انواع کی ایذائیں دینے لگے اور یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت جاریہ ہے۔ جیساکہ حق تعالیٰ نے فرمایا، مایقال لك الا ما قد قیل للرسل من قبلك یعنی تجھ سے صرف وہی کچھ کہا جا رہا ہے جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وکذلك جعلنا لکل نبیّ عدوا شیاطین الانس والجنّ یعنی اس طرح ہم نے ہر نبی کے انسانوں اور جنات میں سے دشمن بنا دیئے ہیں۔

نیز فرمایا: کذلك ما اتی الذین من قبلهم من رّسول الا قالوا ساحرٌ او مجنون اتواصوا به بل هم قوم طاغون۔ یعنی وہ اس طرح ان سے قبل ان کے پاس کوئی رسول آیا تو انہوں نے کہا کہ جادوگر ہے یا مجنوں کیا انہوں نے یہی وصیت کی تھی۔ بلکہ وہ ایک شریر قوم ہے"

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ سے تسلی دی (اور بتایا) کہ پہلے انبیاء میں ان کے لیے بھی اسوہ ہے۔

نیز آپ کے اتباع (صحابہؓ) کو بھی تسلی دی فرمایا: ام حسبتم ان تدخلوا الجنّة ولمّا یاتکم مثل الّذین خلوا من قبلکم مسّتهم البأساء والضّرّاء وزلزلوا حتّی یقول الرّسول والّذین امنوا معه متی نصر الله الا انّ نصر الله قریبٌ نیز فرمایا: الٓمّٓ احسب النّاس ان یترکوا ان یقولوا امنّا وهم لا یفتنون

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ساء ما یحکمون من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت وھو السمیع العلیم ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ ان اللہ لغنی عن العالمین والذین آمنوا وعملوا الصالحات لنکفرن عنھم سیئاتھم ولنجزینھم احسن الذی کانوا یعملون ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا وان جاھداک لتشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون والذین آمنوا وعملوا الصالحات لندخلنھم فی الصالحین ومن الناس من یقول آمنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ ولئن جاء نصر من ربک لیقولن انا کنا معکم اولیس اللہ باعلم بما فی صدور العالمین۔

۱؎ یعنی: کیا تم کو یہ خیال ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے۔ حالانکہ تم پر نہیں گزرے حالات ان لوگوں کے جو ہو چکے تم سے پہلے کہ انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور جھڑ جھڑائے گئے یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے، کب آئے گی اللہ کی مدد، سن رکھو، اللہ کی مدد قریب ہے۔

۲؎ کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ یہ کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ ہم یقین لائے اور ان کو نہ جانچ لیں گے؟ اور ہم نے ان کو جانچا ہے جو ان سے پہلے تھے۔ سو البتہ اللہ معلوم کرے گا جو سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو۔ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ برائیاں کرتے ہیں کہ ہم سے بچ جائیں۔ بری بات طے کرتے ہیں جو کوئی اللہ کی ملاقات کی توقع رکھتا ہے سو اللہ کا وعدہ آ رہا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے اور جو کوئی محنت اٹھا سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے۔ اللہ کو جہان والوں کی پروا نہیں اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام ہم ان پر سے ان کی برائیاں اتار دیں گے اور ان کو بہتر سے بہتر بدلہ دیں گے کاموں کا۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کے ساتھ رہنے کی تاکید کر دی اور اگر وہ تجھ سے زور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں کہ تو میرا شریک کرے جس کی تجھے خبر نہیں تو ان کا کہا مت مان۔ مجھی تک پھر آنا ہے تم کو سو میں بتلا دوں گا تم کو جو تم کرتے ہو اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے ہم ان کو نیک لوگوں میں داخل کر دیں گے اور ایک وہ لوگ ہیں کہ ہم اللہ پر یقین لائے۔ پھر جب ان کو اللہ کی راہ میں ایذا پہنچے تو لوگوں کے ستانے کو اللہ کے عذاب کے برابر کرنے لگے اور اگر تیرے رب کی طرف سے مدد آ پہنچے تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ سینوں میں ہے جہاں والوں کے"

انسان کو چاہیے کہ ان آیات کا سیاق اور ان میں بیان کردہ حکم اور عبرتوں کے خزینے دیکھے کیونکہ جب انسانوں کی طرف انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کیا گیا تو دو باتیں کھل کر سامنے آگئیں۔ ایک یہ کہ کسی نے کہا ہم ایمان لائے اور کسی نے کہا نہیں لائے، بلکہ وہ کفر اور بدی پر جم گئے۔ اب جس نے آمنا کہا (کہ ہم ایمان لائے) پروردگار نے اس کا امتحان لیا، اس کی آزمائش کی اور کھرے کھوٹے میں امتیاز کرنے کے لیے اسے فتن میں مبتلا کر دیا اور جس نے کفر و انکار کیا وہ یہ نہ سمجھ لے کہ وہ اللہ کو عاجز کر دے گا اور اس پر سبقت لے جائے گا، کیونکہ تمام امور اسی کے سامنے لپیٹے جاتے ہیں۔

وکیف یفر المرء عنہ بذنبہ -

اذا کان یطوی فی یدیہ المراحل، یعنی:- اور انسان اپنے گناہوں کو لے کر اس سے کیسے فرار ہو سکتا ہے۔

جبکہ اس کے سامنے سفر لپیٹا جا رہا ہے۔

اور امام شافعیؒ سے دریافت کیا گیا کہ انسان کے لیے کیا بات بہتر ہے وہ سطوت حاصل کرلے یا مبتلا رہے؟

آپ نے فرمایا: تب تک اسے تسلط حاصل نہ ہوگا جب تک کہ اس کا امتحان (ابتلاء) نہ ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے بڑے بڑے اولی العزم پیغمبروں (علیہم الصلوۃ والسلام) کو ابتلاء میں ڈالا۔ آخر جب انہوں نے صبر کیا تو انہیں سطوت حاصل ہوئی۔ اس کے لیے کوئی بھی یہ خیال نہ کرے کہ وہ دکھوں سے ضرور ہی محفوظ رہے گا اور مصائب و آلام میں مبتلا لوگوں کی عقلوں میں بھی تفاوت ہے سب سے بڑا عقلمند وہ ہے جس نے تھوڑے سے ختم ہو جانے والے دکھ کے عوض طویل ترین اور دائمی دکھ کو بیچ دیا اور سب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بڑا بدبخت وہ ہے کہ جس نے طویل ترین اور دائمی دکھ مول لے کر تھوڑا سا ختم ہو جانے والا دکھ بیچ دیا الغرض اللہ تعالے کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ لوگوں کا ضرور امتحان لیتا اور انہیں ابتلائے (مصائب وآلام) کرتا، تا کہ امتحان کے ذریعہ پاک اور ناپاک قابل محبت واکرام اور نا قابل (کفار ومشرکین) کا امتیاز ہو جائے اور قابلِ اصلاح نفوس کو امتحان کے ذریعہ پاکیزہ کر دیا جائے جیسے سونا (گرم کرنے) کے ابتلاءً کے بغیر صاف وشفاف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نفس اصل کے لحاظ سے جاہل اور ظالم ہے اور ظلم وجہالت کے باعث اسے بات کی ضرورت ہوئی کہ اسے پگھلایا جائے اور اس کی صفائی کی جائے اگر اس گھر سے (صفائی وطہارت کے ساتھ) نکلا تو ٹھیک ورنہ جہنم کی بھٹی میں (جانا پڑے گا) اس لیے جب بندہ مہذب ہو گیا اور پاکیزہ اخلاق ہو گیا تو اسے جنت میں داخلہ کی اجازت مل جائے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوتِ اسلام

کفار کی ایذا رسانیاں، مسلمانوں کا استقلال، ہجرت کا حکم

سب سے پہلے کون اسلام لایا؟ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف دعوت دی۔ تو ہر قبیلہ میں سے اللہ کے بندوں نے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہی۔ چنانچہ صدیق الامت اور اسلام لانے میں پہل کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین (پھیلانے میں) آپؐ سے تعاون کیا، چنانچہ آپؐ نے ان کی رفاقت وصحبت میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔ یہی ابوبکرؓ ہیں جن کی مستعدی کے باعث عثمان بن عفانؓ وطلحہ بن عبیداللہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ نے اسلام قبول کیا۔

نیز صدیقۃ النساء حضرت خدیجہ بنت خویلد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کی اور صدیقانہ صفات کی حامل ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خطرہ ہے (حضرت خدیجہؓ) نے عرض کیا۔ آپؐ خوش ہوجائیے۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی بھی رسوا نہ کرے گا۔ یہی فراست کاملہ تھی جس کے باعث آپؐ اس بات کی مستحق ہوئیں کہ ان کا پروردگار انہیں اپنے رسول جبریل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سلام ارسال فرمائیے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ نے آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا ایک قول میں آپؓ کی عمر زیادہ مروی ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں تھے۔ انہیں آپؐ نے اپنے چچا سے تربیت کرنے کے لیے لیا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت زید بن حارثہ کا واقعہ

نیز حضرت زید بن حارثہ نے بھی اسلام قبول کیا۔ یہ حضرت خدیجہ کے غلام تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدیجہ سے نکاح کیا تو انہوں نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہبہ کے طور پر پیش کر دیا۔ ان (زید بن حارثہ) کے والد اور چچا فدیہ دینے حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق معلوم کیا۔ پتہ چلا کہ آپ مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ دونوں وہاں آئے اور عرض کیا: اے عبدالمطلب کے بیٹے، اے ابن ہاشم، اے سردارِ قوم کے بیٹے، آپ اللہ کے حرم کے محافظ اور اس کے پڑوسی ہیں۔ آپ مسکین کی مدد کرتے اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں ہم آپ کے پاس اپنے بیٹے کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، جو آپ کے پاس ہے ہم پر احسان کیجیے اور اس کا فدیہ قبول کر کے ہم پر کرم کیجیے۔

آپ نے دریافت کیا کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا "زید بن حارثہ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اور کام کیوں نہ کر لیا جائے؟ انہوں نے عرض کیا وہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا، زید کو لاؤ۔ میں اسے اختیار دیتا ہوں اگر وہ تمہیں منتخب کرلے تو تمہارا ہے اور اگر مجھے منتخب کرے تو اللہ کی قسم میں اس آدمی کے نہیں جو اس اختیار سے اختلاف رکھتا ہو۔

ان دونوں نے عرض کیا آپ نے انصاف کیا اور بہت ہی خوب فرمایا؛ چنانچہ انہیں بلایا گیا آپ نے فرمایا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔

فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض کیا یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔

فرمایا میں کون ہوں؟ یہ بھی تمہیں معلوم ہے اور تم نے میری صحبت بھی دیکھ لی اس لیے اب یا مجھے انتخاب کر لو یا ان دونوں کو منتخب کر لو۔

(حضرت زید بن حارثہ) نے عرض کیا، میں کبھی بھی آپ کے علاوہ کسی اور کو منتخب نہیں کروں گا۔ آپ میرے نزدیک باپ اور ماں کے مقام پر ہیں۔

وہ دونوں کہنے لگے، اے زیدؓ تعجب ہے تو آزادی اور اپنے والد اور چچا کے مقابلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں غلامی قبول کرتا ہے؟

حضرت زید نے فرمایا کہ ہاں! میں نے اس ہستی میں ایسی بات دیکھی ہے کہ جس کے باعث میں اس کے سوا کبھی بھی کسی دوسرے کو منتخب کر سکتا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ نے یہ معاملہ دیکھا تو انہیں دامن میں لے لیا اور فرمایا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ زید میرا بیٹا ہے یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں گا جب ان کے والد اور چچا نے (خوش کن) منظر دیکھا تو دونوں بہت خوش ہوئے اور واپس چلے گئے۔

غلط نسب کا اختیار کرنا جائز نہیں

اور حضرت زید بن محمد کے نام سے مشہور ہو گئے آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام نازل فرمایا اور حکم دیا کہ لوگوں کو اپنے والدین کے نام سے یاد کرو۔ چنانچہ اس کے بعد انہیں زید بن حارثہ کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔

جامع معمر میں زہری سے روایت ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ زیدؓ بن حارثہ سے پہلے کوئی مسلمان ہوا ہو۔ یہی وہ صحابی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں خبر دی کہ ان پر اللہ نے اور اس کے رسول نے انعام کیا اور ان کا نام لے کر ذکر کیا۔

ورقہ بن نوفل کا قبول اسلام

ورقہ بن نوفل بھی اسلام لائے اور تمنا کی کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ نکال دیں گے۔ کاش اس دن میں نوجوان ہوتا اور جامع ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خواب کے اندر اچھی حالت میں دیکھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے انہیں سفید لباس میں دیکھا

آخر لوگ ایک ایک کر کے دین میں داخل ہونے لگے اور قریش نے اس کی مخالفت نہ کی۔ آخر جب آپ نے ان کے بناوٹی خداؤں کا پردہ چاک کیا کہ یہ نفع ونقصان کے مالک نہیں تو یہ لوگ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے چچا ابوطالب کے ذریعہ حفاظت فرمائی جو قریش کے ایک شریف سردار تھے۔ ان کے باعث تکلیف دینے کی جرأت نہ کرتے تھے اور احکم الحاکمین کی یہ حکمت تھی کہ انہیں اپنی قوم کے دین پر قائم رکھے۔ کیونکہ اس میں سمجھ دار دیکھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نگاہوں میں خاص قسم کے مصالح تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی حالت یہ تھی کہ جو صاحب خاندان ہوتا۔ وہ خاندان کے باعث مشرکوں کی ایذاؤں سے محفوظ رہتا ورنہ نہیں چنانچہ بہت سے صحابہؓ کو مشرکین مکہ سے مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ جن میں سے عمار بن یاسر، ان کی والدہ اور ان کے گھر والے ہیں، جنہیں اللہ کی راہ میں ایذائیں دی گئیں جب انہیں ایذائیں دی جا رہی ہوتیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے اور فرماتے اے آلِ یاسر صبر کرو، کیونکہ تم سے جنت کا وعدہ ہے

حضرت بلال کی استقامت

ان میں حضرت بلال بن رباح بھی تھے۔ انہیں اللہ کے راستے میں سخت ترین ایذائیں دی گئیں چنانچہ اللہ کی خاطر ان کی اور ان کی قوم کی سخت اہانت کی گئی اور جوں جوں ایذا دہی میں شدت ہوتی ان کے مُنہ سے احد، احد (ایک خدا ایک خدا) نکلتا۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل وہاں سے گزرتے اور کہتے، ہاں اللہ کی قسم اے بلالؓ ایک ہی (خدا) ہے، ایک ہی (خدا) ہے۔ اللہ کی قسم!

اور جب مسلمانوں کے خلاف کفار کی ایذائیں سخت تر ہو گئیں اور انہیں طرح طرح کے دکھ دیے جانے لگے تاکہ مجبور اور بے بس ہو کر لات اور عزّیٰ کی پوجا شروع کر دیں چنانچہ اللہ کا دشمن ابوجہل، عمارؓ بن یاسر کی والدہ حضرت سمیہؓ کے پاس سے گزرا، انہیں ان کے خاوند اور بیٹے کو قبول اسلام کے باعث ایذا دی جا رہی تھی۔ ابوجہل نے ان کی شرمگاہ میں حربہ مار دیا جس سے ان کی شہادت ہو گئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کسی غلام کے پاس سے گزرتے جسے ایذا دی جا رہی ہوتی تو اسے (کفار) سے خرید لیتے اور آزاد کر دیتے۔ ان میں سے حضرت بلالؓ، عامر بن فہیرہ، ام عبیسؓ، زنیرہؓ، نہدیہؓ اور ان کی بیٹی تھی اور بنی عدی کی ایک لڑکی بھی انہیں میں شامل تھی جسے عمرؓ اسلام سے قبل ایذا دے رہے تھے۔

اس موقع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد نے کہا۔ اے بیٹے تو کمزور لوگوں کو آزاد کر رہا ہے اگر تو کسی مضبوط جماعت کو آزاد کرتا تو کسی دن یہ لوگ تیرے کام آ جاتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں، وہی چاہتا ہوں۔

پہلی ہجرت حبشہ کی طرف

اور جب ایذائیں شدید اختیار کر گئیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلی بار حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی۔ پہلے مہاجرین میں سے عثمانؓ بن عفان، ان کی بیوی حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ پہلی بار بارہ مردوں اور چار عورتوں نے ہجرت کی۔ جن کے اسمائے مبارک یہ ہیں۔

عثمانؓ، ان کی زوجہ محترمہؓ، ابوحذیفہؓ، ان کی بیوی سہلہؓ بنت سہیل، ابوسلمہؓ اور ان کی بیوی (ام سلمہؓ)، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان بن مظعون، عامرؓ بن ربیعہ اور ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی ہشمہ، ابوسبرۃؓ بن ابی رہم، حاطبؓ بن عمرو، سہیل بن وہب اور عبداللہؓ بن مسعود۔

یہ لوگ چھپ کر مسلح حالت میں نکلے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا کہ ان کے ساحل پر پہنچتے ہی تجارتی دو کشتیاں تیار تھیں، جن میں یہ سوار ہو کر حبشہ کی زمین کو روانہ ہو گئے۔ ان لوگوں نے بعثت کے پانچویں سال رجب کے مہینہ میں ہجرت کی۔ قریش بھی ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ چنانچہ ساحل تک آئے لیکن ان میں سے کسی کو نہ پکڑ سکے۔ پھر ان مہاجرین کو معلوم ہوا کہ قریش نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے سے کنارہ کشی کر لی ہے۔ اس لیے پھر لوٹ آئے جب یہ لوگ مکہ سے صرف ایک دن کے فاصلے پر تھے تو خبر ملی کہ قریش تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے سے زیادہ مخالفت کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض پناہ لے کر مکہ میں داخل ہو گئے جن میں حضرت ابن مسعود بھی تھے۔ یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپؐ اس وقت نماز میں مصروف تھے، انہوں نے آپ کو سلام کیا آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابن مسعودؓ کو اس بات سے سخت رنج لاحق ہوا۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نیا حکم نازل فرمایا ہے کہ نماز میں کلام مت کیا کرو۔

حبشہ کی طرف دوبارہ ہجرت کے حکم

حبشہ سے جو مہاجرین واپس ہوئے ان پر اور ان کے خاندان پر قریش کے مظالم پہلے سے شدید تر ہو گئے اور ان لوگوں کو ان سے سخت زحمتیں اٹھانی پڑیں آخر آنحضرت صلی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔

دوسری مرتبہ ان لوگوں کا ہجرت کرنا قریش پر شاق گزرا۔ چنانچہ مہاجرین کو سخت ایذاؤں اور تکالیف سے دوچار ہونا پڑا اور وہ زیادہ سے زیادہ ہدفِ ستم بنائے جانے لگے۔ خصوصاً جب قریش کو نجاشی کے حسن سلوک کی خبر ملی۔

دوسری مرتبہ جن لوگوں نے ہجرت کی ان کی تعداد تراسی مردوں پر مشتمل تھی۔ بشرطیکہ عمار بن یاسر بھی ان میں شامل ہوں۔ ابن اسحٰق نے فرمایا کہ راوی کو ان کے متعلق شک ہے۔ اس قافلۂ مہاجرین میں انیس عورتیں شامل تھیں۔

شاہ حبشہ کا سلوک مسلمانوں کے ساتھ

مہاجرین نجاشی کی سلطنت میں اطمینان سے رہنے لگے۔ جب قریش کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص کو تحائف اور ہدایا دے کر نجاشی کی طرف دیکھا تاکہ وہ انہیں واپس کر دے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حالانکہ اس کی فوج کے اعلیٰ افسران نے بھی سفارش کی تھی۔ لیکن پھر بھی اس نے یہ سفاکانہ مطالبہ قبول نہ کیا۔ آخر انہوں نے اسے یہ کہہ کر بھڑکانا چاہا کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سخت (گستاخی کی) بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے تھے۔ چنانچہ اس نے مہاجرین کو دربار میں بلایا، حضرت جعفر بن ابی طالب اس جماعت کے رہنما تھے۔ جب ان لوگوں نے داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت جعفر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جماعت سے داخلہ کی اجازت چاہتی ہے اس نے دربان سے کہا ان سے کہو کہ یہ لوگ اپنی درخواست پھر دہرائیں۔ انہوں نے دوبارہ اس طرح کہا۔ پھر جب یہ جماعت اس کے (دربار) میں داخل ہوئی تو اس نے دریافت کیا کہ آپ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہتے ہیں۔

حضرت جعفر نے کھٰیعص کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں۔ اس پر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس سے ایک تنکا بھی زیادہ نہ تھے اس کے پادری بپھرے۔

وہ کہنے لگا تم لاکھ بپھرو!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں سے نجاشی نے کہا: جاؤ تم میری سلطنت میں مامون ہو، جو تمہیں ایذا دے گا اس کو سزا دی جائے گی۔ پھر وہ قریش کے دونوں قاصدوں سے کہنے لگا کہ اگر تم مجھے سونے کا گرجا بلکہ پہاڑ بھی دے دو پھر بھی میں مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہ کروں گا۔ اس کے بعد اس نے سردارانِ قریش کے تحائف لوٹا دینے کا حکم دیا۔ آخر یہ لوگ رسوا ہو کر واپس آ گئے۔

عمِ رسول حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام

حضرت حمزہ اس واقعہ کے بعد مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ایک بڑی جماعت نے اسلام قبول کیا اور رفتہ رفتہ اسلام پھیلنا شروع ہو گیا جب قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو ترقی پذیر دیکھا اور محسوس کیا کہ یہ معاملہ بڑھ رہا ہے تو وہ جمع ہوئے تاکہ بنی ہاشم، بنی عبدالمطلب اور بنی عبدالمناف کے خلاف ایک معاہدہ کریں کہ نہ ان کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے نہ نکاح کریں گے، نہ ان سے کلام کریں گے اور نہ ان کی مجالس میں بیٹھیں گے، جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے ایک عہد نامہ لکھا اور اسے کعبہ کی چھت پر لٹکا دیا۔ کہتے ہیں کہ منصور بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم نے یہ عہد نامہ لکھا تھا۔ ایک قول نضر بن حارث کے متعلق بھی ہے لیکن صحیح تر قول یہ ہے کہ یہ آدمی بغیض بن عامر بن ہاشم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بد دعا دی، چنانچہ اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔

پھر بنو ہاشم اور بنو مطلب میں سے بعض اہلِ ایمان اور بعض اہلِ کفر سے مل گئے سوائے ابولہب کے۔ کیونکہ اس نے قریش کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم، بنی مطلب اور بنی ہاشم کے خلاف اکسایا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو شعب ابی طالب میں محبوس کر دیا گیا۔ یہ واقعہ بعثت کے ساتویں سال محرم کی رات کو پیش آیا اور کعبہ کی چھت پر وہ عہد نامہ لٹکا دیا گیا۔

یہ لوگ تین سال تک اس جگہ محصور و نظر بند رہے۔ ان کو تمام ضروریات زندگی مہیا کرنی بند کر دی گئیں۔ یہاں تک کہ انہیں سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور شعب رکھائی کے پیچھے سے ان کے بچوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس موقع پر ابو طالب نے اپنا مشہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصیدہ لامیہ لکھا۔

اور اس واقعہ پر بعض قریش راضی تھے اور بعض ناپسند کرتے تھے جو ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے عہد نامہ کو ختم کرنے کی کوشش بھی کی۔ چنانچہ ہشام بن عمرو اس سلسلہ میں مطعم بن عدی اور قریش کی ایک جماعت کے پاس گیا۔ انہوں نے بھی اس کی تائید کی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عہد نامہ کے متعلق آگاہ فرمایا کہ اس پر (اللہ تعالیٰ) نے دیمک بھیجی جس نے ظلم، قطع تعلق اور ستم رسانی کی باتیں چاٹ ڈالیں اور صرف اللہ کا نام مبارک باقی رہنے دیا۔ آپؐ نے اپنے چچا کو اس کی خبر دی، وہ قریش کی طرف نکلے اور انہیں بتایا کہ ان کے بھتیجے نے اس طرح کہا ہے اگر وہ جھوٹا نکلا تو ہم اس کے اور تمہارے درمیان سے ہٹ جائیں گے اور اگر وہ سچا نکلا تو تم مقاطعت اور ظلم سے باز آجاؤ۔ انہوں نے جواب دیا تو نے انصاف کی بات کہی۔

چنانچہ انہوں نے عہد نامہ اتارا اور جب دیکھا تو جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا ویسا ہی معاملہ نکلا اس پر وہ پہلے سے زیادہ کفر پر اتر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی (حسب عہد) شعبِ ابی طالب سے نکل آئے۔

ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال

ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ بعثت کے دسویں سال وقوع پذیر ہوا اور اس کے چھ ماہ بعد ابوطالب نے وفات پائی۔ اس کے تین دن بعد ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی انتقال فرما گئیں۔ عہد نامہ کے ختم ہونے کے فوراً بعد ابوطالب کی وفات اور ام المومنین حضرت خدیجہ کی رحلت کے صدمات آپ کو سہنے پڑے اور قوم کے پست اور ذلیل طبقہ کے لوگوں سے سخت ترین ایذائیں پہنچنے لگیں۔

طائف کا سفر

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف تشریف لے گئے کہ شاید وہ اسلام لے آئیں اور قوم کے مقابلہ میں آپ کے ساتھ تعاون و حمایت کا مظاہرہ کریں۔ آپ نے انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلایا لیکن ان میں سے کسی کو بھی اس طرح مائل یا حامی نہ دیکھا بلکہ انہوں نے آپ کو سخت ترین ایذا دی اور آپ کو اپنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم سے بھی زیادہ خوفناک تکالیف اور زحمتیں اٹھانی پڑیں۔ آپ کے غلام زید بن حارثہ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ وہاں دس روز ٹھہرے آپ وہاں کے سردار کے پاس تشریف لے گئے اور (اسلام) کے متعلق گفتگو فرمائی لیکن وہ کہنے لگے کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ اور غنڈوں کو آپ کے خلاف اکسایا۔ نیز اجرت پر بعض لوگوں کو حاصل کیا۔ وہ آپ کو پتھروں سے مارنے لگے یہاں تک کہ آپ کے پائے مبارک لہولہان ہو گئے۔ زید بن حارثہ آپ کو بچاتے رہے۔ آخر ان کے سر پر زخم آ گیا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے غمزدہ حالت میں واپس تشریف لے آئے راستہ میں آپ نے طائف کے متعلق مشہور دعا فرمائی۔ دعا یہ تھی: اے اللہ میں اپنی ضعف قوت اور کمی حیلہ اور لوگوں میں ناتوانی کی تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں۔ اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے! تو ہی ضعیفوں کا پروردگار ہے اور تو ہی میرا رب ہے، مجھے کس کے سپرد کرتا ہے۔ اس دور کی طرف جو مجھ سے ترش روئی کرتا ہے یا ایسے دشمن کی طرف جس کا تو مالک ہے اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ ہاں بس تیری (عطا کردہ) عافیت ہی میرے لیے وسیع ہے میں تیرے چہرے کے نور کی پناہ مانگتا ہوں جس کے صدقے اندھیرے اجالے بن گئے اور دنیا و آخرت کے امور اسی کے طفیل درست ہوئے۔ اس بات سے کہ مجھ پر تیرا غضب آئے۔ یا مجھ پر تیری ناراضی ہو۔ میرا چلنا صرف تیرے لیے ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور تیرے سوا نہ توفیق ہے اور نہ قوت ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا کہ آپ فرمائیں تو اہل مکہ پر پہاڑ گرا دیں۔ اور یہ دونوں ان دو شہروں (مکہ اور طائف) کے درمیان ہیں۔

آپ نے جواب دیا میں پرامید ہوں شاید ان کی نسلوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں۔ جو اس (اللہ) کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کریں۔ واپسی پر جب آپ ایک کھجور کے پاس سے اترے تورات کی نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئے اور جنات کی ایک چھوٹی سی جماعت آپ کی طرف آئی۔ انہوں نے آپ کی تلاوت سنی مگر آپ کو پتہ نہ چلا یہاں تک کہ آپ سے یہ آیت نازل ہوئی۔

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومھم منذرین ۝ قالوا یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی مصدقا لما بین یدیہ یھدی الی الحق والی طریق مستقیم ۝ یا قومنا اجیبوا داعی اللہ وآمنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم ۝ ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض ولیس لہ من دونہ اولیاء اولئک فی ضلال مبین ۝

یعنی: اور جس وقت ہم نے آپ کی طرف، کتنے لوگ جنوں میں سے متوجہ کر دیئے وہ قرآن سننے لگے، پھر جب وہاں پہنچ گئے، بولے چپ رہو، پھر جب ختم ہوا اپنی قوم کی طرف، ڈر سناتے ہوئے الٹے پھرے۔ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد اتری ہے سب، اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی حق اور سیدھے راہ کی ہدایت کرتی ہے۔ اے ہماری قوم اللہ کے بلانے والے کو مانو اور اس پر یقین لاؤ کہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تم کو دردناک عذاب سے بچائے۔ اور جو اللہ کے بلانے والے کو نہ مانے گا تو وہ زمین میں بھاگ کر اللہ کو نہ تھکا سکے گا اور اس کا اس کے سوا کوئی مددگار نہیں وہ لوگ صریح بھٹکتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

طائف سے مکہ میں آپ کی واپسی

اور وادی نخلہ میں آپ چند دن ٹھہرے۔ زید بن حارثہ نے عرض کیا۔ قریش نے آپ کو نکال دیا ہے اب آپ (مکہ) میں کیسے داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: اے زیدؓ جیسے تم دیکھ رہے ہو اللہ تعالیٰ نکلنے اور کامیابی کی کوئی راہ نکال دے گا۔ وہی اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی کو غلبہ دینے والا ہے، پھر آپ مکہ پہنچ گئے۔ چنانچہ آپؐ نے بنی خزاعہ کا ایک آدمی مطعم بن عدی کی طرف بھیجا کہ کیا میں تمہارے جوار میں داخل ہو جاؤں گا؟

اس نے جواب دیا ہاں! اور اپنے قوم اور بیٹوں کو بلا کر کہا کہ ہتھیار پہن لو اور خانہ کعبہ کے ارکان کے پاس کھڑے ہو جاؤ، کیونکہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دے دی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زیدؓ کے ہمراہ داخل ہوئے اور مسجد حرام تک پہنچ گئے اب مطعم بن عدی اپنی سواری پر کھڑا ہو گیا اور آواز دی، اے قریش کی جماعت! میں نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دے دی ہے اس لیے تم میں سے کوئی ان کی اہانت نہ کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکن تک تشریف لے گئے اور استلام کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر گھر تشریف لے آئے اور گھر میں داخل ہونے تک مطعم بن عدی کے لڑکے ہتھیار سے مسلح آپؐ کے ساتھ رہے۔

معراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پھر مسجد حرام سے لے کر بیت المقدس تک براق پر سوار ہو کر حضرت جبریل علیہ السلام کی رفاقت میں آپؐ کو جسمانی سیر کرائی گئی۔ آپ وہاں اترے اور تمام انبیاء علیہم السلام کو امام بن کر نماز پڑھائی اور مسجد اقصیٰ کے دروازے پر براق باندھ دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپؐ بیت لحم میں اترے اور وہاں نماز پڑھی لیکن یہ قول درست نہیں۔ پھر اسی رات بیت المقدس سے آسمان دنیا کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کے لیے اجازت چاہی، دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں آپ نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا انہیں سلام کیا، انہوں نے مرحبا کہا اور سلام کا جواب دیا اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا اور اپنی دائیں جانب سعید ارواح اور بائیں جانب شقی ارواح کا (منظر) دکھایا۔

پھر آپ (جبریل) کے ہمراہ دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور انہوں نے آپؐ کے لیے دروازہ کھلوایا وہاں آپؐ نے یحییٰ بن زکریا اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کو دیکھا، ان سے ملاقات فرمائی اور انہیں سلام کیا انہوں نے بھی جواب دیا اور مرحبا کہا اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔

پھر آپ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا، مرحبا کہا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر آپؐ چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا۔ انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور مرحبا کہا اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر آپ پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں ہارون بن عمران علیہ السلام کو دیکھا ان سے علیک سلیک ہوئی انہوں نے بھی مرحبا کہا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا، پھر آپ چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے (سلام کا جواب دے کر) مرحبا کہا۔ اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔

جب آپ آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رو پڑے۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ ــــــــــ کیوں رو دیے! وہ فرمانے لگے کہ میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میرے بعد ایک جوان کو نبی بنایا گیا اور اس کی امت میری امت سے بہت زیادہ تعداد میں جنت میں داخل ہوگی۔

اس کے بعد آپ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دے کر مرحبا کہا۔ اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر آپؐ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ اس کے بعد بیتِ معمور تک پہنچایا گیا اور اس کے بعد آپ کو اللہ جل جلالہ کے دربارِ اعلیٰ میں لے جایا گیا۔ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے قریب ہو گئے۔ حتیٰ کہ دو کمان یا اس سے بھی کم فرق رہ گیا۔ پھر اللہ نے آپؐ کو حکم بھیجا جو چاہا اور آپ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ چنانچہ آپ لوٹے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے انہوں نے دریافت کیا کہ کیا حکم ہوا؟ آپؐ نے فرمایا پچاس نمازوں کا، وہ کہنے لگے کہ آپ کی امت کو اس کی استطاعت نہ ہوگی، آپؐ اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف التفات فرمایا گویا ان سے مشورہ چاہتے ہوں۔ انہوں نے بھی اشارہ کیا کہ ہاں اگر آپؐ کی خواہش ہو۔ آخر آپ جبریل علیہ السلام کے ساتھ دوبارہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور وہ وہیں تھا۔ بعض طرق میں یہ بخاری کے الفاظ ہیں (اللہ) نے دس نمازیں معاف فرما دیں۔ پھر آپ اترے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے اور انہیں خبر دی انہوں نے فرمایا کہ اپنے پروردگار کے حضور پھر جائیے اور تخفیف کی درخواست کیجئے۔ اس طرح آپؐ موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان آتے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اب بھی واپس جانے اور تخفیف کی درخواست کرنے کا مشورہ دیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے بلکہ اب تو میں راضی ہو گیا اور تسلیم کر لیا[1]۔ جب آپ چلے تو ندا کرنے والے نے ندا کی اور کہا کہ میں نے اپنا فریضہ دے لیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔

صحابہؓ کا اختلاف رائے

صحابہ کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے اس شب کو پروردگار کی زیارت کی یا نہیں۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا۔ ایک قول یہ بھی ان سے منقول ہے کہ قلب سے دیکھا۔

حضرت عائشہ اور ابن مسعودؓ کا انکار بھی ثابت ہے۔ ان دونوں نے فرمایا ہے کہ ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتھیٰ سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں اور حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے رب تعالیٰ کو دیکھا تو آپ نے فرمایا، میں نے ایک نور دیکھا ہے۔ یعنی میرے اور اس کی رویت کے درمیان ایک نور حائل ہو گیا۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے نور دیکھا اور عثمان بن سعید داری نے عدم رویت پر صحابہؓ کا اتفاق نقل کیا ہے۔

---

[1] میرے نزدیک تخفیف نماز کی یہ روایت اگرچہ بخاری کی روایت کردہ ہے مگر محل نظر ہے۔ مدرحقیقت یہ روایت ان اسرائیلیات میں سے ہے جو کسی نہ کسی طرح اسلامی اخبار وروایات میں داخل ہو گئی ہیں۔

اس روایت کا ماحصل کیا ہے؟

یہ کہ حضرت موسیٰ، آنحضرت سے زیادہ دور اندیش تھے، آپؐ فخر رسل اور خاتم انبیا ہونے کے باوجود ان کی رائے کے مطابق بار بار خدا کے پاس تخفیف نماز کی استدعا کے کر حاضر ہوتے۔ یہ بات مزاج نبوتؐ کے یکسر منافی ہے۔

آپؐ کے شوق عبادت کا یہ عالم تھا کہ عبادت کرتے کرتے پائے مبارک متورم ہو جاتے تو لوگ کہتے آپ تو معصوم ہیں آپ کیوں یہ تکلیف اٹھاتے ہیں آپ جواب دیتے:

کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

ایسا نبی خدا کے پاس تخفیف نماز کی استدعا لے کر جا سکتا تھا! کلا ثم کلا۔ (رئیس احمد جعفری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ ابن عباس کا قول ہے کہ آپؐ نے رب تعالیٰ کو دیکھا اور آپؐ نے قلب سے دیکھا" آپس میں متضاد نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار تبارک وتعالیٰ کو دیکھا لیکن یہ واقعہ شب اسرا کا نہیں بلکہ یہ واقعہ مدینہ میں پیش آیا جبکہ آپ کی صبح کی نماز قضا ہو گئی۔ پھر آپؐ نے رب تعالیٰ کی خواب میں زیارت کی خبر دی۔ اسی بناء پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الحقیقت دیکھا اور رویت انبیاء حق ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ نے دو آنکھوں سے بیداری میں دیکھا اور جس نے ان سے ایسا قول نقل کیا ہے۔ اسے غلط فہمی ہوئی چونکہ امام احمد نے ایک بار فرمایا: کہ آپ نے دیکھا ایک بار فرمایا کہ آپ نے روحانی طور پر دیکھا تو اس لیے ان سے دونوں قول منقول ہو گئے۔ امام احمد سے ایک تیسرا قول بھی منقول ہے کہ آپ نے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ لیکن یہ ان کے بعض اصحاب کے تصرف کا نتیجہ ہے۔ امام احمد کی نصوص موجود ہیں لیکن ان میں یہ قول نہیں ملتا۔

خبرِ معراج کا کفار پر ردِ عمل

جب صبح ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو خبر دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو یہ عظیم آیات دکھائیں۔ انہوں نے سختی سے تکذیب کی اور انتہائی شدت سے ایذا دہی اور ضرر رسانی پر اتر آئے اور آپ سے مطالبہ کرنے لگے کہ بیت المقدس کا حلیہ بیان کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے ظاہر کر دیا کہ آپ نے اسے دیکھا اور اس کی تمام علامت بتانی شروع کیں اور وہ لوگ کسی بھی بات کو رد نہ کر سکے نیز ان کے سامنے راستہ میں اور واپسی پر ایک قافلے کا ذکر بھی کیا اور اس قافلے کے پہنچنے کا وقت بھی بتا دیا اور سب سے اگلے اونٹ کا پتہ بھی بتایا۔ اب معاملہ ایسا ہی تھا، جیسے آپ نے فرمایا تھا لیکن اس کے باوجود ان کی نفرت بڑھتی گئی اور ظالم لوگ انکار پر مصر رہے۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ مدینہ روانگی سے ایک سال قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس اور پھر آسمان کی طرف معراجِ روحانی کرایا گیا اور ابن عبد البرؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہجرت اور معراج کے درمیان ایک سال دو ماہ کا وقفہ تھا اور معراج ایک بار ہوا۔ ایک قول میں دو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ ہوا ایک بار بیداری میں اور ایک بار خواب میں۔ اس قول کے حاملین کا خیال یہ ہے کہ حدیث شریک اور آپ کے فرمان: پھر میں بیدار ہو گیا" اور دوسری تمام روایات کو جمع کر سکیں۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ (اسراء) دو بارہ ہوا۔ وحی سے قبل ایک بار جیسے حدیث شریک ہی مذکور ہے اور یہ وحی سے قبل کا ذکر ہے اور ایک بار وحی کے بعد جیسا تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

بعض نے کہا تین بار یہ واقعہ پیش آیا ایک بار وحی سے قبل اور دو بار وحی کے بعد حالانکہ یہ تمام خبط ہے اور ارباب نقل کے ظاہر پرست ضعفاء کا کارنامہ ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ قصہ (معراج) میں بعض الفاظ دوسری روایات کے سیاق کے خلاف پڑتے ہیں۔ تو انہوں نے اسے ایک مرتبہ اور ہونا قرار دے دیا۔ اس کے بعد جوں جوں اختلاف روایات محسوس کیا (معراج) کے مزید واقعات مانتے چلے گئے اور صحیح وہی ہے کہ جس پر ائمہ حدیث متفق ہیں کہ واقعہ اسراء بعثت کے بعد اور ایک ہی بار ہوا۔

ہجرت کے متعلق جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء اور اعداء کے درمیان فرق کرنے کا سبب قرار دیا۔ اور جس سے اپنے دین کو غالب کرنے، اپنے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی ابتداء فرمائی۔

زہری فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن صالح سے انہیں عاصم بن عمر قتادہ اور یزید بن رومان وغیرہ سے روایت ملی۔ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے ابتدائی ایام میں تین سال تک مکہ میں چھپ کر کے رہے۔ پھر چوتھے سال اعلان عام کیا اور لوگوں کو دس سال تک دعوت اسلام دی۔ حج کے موسم پر حجاج کی قیام گاہوں پر تشریف لے جاتے نیز عکاظ، مجنۃ، ذی المجاز کے موسمی تہواروں پر بھی آپ تشریف لے جاتے اور دعوت اسلام دیتے اور اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچاتے (اور فرماتے کہ اگر تم نے قبول کر لیا) تو جنت ملے گی لیکن کوئی بھی آپ کی صدا پر لبیک نہ کہتا نہ حمایت پر تیار ہوتا۔ آخر آپ قبائل کے نام دریافت فرماتے اور ایک ایک قبیلہ کی قیام گاہ کا پتہ چلاتے اور فرماتے۔

اے لوگو! کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اللہ کے سوا کوئی معبود کارساز نہیں) تم عرب کے بادشاہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن جاؤ گے اور عجم کے لوگ تمہارا دین اختیار کریں گے اور جب تم ایمان لاؤ گے تو جنت میں بھی سردار ہو گے۔ ابولہب آپ کے پیچھے رہتا اور کہتا۔

ابولہب کی ایذار سانیاں

خبردار اس شخص کی اطاعت نہ کرنا۔ یہ صابی اور کذاب ہے چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شدت سے انکار کر دیتے اور آپ کو ایذائیں دیتے اور کہتے کہ تیرا خاندان اور قبیلہ تجھے خوب جانتا ہے (اس لیے) انہوں نے تیری اتباع نہیں کی اور آپ انہیں اللہ کی دعوت دیتے چلے جاتے اور کہتے، اے اللہ اگر تو چاہتا تو یہ ایسے نہ ہوتے۔ راوی کہتے ہیں کہ جن قبائل کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوت و تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ بنو عامر بن صعصعہ، محارب بن حفصہ، فزارۃ، غسارہ، مرۃ، حنیفہ، سلیم، عبس، بنو نصر، بنو لکا، کندہ، کلب، حارث بن کعب، عذرۃ اور قبیلہ حضرمی، لیکن ان میں سے کسی نے دعوت اسلام قبول نہ کی۔

اہل مدینہ کی آپؐ کی طرف رغبت اور قبولِ اسلام

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی نصرت کے لیے بھی انتظامات کر رکھے تھے۔ اوس اور خزرج مدینہ میں دو قبائل تھے جو یہودیوں میں سے اپنے دوستوں کے ذریعے اکثر سنتے رہتے ہیں کہ اس زمانے کے اندر ایک نبی مبعوث ہوگا ہم اس کا اتباع کریں گے اور عاد وارم کی طرح تمہیں قتل کریں گے۔ اب عرب لوگوں کی طرح انصار بھی کعبہ مشرفہ کا حج کیا کرتے تھے۔ جب انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کے احوال کا بغور مطالعہ کیا اور بعض انصاری کہنے لگے کہ اللہ کی قسم لوگو جانتے ہو! یہی وہ شخص ہیں جن کا نام لے کر مدینہ کے یہودی تمہیں دھمکایا کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم پر سبقت لے جائیں۔

سوید بن صامت اوس کا ایک آدمی تھا جو مکہ آیا ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعوت دی اس نے نہ انکار کیا نہ اقرار کیا۔ آخر انس بن رافع، ابوالحیس بن عبدالاشہل کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند نوجوانوں کے ہمراہ حلف کے لیے آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔
ایاس بن معاذ جو ایک نوجوان تھا، کہنے لگا اے قوم، اللہ کی قسم ہم جس کام کے لیے آتے ہیں اس سے یہ اسلام بہتر ہے۔ ابوالجیس نے اسے جھڑک دیا وہ خاموش ہو گیا۔ پھر ان کا حلف بھی مکمل نہ ہو سکا۔ اور وہ واپس مدینہ چلے گئے۔

بیعت عقبۂ اولیٰ

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کے موقع پر مقام عقبہ پر انصار کے چھ آدمیوں سے ملے جو خزرج کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جن کے نام یہ ہیں:۔ ابوامامہ اسعد بن زرارہ، عوف بن حرث، رافع بن مالک، قطبہ بن عامر، عقبہ بن عامر، جابر بن عبداللہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور مدینہ واپس چلے گئے۔ وہاں انہوں نے اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی اور وہاں بھی اسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ کوئی گھر ایسا نہ رہا کہ جہاں اسلام داخل نہ ہوا۔ اگلے برس بارہ آدمی حاضر ہوئے جابر بن عبداللہ کے علاوہ چھ پہلے تھے۔ نیز ان کے ہمراہ معاذ بن حرث بن رفاعہ جو عوف مذکورہ کا بھائی تھا اور ذکوان بن عبدالقیس بھی حاضر ہوا اور ذکوان مکّہ میں ہی ٹھہر گیا۔ اس نے بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ چنانچہ ان کو مہاجر انصاری کہا جاتا ہے۔

نیز عبادہ بن صامت، یزید بن ثعلب، ابوالہیثم بن تیہان، عویمر بن مالک۔ یہ بارہ تھے۔
ابوزبیر نے حضرت جابر سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ایام میں لوگوں کی قیام گاہوں پر تشریف لے جاتے۔ مجنہ، عکاظ وغیرہ کے تہواروں میں بھی جاتے اور فرماتے کون ہے جو مجھ پر ایمان لائے، میری حمایت و نصرت کرے حتیٰ کہ میں اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دوں، اسے جنت ملے گی۔
لیکن کسی کو حامی و ناصر نہ پاتے، معاملہ یہاں تک آن پہنچا تھا کہ کوئی آدمی مصر یا یمن سے اپنے قرابت داروں سے ملنے آتا تو آپ کی قوم اس کے پاس آتی اور کہتی۔
دیکھنا بچنا، قریش کا نوجوان تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دے۔ آپ ان لوگوں میں تشریف لے جاتے اور انہیں دین کی دعوت دیتے اور قریش آپ کی طرف انگلیوں سے اشارے کر رہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یثرب سے لوگ بھیجے۔ ان میں سے ایک آدمی آتا اور ایمان لاتا پھر آپ اس کے سامنے قرآن پاک پڑھتے۔ وہ واپس لوٹ جاتا اور اس کے اسلام کے باعث اس کے گھر والے بھی مسلمان ہو جاتے حتیٰ کہ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں مسلمانوں کی ایک جماعت نہ پائی جاتی ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی طرف بھیجا۔ ہم جمع ہوئے اور عقبہ کے مقام پر ہم نے بیعت کی۔ آپ کے چچا حضرت عباس نے کہا۔

اے میرے بھتیجے! میں اس قوم کو کچھ (قوی) نہیں سمجھتا جو تیرے پاس آتے ہیں۔ میں اہل یثرب کو خوب جانتا ہوں۔ پھر ایک دو آدمی آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت عباس ان کے چہروں پر غور سے دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم اس قوم کو نہیں جانتے یہ نئے ہیں۔

ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم کس بات پر آپ کی بیعت کریں!

آپ نے فرمایا ہر حالت میں سننے اور اطاعت کی۔ خوشی اور سستی میں، تنگی و فراخی میں اللہ کے لیے خرچ کرنے پر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اس بات پر کہ تم اللہ کی اطاعت کرو اور ملامت سے نہ ڈرو اور اس پر کہ جب میں تمہارے ہاں آجاؤں تو میری نصرت کرو اور جس سے تم اپنی جانوں، اپنی بیویوں اور اولاد کو بچاتے ہو۔ اسے مجھ سے بھی ہٹاؤ پھر تمہارے لیے جنت ہے۔

اسعد بن زرارہ کا انتباہ

ہم بیعت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اسعد بن زرارہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ اے اہل یثرب ٹھہرو! ہم ان کی طرف اونٹوں پر بار بار نہیں آئے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ اللہ کا رسول ہے اور آج اس کا نکالنا تمام عرب کی مفارقت تمہارے بڑوں بڑوں کے قتل اور تمہارے ساتھ تلواروں سے جنگ کے برابر ہے۔ اب اگر تم اس بات پر استقلال (صبر) دکھا سکتے ہو۔ تو بیعت کر لو اور تمہارا اجر اللہ کے ہاں ہوگا۔ اور اگر تمہیں اپنے آپ کا ڈر ہے تو بے شک اللہ کے ہاں تمہارا عذر ہے۔

اسلام مدینہ میں

وہ کہنے لگے اے اسعد ہم سے اپنا ہاتھ ہٹائیے ہم اس بیعت سے نہیں ہٹیں گے۔ پھر ہم ایک ایک کر کے اٹھے اور آپ نے ہم سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدہ لے کر جنت کی خوشخبری عطا فرمائی اس کے بعد یہ لوگ مدینہ واپس چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ عمرو بن ام مکتوم اور معصب بن عمیر دو صحابی بھیجے جو مسلمان ہوئے۔ یہ دونوں صحابی انہیں قرآن مجید کی تعلیم دیتے اور اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے۔ چنانچہ یہ دونوں صحابی ابی امامہ اسعد بن زرارہ کے ہاں ٹھہرے جب یہ چالیس کی تعداد کو پہنچ گئے تو معصب بن عمیر ہی ان کو جمع کرتے اور امامت کے فرائض انجام دیتے۔ آخر ان دونوں صحابیوں کے ہاتھ پر کثیر تعداد میں لوگ اسلام لائے: اسید بن حضیر اور اسعد بن معاذ انہی میں شامل ہیں۔ نیز ان دونوں کے اسلام لانے پر بنی عبدالاشہل کے تمام مردوں اور عورتوں نے سوائے عمرو بن ثابت بن وقس کے اسلام قبول کیا۔ عمرو بن ثابت یوم احد کو اسلام لایا اور اس وقت جہاد میں شریک ہوا اور ایک بھی سجدہ کرنے سے پہلے شہادت پائی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عمل قلیل تھا اور اجر کثیر

پھر مدینہ میں اسلام پھیل گیا اور غالب ہونے لگا۔ اس کے بعد معصب مکہ واپس آ گئے۔ اور اس سال حج کے موقع پر کثرت سے انصاری مسلمان شریک ہوئے، مشرکین اور براء بن معرور کا سردار حاضر خدمتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔ عقبہ کی آخری رات جب رات کا ابتدائی ثلث گزر چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تہتر مرد اور دو عورتیں حاضر ہوئیں نے اپنی قوم اور مکہ کے کفار سے پوشیدہ طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تاکہ یہ لوگ جس بات سے اپنی عورتوں، بچوں اور بڑوں کی حفاظت کرتے ہیں آپ کی بھی حفاظت کریں اس رات کو سب سے پہلے براء بن معرور نے بیعت کی، جب اس نے بیعت کی تو اس کا ہاتھ سفید تھا اس نے آپ کی طرف جلدی کی اور حضرت عباس اس کی بیعت کو مؤکد کرنے کے لیے تشریف لائے۔ اس وقت یہ اپنی قوم کے دین پر تھے اور اس رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے بارہ کا انتخاب فرمایا جن کے اسمائے مبارک حسب ذیل ہیں:۔

اسعد بن زرارہ، سعد بن ربیع، عبداللہ بن رواحہ، رافع بن مالک، براء بن معرور، عبداللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عمرو بن حرام جو حضرت جابر کے والد تھے اور اسی رات کو یہ اسلام لائے تھے۔ سعد بن عبادۃ منذر بن عمرو اور عبادہ بن صامت یہ مذکورہ حضرات تو قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے اور تین افراد قبیلہ اوس سے انتخاب فرمائے، اسید بن حضیر، سعد بن خیثمہ اور رفاعہ بن عبد المنذر۔ ایک قول میں رفاعہ کی جگہ ابو الہیثم بن تیہان کا نام لیا گیا ہے۔ دو عورتیں یہ تھیں: ام عمارۃ نسیبہ بنت کعب بن عمرو اور یہی وہ عورت ہیں کہ جن کے لڑکے حبیب بن زید کو مسیلمہ نے شہید کیا تھا اور دوسری عورت اسماء بنت عمرو بن عدی تھیں۔

جب یہ بیعت مکمل ہو گئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ سے اجازت چاہی کہ کیا اہلِ عقبہ پر اپنی تلوار سے مسلح ہو کر حملہ کر دیں؟ آپ نے انہیں اس بات کی اجازت نہ دی۔ اور شیطان اہلِ عقبہ کو سنانے کے لیے چلایا۔ جیسے دور سے آواز آ رہی ہو۔ اے اہل خاسب تمہیں معلوم ہے کہ محمد اور اس کے صابی ساتھی تمہارے خلاف جنگ کرنے کے لیے جمع ہو چکے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے اللہ کے دشمن میں تیرے لیے ضرور فارغ ہوں گا۔

اہل مدینہ کے قبول اسلام پر قریش کا اضطراب

پھر آپ نے حکم دیا کہ اپنے اپنے رحال میں چلے جاؤ، چنانچہ جب صبح ہوئی تو قریش کے بڑے بڑے سردار قبائل انصار کے پاس آئے اور کہنے لگے اے قوم خزرج! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم گزشتہ رات ہمارے اس آدمی (حضرت محمدؐ) سے ملے ہو اور تم نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ تم نے ہمارے مقابلہ میں لڑنے کی بیعت کر لی ہے۔ اللہ کی قسم، عرب میں کوئی قبیلہ ایسا نہیں کہ جو ہمیں اس سے زیادہ مبغوض ہو۔

چنانچہ خزرج کے مشرکین کھڑے ہوئے اور انہوں نے یقین دلانے کی خاطر قسمیں کھانے لگیں۔ کہ نہ یہ بات تھی اور نہ ہمیں اس کا علم تھا۔

اور عبداللہ بن ابی کہنے لگا کہ یہ غلط ہے۔ یہ بات ہی نہ تھی اور میری قوم اس جیسے آدمی سے مبتلائے فتنہ نہیں ہو سکتی۔ اور اگر میں یثرب میں ہوتا کہ میری قوم میرے مشورے کے بغیر ایسی بات نہ کرتی۔ چنانچہ قریش لوٹ کر چلے گئے اور براء بن معرور نے کوچ کیا اور وادی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاجح میں اپنی مسلمان قوم سے جا ملا۔ قریش نے بھی انہیں تلاش کیا اور سعد بن عبادہ کو پکڑ لیا اور ان کے ہاتھوں کو ان کی گردن کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور مارنے اور گھسیٹنے لگے اور ان کے بال نوچنے لگے، یہاں تک کہ انہیں مکہ لے آئے۔ آخر مطعم بن عدی اور حرث بن حرب بن امیہ آئے اور انہوں نے ان کو چھڑایا۔ جب انصار نے انہیں نہ پایا تو آپس میں واپس جانے کے لیے مشورہ کیا۔ ابھی مشورہ کر رہے تھے کہ سعد ان کے پاس واپس پہنچ گئے اور سب انصاری واپس مدینہ چلے گئے۔

مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کی اجازت

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ سب سے پہلے ابو سلمۃ بن عبدالاسد اور ان کی بیوی سلمۃ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ لیکن ام سلمۃ کو روک دیا گیا اور ایک سال تک محبوس رکھا گیا۔ نیز ان کا بچہ بھی ان سے الگ کر دیا گیا۔ ایک سال کے بعد یہ اپنے بچے کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئیں۔

اس کے بعد لوگ کثرت سے یکے بعد دیگرے مدینہ جانے لگے آخر مکہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکرؓ اور علیؓ کے سوا کوئی مسلمان نہ رہا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

اہل مدینہ کا جوش و خروش کے ساتھ والہانہ استقبال

مشرکین کی چال جب مشرکین نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مدینہ جا چکے اور اپنے بیوی، بچوں اور مال و دولت کو لے کر اوس اور خزرج کے پاس پہنچ چکے ہیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ مدینہ ان کے لیے ایک جائے امن بن چکا ہے۔ اور ویسے بھی اہلِ مدینہ شوکت و سطوت کے مالک ہیں تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ بھی وہیں تشریف نہ لے جائیں۔ ایسا ہوا تو یہ معاملہ سنگین صورت اختیار کر لے گا۔ چنانچہ وہ دارالندوہ (مشورت خانہ) میں جمع ہوئے اس موقع پر وہاں کے حل و عقد میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہ تھا۔ کہ آپ کے بارے میں صلاح کی جائے۔ نیز ان کا بڑا "ابلیس" بھی ایک نجدی بوڑھے کی صورت اختیار کر کے کمبل اوڑھے شریک ہوا۔ ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خوب تبادلہ خیالات کیا۔ ہر آدمی اپنی رائے پیش کرتا لیکن یہ بوڑھا ابلیس اسے رد کر دیتا اور اس پر رضامندی ظاہر نہ کرتا۔

آخر ابوجہل کہنے لگا۔ میرے ذہن میں ایک ایسی اسکیم آئی ہے۔ جس تک ابھی تمہارا ذہن نہیں پہنچ سکا۔

کہنے لگے: وہ کیا ہے؟

اس نے جواب دیا، میرا خیال ہے کہ ہم قریش کے ہر قبیلہ کا ایک مضبوط اور نوجوان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پھر انہیں تیز تلواریں دیں اور وہ یکبارگی ایک آدمی کی طرح محمد پر ٹوٹ پڑیں۔ اس طرح ان کا خون قبائل میں منقسم ہو جائے گا۔ اس کے بعد بنی عبد المناف کی کچھ سمجھ میں نہ آئے گا کہ اب کیا کیا جائے؟ کس سے انتقام لیں؟ کیونکہ تمام قبائل سے دشمنی مول لینا ان کے لیے محال ہو گا آخر ہم سب مل کر ان کی دیت ادا کر دیں گے۔

بڑھا ابلیس کہنے لگا اس نوجوان نے کیا خوب کہا، خدا کی قسم رائے ہے تو یہ ہے۔

کہتے ہیں کہ اس عہد کے بعد یہ لوگ منتشر ہو گئے۔

پھر حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے وحی لے کر حاضر ہوئے اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور فرمایا کہ آج رات آپ اپنے بستر میں نہ سوئیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو چہرہ ڈھانکے حضرت ابوبکر کے ہاں تشریف لائے یہ تشریف آوری بالکل خلاف معمول تھی۔

آپ نے فرمایا تمہارے ہاں جو آدمی ابھی ہو اسے باہر کر دو۔

انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ آپ کے گھر کے ہی لوگ ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں سے ہجرت کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا مجھے شرف رفاقت حاصل ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں!

حضرت ابوبکر نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میرے پاس دو سواریاں ہیں ایک قبول فرمایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیمت دے کر لوں گا! اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا آج کی رات تم میرے بستر پہ سو جاؤ۔

قریش کے لوگ جمع ہو کر دروازے کی نگرانی کرنے لگے کہ موقع پاتے ہی ٹوٹ پڑیں۔ یہ باہم مشورہ کرنے لگے کہ کون سب سے بڑا بدبخت اور شقی ہو گا۔ جو یہ کام (قتل محمد) انجام دے گا!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آں حضرتؐ کا مقصدِ ہجرت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے میدان سے مٹی کی ایک مٹھی لی اور اسے اُنکے سر کی طرف پھینکا، کیفیت یہ تھی کہ وہ آپ کو دیکھ نہیں رہے تھے اور آپ یہ ایک آیت تلاوت فرما رہے تھے۔

وجعلنا من بين ايديهم سدا ومن خلفهم سدا فاغشيناهم فهم لا يبصرون۔ یعنی، اور ہم نے ان کے سامنے آڑ کر دی اور ان کے پیچھے آڑ۔ پس ہم نے ان پر بے ہوشی طاری کر دی کہ وہ دیکھ نہ سکتے تھے۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر کی طرف تشریف لے گئے۔ بعدازاں دونوں خانۂ صدیق کے ایک خیمہ سے باہر نکلے۔ اس اثنا میں ایک آدمی آیا اور آپ کے دروازے پر لوگوں کو دیکھا تو پوچھا: کس کا انتظار کر رہے ہو؟

جواب ملا محمد کا!

وہ کہنے لگا تم نامراد و ناکام رہے۔ اللہ کی قسم وہ تمہارے قریب سے گزر کر جا چکے ہیں اور تمہارے سر پر مٹی ڈال کر گئے ہیں، وہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نے انہیں نہیں دیکھا اور اپنے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے اُٹھے۔

ان کے نام جو آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آئے تھے یہ ہیں!۔ ابو جہل، ابو لہب ابی بن خلف اور حجاج کے دونوں لڑکے بنیہ اور منبہ۔ حکم بن عاص، عقبہ بن ابی معیط، نضر بن حارث، امیہ بن خلف، زمعہ بن اسود، طعیمہ بن عدی۔

حضرت علیؓ اور کفار قریش

جب صبح ہوئی تو حضرت علی بستر سے اٹھے۔ کفار نے علیؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا انہوں نے جواب دیا، میں کیا جانوں!

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ غارِ ثور کی طرف تشریف لے گئے اور اس میں داخل ہو گئے۔ مکڑی نے دروازے پہ جالا تن دیا اور عبداللہ بن اریقط لیثی کو جو راہ نما تھا۔ اجرت پر لے لیا گیا وہ قریش کے دین (شرک) پر تھا لیکن اس سلسلہ میں امین تھا۔ آپ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے دونوں سواریاں اس کے حوالے کیں اور تین روز کے بعد غار ثور پر ملنے کا وعدہ فرمایا قریش نے جستجو میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، انہیں قافہ تک بھی سہنا پڑا۔ آخر غار کے دروازے پر پہنچ گئے۔ اور وہاں ٹھہر گئے صحیحین میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اگر کسی آدمی نے اپنے قدموں تلے دیکھ لیا تو ہم نظر آ جائیں گے۔ آپ نے عرض کیا اے ابوبکرؓ تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے کہ جن کا تیسرا رفیق اللہ ہے۔ غم مت کرو کیونکہ اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے اور حالت یہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر بالائے سران کی باتیں سن رہے تھے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کا معاملہ کفار پر پوشیدہ کر دیا۔ عامر بن فہیرہ بکریاں چرانے کے بہانے آپ کے پاس آیا کرتا اور مکہ کی خبریں سن کر آپ کو اطلاع کر دیا کرتا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم نے انتظام سفر کیا اور ایک چمڑے کی تھیلی میں آپ کا زاد راہ رکھ دیا۔ پھر اسماءؓ بنت ابی بکر نے اپنے نطاق (کمر بند) کا ایک ٹکڑا پھاڑ کر تھیلی میں اس سے باندھ دیا اور دوسرا حصہ پھاڑ کر مشک کا منہ باندھ دیا۔ اسی وجہ سے یہ ذات النطاقین کے نام سے مشہور ہوئیں۔ اور مستدرک حکم میں حضرت عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے ہمراہ نکلے۔ حضرت ابوبکر کبھی آپ کے سامنے چلتے اور کبھی پیچھے چلنا شروع کر دیتے آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سبب دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے ڈر ہوتا ہے کہ پیچھے سے کوئی آنہ رہا ہو تو میں آپ کے پیچھے چلتا ہوں، پھر خطرہ ہوتا ہے کہ سامنے سے کوئی نہ آن دھمکے۔ چنانچہ آپ کے آگے آگے چلنے لگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ اگر کوئی تکلیف آئے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میری بجائے تم اس سے دوچار ہو؟ انہوں نے جواب دیا: بے شک اقسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

جب غار پر پہنچے، ابوبکر نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ذرا اپنی جگہ پر رہیے میں آپ کے لیے غار صاف کر لوں (ابوبکرؓ اندر گئے اور اسے صاف کیا اور جب اوپر آنے لگے۔ پھر یاد آیا کہ ابھی تک سوراخوں کو صاف نہیں کیا، اس لیے پھر عرض کیا: اے اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رسول ٹھہرئیے میں سوراخوں کو بھی صاف کرلوں۔ پھر اندر گئے اور سوراخوں کو بھی صاف کیا اس کے بعد عرض کیا اے اللہ کے رسول اندر تشریف لائیے پھر دونوں اندر داخل ہو گئے۔ اور غار میں تین راتیں ٹھہرے۔ یہاں تک کہ قریش کی تلاش ختم ہو گئی۔ اس کے بعد عبداللہ بن اریقط دونوں سواریاں لے کر حاضر ہو گیا اور سفر شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور رہنما ان کے سامنے چلنے لگا اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کر رہا تھا۔ اور ان کی رفاقت میں تھا۔ سفر کرنے اور منزل پر اترنے میں اللہ کی نصرت شامل تھی۔

جب کفار انہیں گرفتار کرنے سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے آپ کی اور ابوبکر کی گرفتاری کا انعام مقرر کر دیا، چنانچہ لوگوں نے سرگرمی سے تلاشی شروع کر دی اور اللہ تو اپنے امور پر غالب ہے۔ جب آپ بنی مدلج کے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے تو قبیلے کے ایک آدمی نے آپ کو دیکھ لیا اور اپنے قبیلہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میں نے ساحل پر ایک سایہ سا دیکھا ہے اور یہ محمد اور اس کے اصحاب کے سوا اور کوئی نہیں۔ سراقہ بن مالک سارا معاملہ سمجھ گیا اس نے چاہا کہ وہ گرفتار کرے کہنے لگا نہیں بلکہ یہ تو فلاں فلاں آدمی ہیں جو اپنے کسی کام سے گئے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہرا۔ اس کے بعد اٹھ کر اپنے خیمہ میں چلا گیا اور اپنے خادم سے کہنے لگا کہ خیمے کے پیچھے سے گھوڑا نکال دو، میں ٹیلے کے پیچھے تمہیں ملوں گا۔ پھر اس نے نیزہ لیا اور اسے نیچا کر کے زمین پر لکیریں ڈالتا چل پڑا۔ جب وہ قریب ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سننے لگا۔ ابوبکر بار بار پیچھے مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی جانب التفات نہ فرماتے۔

سراقہ بن مالک کا تعاقب

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول یہ سراقہ بن مالک ہم تک آن پہنچا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بد دعا فرمائی۔ چنانچہ اگلے گھوڑے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ وہ کہنے لگا مجھے معلوم ہے جس جرم کی مجھے سزا ملی ہے یہ آپ کی بد دعا کا نتیجہ ہے میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے، میں عہد کرتا ہوں کہ لوگوں کو آپ کی (تلاش) سے واپس کر دوں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور وہ آزاد ہو گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے سند خوشنودی مرحمت فرمایئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے چمڑے کے ٹکڑے پر آپ کے حکم سے تحریر لکھ دی۔

فتح مکہ تک یہ تحریر سراقہ کے پاس موجود تھی اس دن وہ تحریر لے کر حاضر ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صلہ عطا فرمایا اور فرمایا: آج وفا اور بھلائی کا دن ہے۔

سراقہ نے سند خوشنودی لے کر آپ کی خدمت میں زادِ راہ اور دو سواریاں پیش کیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہمیں ان کی ضرورت نہیں بلکہ دشمن کی جستجو کو ناکام بنا دو وہ کہنے لگا آپ مطمئن رہیں اور واپس چلا گیا اور دیکھا کہ لوگ آپ کی تلاش میں ہیں کہنے لگا میں تمہارے لیے خبر لایا ہوں اور تمہیں اطمینان ہونا چاہیے کہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ یہ شخص دن کی ابتدا میں آپ کے خلاف تھا اور دن کے آخر میں آپ کا جانثار بن چکا تھا۔

مدینہ کے راستے میں آپ کا ایک معجزہ

پھر آپ چلتے رہے یہاں تک کہ ام معبد خزاعیہ کے خیموں کے پاس سے گزرے یہ ایک توانا عورت تھی اور خیمے کے صحن میں بیٹھی ہوتی اور جو گزرتا اسے کھلاتی پلاتی۔ آپ نے پوچھا تمہارے ہاں کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے عرض کیا اللہ کی قسم اگر ہمارے یہاں کچھ ہوتا تو ہم آپ کی مہمان نوازی سے محروم نہ رہتے۔ بکری کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے کے ایک طرف ایک بکری دیکھی آپ نے فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے عرض کیا کمزوری کے باعث یہ بکری ریوڑ کے ساتھ نہیں جا سکی آپ نے دریافت فرمایا کہ اس کا دودھ ہے؟ اس نے عرض کیا یہ اس مرحلہ سے گزر چکی ہے۔

آپ نے فرمایا کیا تو مجھے اس کا دودھ دوہنے کی اجازت دیتی ہے؟ اس نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر آپ کو دودھ مل سکے تو آپؐ بے شک دوہ لیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کھیری پر ہاتھ پھیرا، اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لیا اور دعا فرمائی وہ قبول ہوئی اور بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ پھر آپ نے گھر والوں سے برتن طلب کیا اور اس میں دودھ نکالا۔ یہاں تک کہ جھاگ برتن پر چڑھ آیا۔ چنانچہ آپؐ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ام معبد کو دودھ پلایا اور وہ پی کر سیر ہو گئی اپنے اصحاب کو پلایا وہ بھی سیر ہو گئے۔ پھر آپ نے خود نوش فرمایا۔ اس کے بعد دوبارہ دودھ نکالا یہاں تک کہ برتن بھر گیا۔ پھر آپ وہاں سے آگے بڑھے اور مدینہ کی طرف تشریف لے چلے، کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اس کا شوہر ابو معبد دبلی پتلی بکریوں کو ہنکاتا آگیا جو کمزوری کے باعث گری پڑتی تھیں۔ جب اس نے دودھ دیکھا تو تعجب ہوا، پوچھا یہ کہاں سے ملا؟ جبکہ بکری بھی خشک ہو چکی ہے اور گھر میں دودھ بھی نہ تھا وہ کہنے لگی، اللہ کی قسم ہمارے ہاں سے ایک مبارک انسان کا گزر ہوا جس کی بات اس طرح تھی اور ایسے ایسے اس کے حالات تھے۔

آں حضرتؐ کا حلیہ اور شمائل

اس نے کہا، اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہی آدمی ہے۔ جسے قریش تلاش کر رہے ہیں۔ اے ام معبد ذرا ان کی صفت تو بیان کرنا۔ ام معبد نے فرمایا ــــــ چہرہ تاباں، اخلاق پاکیزہ اور ستھرے بڑے سر نے آپ کو بوجھل نہیں کیا اور چھوٹے سر نے آپ کو عیب دار نہیں کیا، قامت وصورت، حسین وجمیل، آنکھیں فراخ اور سیاہ، بال کافی اور کالے، آواز جاندار، گردن مسطح، خوبصورت، سرگمین، بلند قامت، اقرن (جس کی بھویں آپس میں ملی ہوں) خوب سیاہ بالوں والے، جب وہ خاموش ہوتے ہیں تو وقار چھا جاتا ہے اور جب کلام فرماتے ہیں تو حسن طاری ہو جاتا ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ جمیل، دور سے دیکھو تو زیادہ خوبصورت اور قریب سے دیکھو تو سب سے زیادہ حسین اور جمیل، شیریں کلام، بزرگ، جن کی زبان پر فضول اور واہیات باتیں نہیں آتیں۔ کلام کیا ہے، پروئی ہوئی کوڑیاں ہیں جو ترتیب سے گرتی ہیں کوئی آنکھ ان میں پستہ قدی کا عیب نہیں نکال سکتی اور نہ لمبے قد کا نقص تلاش کر سکتی ہے۔ وہ دو شاخوں کے درمیان ایک ایسی شاخ ہے جو سب سے زیادہ تر وتازہ اور حسین ہے۔ اس کے رفقاء اسے گھیرے رہتے ہیں۔ جب وہ بات کرتا ہے وہ سنتے ہیں اور جب حکم کرتا ہے تو فوراً تعمیل کرتے ہیں۔ مخدوم اور مطاع ہے، نہ تنگ نظر اور نہ بے مغز ہے۔

ابو معبد کہنے لگا: اللہ کی قسم یہی وہ آدمی ہے جس کے متعلق قریش باتیں کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے آپ کی مصاحبت کا ارادہ کر لیا ہے اور اگر مجھ سے یہ ہو سکا تو میں ضرور یہ کام کروں گا۔

مدینہ میں تشریف آوری اور استقبال

(دوسری طرف انصار کو معلوم ہو چکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کی طرف چل پڑے ہیں وہ ہر روز مدینہ سے نکل کر دوپہر تک آپ کا انتظار کرتے جب دھوپ تیز ہو جاتی تو اپنی عادت کے مطابق گھروں کو واپس آ جاتے۔ یہ بعثت کا تیرھواں سال ربیع الاوّل کے مہینے کی بارہ تاریخ منگل کا دن تھا۔ حسب عادت (انصار) باہر آئے جب سورج کی گرمی تیز ہو گئی واپس لوٹ آئے (اتفاق) سے یہود کا ایک آدمی کسی ضرورت کے پیش نظر مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر چڑھا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء کو دیکھا۔ جن کے آگے بڑھنے سے سراب زائل ہو رہا تھا۔ وہ (یہودی) زور سے چلایا۔ اے بنی قبیلہ یہ ہے وہ تمہارا سردار یہ تمہارا بزرگ ہے جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔

انصار نے جلدی سے ہتھیار سجا لیے۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کریں اور مرحبا اور تکبیر کی آوازیں بنی عمرو بن عوف میں گونجنے لگیں۔ مسلمانوں نے آپکی تشریف آوری کی خوشی کا خوشی میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے اور نبوت کی شان کے مطابق خوش آمدید کہا۔ چکر لگاتے ہوئے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا، آپؐ یکسر سکون وطمانیت تھے۔ اسی حالت میں وحی نازل ہوئی۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ

یعنی: پس بے شک اللہ تعالیٰ ہی اس کا رفیق اور جبریل اور نیک لوگ ایمان والے اور فرشتے اس کے مددگار ہیں۔

پھر آپ چل پڑے اور بنی عمرو بن عوف کے علاقے قباء میں اترے۔ آپ کلثوم بن ہدم کے پاس اترے ایک قول یہ ہے کہ سعد بن خیثمہ کے ہاں اترے پہلا قول زیادہ قوی ہے۔ چنانچہ آپ بنی عمرو بن عوف کے ہاں چودہ شب تک مقیم رہے اور یہاں مسجد قباء تعمیر کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کی پہلی مسجد، مسجد قباء نبوت کے بعد یہ پہلی مسجد تھی، جس کی آپ نے بنیاد رکھی۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ اللہ کے حکم کے مطابق سوار ہوئے۔ آخر بنی سالم بن عوف میں جمعہ کی نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے وادی کے درمیان کی مسجد میں (صحابہ) کو جمعہ پڑھایا۔ اس کے بعد سوار ہوئے، لوگوں نے اونٹنی کی مہار پکڑ لی۔ آپ نے فرمایا: اس کا راستہ چھوڑ دو، کیونکہ یہ مامور ہے۔ چنانچہ اونٹنی چلتی رہی۔ انصار کے جس گھر کے پاس آپ گزرے وہ فرمائش کرتا کہ آپ یہاں تشریف فرما ہوں، لیکن آپ فرماتے اسے چھوڑ دو، یہ مامور ہے۔ اسے جہاں اللہ کا حکم ہوگا بیٹھ جائے گی۔ وہ چلتی رہی۔ آخر کار اس جگہ پہنچی جہاں آج کل مسجد نبوی ہے اور بیٹھ گئی۔ آپ نہ اترے۔ پھر اٹھی اور تھوڑی سی چلی۔ پھر اس نے پچھلی جانب دیکھا اور لوٹ آئی اور پہلی جگہ پر بیٹھ گئی۔ پھر آپ اترے اور یہ بنی بخار میں سے آپ کے ننھیالی رشتہ دار کا مکان تھا۔ یہ اللہ کی توفیق سے تھا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ایک قریبی عزیز کے گھر میں اتارنا پسند فرمایا۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔

اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ کے کجاوے کی طرف عجلت سے حاضر ہوئے اور سامان اپنے گھر میں اٹھا لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان اپنے سامان سفر کے ساتھ ہوتا ہے اور صحیح حاکم میں حضرت علی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرے ہمراہ کون ہجرت کرے گا؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت براء فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہمارے پاس سب سے پہلے مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اور ابن ام مکتوم تشریف لائے۔ یہ دونوں بزرگ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دینے لگے۔ پھر حضرت عمار، بلال اور سعد تشریف لائے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیس سواروں کے ساتھ تشریف لائے۔ ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی، میں نے دیکھا کہ لوگوں کو اس قدر کبھی بھی فرحت نہ ہوئی جس قدر آپ کی تشریف آوری کے باعث ہوئی۔ یہاں تک کہ میں نے عورتوں بچوں اور لونڈیوں کو کہتے دیکھا یہ اللہ کے رسول تشریف لائے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت انس فرماتے ہیں کہ جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ تشریف لائے اس سے زیادہ میں نے کوئی حسین اور روشن دن نہیں دیکھا اور جس دن آپ کی وفات ہوئی اس دن سے زیادہ قبیح اور تاریک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

بہر حال آپ نے حجرے اور مسجد کی تعمیر ہونے تک حضرت ایوب کے گھر میں قیام فرمایا آپ حضرت ابوایوب کے گھر میں قیام پذیر تھے۔ زید بن حارثہ اور ابو رافع کو دو اونٹ اور پانچ صد درہم دے کر مکہ کی طرف بھیجا۔ چنانچہ یہ دونوں آپ کی دونوں صاحبزادیوں حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثومؓ نیز حضرت سودۃ بنت زمعہؓ (جو آپ کی زوجہ محترمہ تھیں) اور اسامہ بن زید، ان کی والدہ ام ایمن کو لے کر واپس آ گئے۔ البتہ حضرت زینب کو ان کے خاوند ابو العاص بن ربیع نے نہ آنے دیا اور عبداللہ بن ابی بکر حضرت ابوبکر کے اہل اعیال کو لے کر چلے آئے جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بھی تھیں۔

مسجدِ نبوی کی تعمیر زہری فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی مسجد کی جگہ پر بیٹھ گئی۔ اس وقت مسلمان یہاں نماز ادا کیا کرتے تھے۔

لیکن یہ جگہ دو یتیم انصاری لڑکوں سہل اور سہیل کی ملکیت میں تھی اور یہاں اونٹوں کے باندھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی جو اسعد بن زرارہ کی زیر پرورش تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکوں سے اس زمین کی فروخت اور تعمیر مسجد پر گفتگو کی اور دونوں کہنے لگے، نہیں بلکہ اے اللہ کے رسول ہم اسے آپ کی خاطر قیمت کے بغیر ا ہبہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا۔ چنانچہ آپ نے ان سے یہ زمین دس دینار میں خرید لی۔ اس وقت یہ صرف چار دیواری کی صورت میں تھی، اس کی چھت نہ تھی اور اس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل اسعد بنؓ زرارہ یہیں پر مسلمانوں کو نماز اور جمعہ پڑھایا کرتے تھے اور اس میں غرقد اور کھجور کے درخت تھے۔ اور مشرکین کی قبریں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں۔ کھجور اور دوسرے درخت کاٹ دیے گئے اور قبلہ کی طرف سے مسجد ہموار کی گئی۔ اور قبلہ کی مسجد کا طول ایک سو گز اور دوسری طرف اس قدر یا اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کم بنایا گیا اور تین گز بنیاد بنائی گئی۔ اس کے بعد کچی اینٹوں سے مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تعمیر میں حصہ لیتے اور اینٹیں اور پتھر اٹھا کر لاتے اور یہ شعر پڑھتے:

اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ

فاغفر للانصار والمھاجرۃ

یعنی: اے اللہ زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔

پس انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

اس مسجد کا قبلہ بیت المقدس کی طرف بنایا گیا اور تین دروازے بنائے گئے۔ ایک آخر میں دروازہ بنایا گیا۔ دوسرا باب الرحمۃ اور تیسرا دروازہ تھا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لایا کرتے تھے۔ اس کے ستون کھجور کے تنے سے بنائے گئے اور چھت کھجور کے پتوں سے بنائی گئی۔ عرض کیا گیا آپ اس کی چھت نہ ڈالیں گے؟ آپ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کے خیمے کا سا کوئی خیمہ نہیں اور آپ نے مسجد کے متصل کچی اینٹوں سے حجرے تعمیر کروائے اور ان پر کھجور کے پتوں اور شاخوں کی چھت ڈلوائی۔ جب اس کام سے فارغ ہو گئے تو مسجد کے مشرقی حصہ کے متصل حضرت عائشہ کے لیے ایک حجرہ تعمیر کر دیا اور یہی آج آپ کی آرام گاہ ہے۔ حضرت سودۃ زمعہ کے لیے دوسرا حجرہ بنوایا۔

انصار اور مہاجرین کے درمیان مؤاخات

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کے گھر میں انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) قائم فرمائی۔ یہ کل نوے آدمی تھے نصف انصار اور نصف مہاجر تھے۔ آپ نے ان کے درمیان ذوی الارحام کے علاوہ موت کے بعد ان کی وراثت کی بنیاد پر مواخات قائم فرمائی آخر جب غزوہ بدر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ۔

یعنی: اور قرابت دار اللہ کی کتاب میں بعض کے لیے زیادہ مستحق ہیں۔

تو مرنے کے بعد وراثت کا معاملہ صرف اقارب تک محدود ہو گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نے دوسری مرتبہ مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی اور اس دوسری مرتبہ حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا۔ پہلا قول قوی ہے۔ اگر آپ کسی مہاجر سے اپنی اخوت قائم فرماتے تو آپؐ کی اخوت کے سب سے بڑے مستحق وہ تھے جو آپ کو تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہجرت میں آپ کے مصاحب غار میں آپؐ کے انیس تمام صحابہؓ سے افضل واکرام تھے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا: اگر میں اہل زمین میں سے کسی کو خلیل (دوست) بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکن یہ میرے بھائی اور رفیق ہیں اور اسلام کی بنیاد اخوت پر ہے۔ یہاں عام اخوت مراد ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہود سے معاہدہ صلح کیا۔ اور ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

یہود کے بہت بڑے عالم عبداللہ بن سلام سرعت سے حاضر ہوئے اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ البتہ عام یہود کفر پر جمے رہے۔

اقوام یہود کے تین قبائل تھے۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ تینوں نے آپؐ سے جنگ کی۔ آپ نے قینقاع پر احسان فرمایا۔ بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا اور بنو قریظہ قتل ہوئے۔ اور ان کی اولاد کو غلام بنا لیا گیا۔ بنو نضیر کے متعلق سورہ حشر اور بنو قریظہ کے متعلق سورۃ احزاب نازل ہوئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحویل قبلہ اور مومنین کا امتحان

یہود، نصاریٰ اور مشرکین کی قیاس آرائیاں

بیت المقدس سے کعبہ کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ کعبہ مشرفہ کی طرف رخ کرنے کا حکم مل جائے۔ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قوم یہود کے قبلہ سے میرا رخ بدل دے۔

انہوں نے عرض کیا، اپنے رب سے دعا کیجیے اور درخواست پیش کیجئے، کیونکہ میں تو فقط بندہ ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف دیکھتے اور آس لگائے رکھتے کہ شاید حکم مل جائے آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، قد نری تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام۔

یعنی: ہم آپ کا رخ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں پس ہم یقیناً اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے آپؐ چاہتے ہیں پس اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے۔

یہ واقعہ مدینہ تشریف آوری کے سولہ ماہ بعد غزوہ بدر سے دو ماہ قبل پیش آیا۔ محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ ہمیں ہاشم بن قاسم نے انھیں ابو معشر نے بتایا انھیں محمد بن کعب قرظی سے روایت ملی فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی نے کسی نبی سے قبلہ یا سنت کے معاملہ میں خلاف نہیں کیا۔ جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کیے رکھا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا والذي اوحينا اليك الآيہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلاشبہ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تحویل قبلہ ایک عظیم حکم اور مسلمانوں، مشرکین، یہود اور منافقین کا امتحان تھا، چنانچہ مسلمانوں نے کہا ہم ایمان لائے اور اطاعت کی اور کہا ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ سب ہمارے ہی رب کی طرف سے ہے، مشرکین نے کہا بس طرح ہمارے قبلہ کی طرف محمدؐ رجوع کر آئے ہو سکتا ہے کہ ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں، حالانکہ آپؐ نے محض حق کی بناء پر رجوع فرمایا تھا، اور قوم یہود کہنے لگی کہ انہوں نے اس سے قبل قبلہ انبیاء کی مخالفت کی۔ اگر یہ نبی ہوتے تو اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔ اور منافقین کہنے لگے ہم نہیں سمجھتے کہ محمدؐ کس طرف رخ کرنا چاہتے ہیں! اگر پہلی صورت حق یہ تھی تو انھوں نے اسے ترک کر دیا۔ اور اگر دوسری صورت حق تھی تو پہلے باطل پر تھے۔

اس طرح جہلا کی جانب سے کئی باتیں کی جانے لگیں اور جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہی ہوا یعنی وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ھدی اللہ۔ یعنی اگرچہ یہ تحویل قبلہ بھاری ہے مگر ان پر بھاری نہیں جن میں اللہ نے ہدایت دی"

بلاشبہ اللہ کی جانب سے اپنے بندوں کا امتحان تھا تاکہ دیکھے کہ کون رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتا ہے! اور کون اپنی ایڑیوں پر واپس پلٹ جاتا ہے۔

ایک اہم اور عظیم واقعہ چونکہ کعبہ کی شان اور اس کا معاملہ ایک عظیم واقعہ ہے اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے اپنی قدرت کاملہ سے منسوخ کیا اور فرمایا کہ وہ اس سے بہتر یا اسی جیسا حکم نافذ کرے گا۔ اس کے بعد جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتا، خدا کی طرف سے اسے زجر وتوبیخ کی جاتی۔ اس کے بعد یہود والنصاری کا اختلاف ذکر کر کے بتایا کہ یہ آپس میں کہا کرتے ہیں کہ تم کسی راہ پر نہیں ہو اور بندوں کو ان کی موافقت کرنے اور خواہشات کے اتباع سے منع فرمایا، اس کے بعد ان کا کفر وشرک بیان کیا اور ان کا قول بتایا کہ یہ کہتے ہیں خدا کا بیٹا ہے، حالانکہ وہ اس اتہام سے پاک اور بلند ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ مشرق مغرب اسی کا ہے اور بندے جدھر اپنا رخ کرتے ہیں وہ اس طرف موجود ہوتا ہے اور وہ بہت ہی عطا کرنے والا جاننے والا ہے۔ اسی لیے اس کی عظمت وسعت اور احاطہ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث بندے کا رخ جس طرف بھی ہوگا اللہ تعالیٰ کو وہ پائے گا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے دوزخیوں کے متعلق بازپرس کریگا۔ جو اسکی تصدیق و اتباع نہیں کرتے۔ پھر بتایا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تب تک راضی نہ ہونگے جب تک کہ وہ ان کی اطاعت نہ کریں۔ اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو اللہ کے مقابلہ میں انکا نہ کوئی کارساز ہوگا اور نہ مددگار۔ اسکے بعد اہل کتاب پر کیے گئے انعامات اور خوف قیامت کا تذکرہ فرمایا اور خانہ کعبہ کے معمار حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ کیا اور ان کی مدح و تعریف فرمائی اور بتایا کہ ہم نے انھیں تمام لوگوں کا امام بنا دیا۔ اس کے بعد اپنے گھر بیت الحرام کا تذکرہ فرمایا اور حضرت خلیل علیہ السلام کو جس طرح تمام لوگوں کا امام بنایا تھا، اسی طرح بیت اللہ کو بھی ان سب کا امام (قبلہ و مرکز) قرار دیا۔ پھر بتایا کہ جو اس امام سے سرکشی کرے گا وہ تمام لوگوں سے زیادہ نادان اور بے مغز ہوگا، اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان کی اقتدا کریں اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف نازل کیا گیا ہے، اس پر ایمان لائیں۔ پھر جن لوگوں نے حضرت ابراہیم اور ان کے اہل بیت کو یہودی یا نصرانی کہا، ان کے قول کو رد کیا۔ ان تمام مباحث کو تحویلِ قبلہ کا مقدمہ بنا کر ذکر کیا۔

ان تمام احتیاطوں کے باوجود تحویل قبلہ کا فیصلہ لوگوں کو سخت ناگوار گذرا، سوا ان لوگوں کے جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ سیدھے راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے چنانچہ انھیں قبلہ کی طرف ہدایت فرمائی اور یہی وہ قبلہ ہے جو ان کے قابل ہے اور امت محمد اس کی اہل ہے کیونکہ یہ سب سے زیادہ افضل و اعلیٰ قبلہ ہے اور وہ تمام امم سے متوسط اور افضل ہے۔

افضل قبلہ افضل اُمّت کے لیے

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے افضل قبلہ کو افضل امت کے لیے منتخب فرمایا جیسے ان کے لیے سب سے زیادہ افضل رسول اور سب سے زیادہ افضل کتاب منتخب فرمائی اور انھیں خیر القرون میں بھیجا اور سب سے افضل شریعت عطا فرمائی اور اسے اعلیٰ اخلاق دیا اور افضل مقام مرحمت فرمایا اور جنت میں اس کے لیے سب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اچھے گھر بنائے اور قیامت کے روز ان کے لیے سب سے سے اعلیٰ موقف بنایا جو ایک اونچے ٹیلے پر ہوگا باقی لوگ نیچے ہوں گے۔ پس پاک ہے وہ ذات جو جسے چاہتی ہے اپنی رحمت سے مختص فرماتی ہے اور یہ اللہ کا کرم ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی فضل والا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد کی فضیلت

مجاہد کے مراتب، شہید اور غازی

آں حضرتؐ کا معمول اور سنّت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کے عوض اس کے بنانے کو بشرطیکہ وہ خیر کی خواہش رکھتا ہو نیز کھینچنے والے اور چلانے والے سب کو جنت میں داخل فرمائے گا لہٰذا تیر اندازی کرو، سواری کرو اور سواری سے تمہارا تیر چلانا میرے لیے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور آدمی...... کا لہو و لعب باطل ہے۔ سوا کمان کے ساتھ تیر چلانا یا اپنے گھوڑے کو جنگی کاموں کے لیے سدھانا اور اپنی بیوی سے چاؤ پیار کا برتاؤ کرنا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے تیر اندازی سکھائی پھر وہ اسے بے پروائی کے باعث بھول گیا تو اس نے کفرانِ نعمت کا ارتکاب کیا۔ (مسند احمد)

اور اہلِ سنن و ابن ماجہ کی روایت ہے کہ جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا اس نے میری نافرمانی کی۔

امام احمد نے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا، مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ ہر اچھی چیز کی جڑ یہی ہے اور تجھ پر جہاد کرنا لازم ہے کیونکہ یہ اسلام کی رہبانیت ہے اور تجھ پر ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن لازم ہے۔ کیونکہ یہ آسمان پر تیری حیات ہوں گے اور زمین پر تیرے بارے

نیز آپؐ نے فرمایا جو مر گیا اور اس نے جہاد نہ کیا یا جہاد کی تیاری نہ کی یا مجاہد کے اہل سے کوئی بھلائی نہ کی اسے قیامت سے قبل ضرور دکھ پہنچے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ درہم و دینار خرچ کرنے سے بخل کریں گے اور سود کا کاروبار کریں گے اور پھر پاؤں کے پیچھے چل پڑیں گے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ترک کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر مصائب نازل کرے گا اور اس وقت تک وہ مصائب دور نہ ہوں گے جب تک وہ اپنے دین کی طرف نہ لوٹ آئیں۔

ابن ماجہ نے حدیث نقل کی ہے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ اس کے بدن پر جہاد کا ذرا بھی نشان نہ ہو اس کے بدن پر انشان (نافرمانی) ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ یعنی، اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ حضرت ابو ایوب فرماتے ہیں ہلاکت میں ڈالنے کا مطلب ترک جہاد ہے۔

نیز صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جنت زیر سایہ شمشیر ہے۔ نیز آپ سے مروی ہے فرمایا، کہ جو مال دینار او دراہیم و زر کے لیے جہاد کرے وہ اجر سے محروم ہے۔

آپ دن کے آغاز میں جہاد پسند فرماتے ہیں جس طرح سفر کے لیے ابتدائے دن کو موزوں سمجھتے تھے اور اگر ابتدائے دن میں جنگ شروع نہ کرتے تو غروب آفتاب، ہواؤں کے چلنے اور نزول نصرت خدا تک مؤخر فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

جو آدمی بھی فوت ہوا اور اللہ کے ہاں اس کا اچھا مقام ہو۔ تو وہ دنیا اور جو کچھ دنیا کے اندر ہے سب کے عوض بھی دنیا کی طرف لوٹنا پسند نہیں کرتا۔ سوائے شہید کے کہ جب وہ شہادت کی فضیلت دیکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اسے دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے اور اسے دوبارہ قتل کیا جائے۔ ایک روایت میں ہے اسے دس بار قتل کیا جائے۔

جب غزوہ بدر کے موقع پر حارثہ بنت نعمان کا لڑکا شہید ہو گیا تو وہ پوچھنے لگی میرا بچہ کہاں ہے!

آپ نے فرمایا، کہ وہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔ نیز آپ نے فرمایا: کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں۔ ان کے لیے عرش پر معلق قندیلیں ہیں۔ وہ جنت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جہاں چاہتی ہیں بسر کرتی رہتی ہیں۔ پھر ان قندیلوں کی طرف چلے جاتی ہیں۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی طرف جھانکتا ہے اور دریافت فرماتا ہے کہ کیا تمہیں مزید کسی چیز کی تمنا ہے؟ (شہداء) عرض کرتے ہیں ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں بسر کرتے ہیں۔ اب ہم کس بات کی تمنا کریں! اللہ تعالیٰ تین بار ان سے دریافت فرماتا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ جواب دیے بغیر چھٹکارا نہ ہوگا۔ تو کہتے ہیں اے پروردگار۔ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری ارواح کو ہمارے اجسام میں لوٹا دے حتیٰ کہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قتل ہوں۔ چنانچہ جب (اللہ) دیکھتا ہے۔ کہ انہیں حاجت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے کئی انعامات ہیں یہ کہ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخش دیا جاتا ہے اور جنت میں اس کی جگہ دکھا دی جاتی ہے۔ اسے ایمان کا لباس پہنایا جاتا ہے اور حور العین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے، اسے عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے اور وہ بڑے دن (قیامت) کی گھبراہٹ سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے زیادہ بیش قیمت ہوتا ہے اور حسین آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کر دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے ستر اقارب کے لیے سفارش کر سکتا ہے (احمد، ترمذی)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے کیا فرمایا!

انہوں نے عرض کیا ارشاد!

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی سے حجاب کے بغیر کلام نہیں فرمایا اور تیرے والد کے ساتھ کھلم کھلا گفتگو کی۔ فرمایا اے میرے بندے میرے حضور سب اپنی تمنائیں کر میں اسے پورا کروں گا۔ انہوں نے عرض کیا، اے پروردگار مجھے دوبارہ زندہ کر دے تاکہ میں تیری راہ میں پھر سے لذتِ قتل حاصل کروں۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ یہ تو طے ہے کہ دوبارہ (دنیا کی طرف) لوٹایا نہ جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا اے پروردگار پھر ہمارے پیچھے پیغام پہنچا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہدار کا مرتبہ، درجہ اور حیثیت

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموا تا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔

یعنی ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں وہ اپنے پروردگار کے ہاں سے رزق پاتے ہیں۔

اور سنن میں آیا ہے کہ شہید کی اپنے ستر گھر والوں کے بارے میں سفارش قبول ہوتی ہے۔
مسند میں مروی ہے کہ افضل شہدار وہ ہیں کہ جو لڑائی کی صف میں اس طرح جائیں کہ ادھر ادھر توجہ نہ کریں، یہاں تک کہ قتل ہو جائیں۔ وہی جنت کے اعلیٰ مقامات کی طرف دوڑ رہے ہیں اور تیرا پروردگار ان کو دیکھ کر (ازمسرت) سے ہنستا ہے۔ اور جب دنیا میں تیرا رب کسی کی طرف دیکھ کر ہنس دے تو پھر کوئی حساب کتاب نہیں۔

اور شہدار کے کئی مراتب ہیں۔

(۱) ایک وہ آدمی جو مومن ہے، اس نے دشمن کا مقابلہ کیا۔ اللہ کی تصدیق کی یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔ یہ وہ شہید ہے جس کی طرف لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گردن اٹھائی۔ یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی مائل بہ سقوط ہو گئی۔

(۲) دوسرا آدمی وہ مومن ہے جس نے دشمن کا مقابلہ کیا گویا اس کی جلد پر کانٹا چبھ رہا ہے۔ اسے تیر آن کر لگا اور وہ قتل ہو گیا یہ دوسرے درجہ میں ہے۔

(۳) وہ مومن جس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ نیک عمل کیے اور برائی بھی کی۔ پھر دشمن کا مقابلہ کیا، اللہ کی تصدیق کی، اور قتل ہو گیا تو یہ آدمی تیسرے درجے میں ہے۔

(۴) اور ایک آدمی جس نے اپنے رب پر بہت ہی زیادہ ظلم و زیادتی کی۔ پھر دشمن کا مقابلہ کیا اللہ کی تصدیق کی، یہاں تک کہ قتل ہو گیا تو یہ چوتھے درجہ میں ہے۔

اور مسند و صحیح ابن حبان میں روایت ہے کہ مقتول تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ مومن جو اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے، دشمن کا مقابلہ کرے اور راہ خدا میں شہید ہو جائے تو یہ ممتحن شہید ہے جو اللہ کے عرش کے نیچے اس کے خیمہ میں ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صرف بہ اعتبار نبوت اس سے افضل ہیں۔ دوسرا وہ مومن جس نے گناہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، برائیاں بھی کیں اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کیا، یہاں تک کہ دشمن سے مل کر اس سے جنگ کی اور قتل ہو گیا تو ایک ہی آواز نے اس کے گناہ اور برائیاں مٹا دیں اور تلوار نے اس کے گناہ ختم کر دیئے اور وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکے گا۔ کیونکہ اس کے آٹھ دروازے ہیں اور دوزخ کے سات۔ اور تیسرا وہ منافق جس نے اپنی جان و مال سے جہاد کیا، دشمن کا مقابلہ کیا اور اللہ کی راہ میں جنگ کی۔ آخر قتل ہو گیا۔ تو وہ آگ میں جائے گا (یہ جہاد) اس کے نفاق کو نہ مٹا سکے گا۔ نیز صحیح روایت میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: کافر اور اس کا قاتل دوزخ میں کبھی بھی جمع نہ ہوں گے۔

سب سے بڑا جہاد ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔ نیز مروی ہے کہ آپ کی امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر جہاد کرتا رہے گا۔ اور انہیں نیچا دکھانے اور مخالفت کرنے والا ضرر نہ دے سکے گا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے متعلق اپنے اصحابؓ سے فرار نہ ہونے کی بیعت لیا کرتے تھے۔ بسا اوقات آپ نے موت پر بھی بیعت لی ہے، جہاد پر بھی بیعت لی ہے۔ جس طرح اسلام پر قائم رہنے کی بیعت لی ہے اور فتح سے قبل ہجرت پر بیعت لی ہے، توحید پر، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر بیعت لی ہے اور فقراء صحابہؓ سے اس بات پر بیعت لی ہے کہ وہ کسی سے کچھ نہ مانگیں گے اس کے بعد حال یہ تھا کہ کسی کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تو وہ اسے پکڑنے کے لیے خود اترتا اور کسی سے نہ کہتا کہ ذرا اسے اٹھا دو۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد دشمن اور منازلِ سفر کے متعلق صحابہؓ سے بہ کثرت مشورہ فرماتے۔

آں حضرت اکثر مشورہ فرمایا کرتے تھے

مستدرک میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے نہیں دیکھا۔ نیز آپ سفر میں پیچھے رہتے کمزور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ساتھ ملا کر چلاتے اور نہ چل سکنے والے کو ساتھ سوار کر لیتے اور چلنے میں آپؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم روی سے کام لیتے اور جب آپؐ کسی غزدہ کا ارادہ فرماتے تو جنگی چال سے کام لیتے۔ مثلاً آپ نے جب غزدہ حنین کا ارادہ فرمایا تو دریافت فرمایا کہ نجد کا راستہ کون سا ہے اور اس کا پانی کیسا؟ اور وہاں کون کون دشمن ہے وغیرہ[1]!

آپ فرمایا کرتے کہ لڑائی فراست کا نام ہے۔ نیز آپ جاسوسوں کو بھی ارسال فرماتے وہ دشمن کی خبریں لاتے اور اس کے عساکر کا پتہ چلاتے اور جب آپ دشمن کو دیکھ پاتے تو ٹھہر جاتے دعا کرتے اور اللہ سے مدد چاہتے۔ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے اور اپنی آواز نرم رکھتے اور آپ لشکر مرتب کرتے۔ ہر سمت میں صفیں قائم کرتے اور سامنے کی جانب مبارزت فرماتے۔ آپ جنگ کے لیے مخصوص لباس پہنتے۔ بسا اوقات آپ نے دو زرہیں بھی زیب تن کیں۔ نیز آپ کے پرچم اور جھنڈے بھی ہوتے۔ جب آپ کسی قوم سے مقابلہ کرتے تو تین دن تک وہاں ٹھہرتے پھر واپس آتے۔ جب حملہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو انتظار فرماتے۔ اگر وہاں اذان کی آواز سنتے تو حملہ نہ کرتے۔ ورنہ حملہ کر دیتے۔ کبھی آپ دشمن پر رات کو حملہ کرتے اور کبھی دن کو اچانک حملہ کر دیتے اور آپ جمعرات کو صبح سویرے نکلنا پسند کرتے اور جب لشکر کسی جگہ اترتا تو آپؐ ایک دوسرے کو اس طرح ترتیب دیتے کہ اگر ان پر چادر ڈال دی جاتی تو سب کو کافی ہو جاتی۔ نیز آپؐ صفیں مرتب کرتے اور جنگ کے وقت اپنے ہاتھ سے انہیں ٹھیک فرماتے اور کہتے اے فلاں آگے بڑھو، اے فلاں پیچھے ہٹ جاؤ۔ آپ اس آدمی کو پسند فرماتے جو اپنی قوم کے جھنڈے تلے جنگ کرے اور جب دشمن سے ملاقات کرتے تو فرماتے:

اللھم منزل الکتاب ومجری السحاب وھازم الاحزاب اھزمھم وانصرنا علیھم ۔۔۔۔ یعنی اے اللہ کتاب نازل کرنے والے اور بادل چلانے والے اور عساکر کو شکست دینے والے انہیں شکست دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔

---

[1] یعنی حنین کی بجائے نجد کی معلومات حاصل فرمائیں لیکن یہ نہیں فرمایا کہ ہم نجد جائیں گے کیونکہ یہ فلسفہ بیانی ہوتی اور پیغمبر معصوم ہوتا۔ (رانیس احمد جعفری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز یہ دعا بھی کیا کرتے:

یعنی: اے اللہ تو ہی میرا بازو ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے اور تیری ہی مدد ہی سے میں جنگ کرتا ہوں۔"

جب جنگ خوب تیز ہو جاتی اور لڑائی شدت اختیار کر جاتی اور دشمن آپ کی طرف بڑھنے کا ارادہ کرتا تو فرمایا کرتے۔

انا النبی لا کذب

انا ابن عبد المطلب

میں نبی ہوں (یہ) جھوٹ نہیں۔

میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

اور جب لڑائی خوب گرم ہو جاتی تو لوگ آپؐ کے پاس آن کر پناہ چاہتے آپ دشمن کے سب سے زیادہ قریب ہوتے۔

جنگ کے موقع پر مسلمانوں کے خفیہ شعار

نیز لڑائی میں آپؐ صحابہؓ کا ایک نشان مقرر فرما دیتے۔ جب وہ آپس میں ملیں (تاکہ دشمن دھوکہ دے کر شریک نہ ہو سکے) ایک بار ان کا شعار یہ تھا امت امت ایک بار یا منصور شعار مقرر کیا گیا ایک بار حم لا ینصرون شعار تھا آپ زرہ اور خود پہن لیتے اور اور تلوار کو قلادے میں رکھتے۔ نیزے اور عربی کمان اٹھاتے ہوئے۔ نیز آپ ڈھال سے بھی تحفظ فرماتے اور لڑائی میں آپ اکڑ کر چلنے کو پسند کرتے۔ آپ نے منجنیق سے کام لیا اور اسے اہل طائف کے لیے استعمال کیا آپ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ لڑائی کے دوران میں آپؐ جسے بالغ سمجھتے اسے قتل کرتے اور جو بالغ نہ ہوتا اسے قتل کرنے سے حیا کرتے۔ جب آپؐ کوئی فوج بھیجتے تو اسے اللہ سے ڈرنے کی وصیت فرماتے اور فرماتے اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں سفر شروع کرو اور جو اللہ کا انکار کرے اس سے جنگ کرو اور مثلاً (ہاتھ پاؤں کاٹنا) نہ کرو اور نہ دھوکہ دو اور نہ بچے کو قتل کرو۔ نیز آپ دشمن کے علاقہ کی طرف قرآن مجید لے کر سفر کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ممانعت فرماتے اور آپؐ فوج کے امیر کو حکم دیتے کہ دشمن سے جنگ کرنے سے قبل اسے دعوت دو۔ یا اسلام اور ہجرت قبول کرے یا ہجرت کے بغیر محض اسلام قبول کرے (لیکن مؤخر صورت میں مسلمانوں کی طرح غنیمت کا حق دار نہ ہوگا) اور یا پھر جزیہ ادا کرے۔ اگر یہ شرائط قبول ہوں تو ٹھیک ورنہ اللہ سے مدد چاہو۔ اور جنگ کرو اور جب آپ دشمن پر ظفریاب ہوتے تو منادی کرنے کا حکم فرماتے اور تمام غنائم جمع کی جاتیں اور چھنی ہوئی چیزیں مالکوں کو دی جاتیں۔ پھر مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (خمس) نکال لیتے اور باقی فوج پر تقسیم کر دیتے۔ سوار کو تین حصے مرحمت فرماتے۔ ایک حصہ آدمی کا اور دو حصے گھوڑے کے اور پیدل کو ایک حصہ فرماتے یہی مسلک آپ سے صحیح طور پر ثابت ہے اور غنیمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حصہ ہوتا تھا۔ اسے صفی کہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہؓ صفی ہی میں سے تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے بنی زہیر بن قیس کی طرف جو مکتوب مبارک ارسال فرمایا اس میں ہے کہ اگر تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور مالِ غنیمت میں سے خمس ادا کرو اور صفی ادا کرو، تو تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی امان ہے اور آپ کی ذوالفقار نام کی تلوار بھی صفی میں سے تھی اور مسلمانوں کی مصلحت کے پیش نظر جو غزوہ سے غائب ہوتا تو اس کا آپؐ حصہ مقرر فرماتے جیسے آپؐ نے حضرت عثمانؓ کا بدر میں حصہ مقرر کیا۔ جب وہ غزوہ بدر میں آپ کی صاحبزادی کی تیمارداری کے باعث حاضر نہ ہو سکے۔ آپؐ نے فرمایا کہ عثمانؓ اللہ اور اس کے رسول کے کام میں گیا ہے۔ چنانچہ ان کا حصہ نکالا گیا۔

نیز صحابہؓ جنگ کے موقع پر خرید و فروخت کرتے تھے۔ آپؐ انہیں دیکھتے اور منع نہ فرماتے ایک آدمی نے عرض کیا کہ مجھے آج اس قدر نفع حاصل ہوا ہے کہ اس سے قبل کبھی نہ ہوا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کس قدر؟ اس نے عرض کیا میں خرید و فروخت کرتا رہا یہاں تک کہ تین سو اوقیہ حاصل کر لیے۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہیں زیادہ نفع کی بات بتاؤں؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کے بعد دو رکعتیں (نوافل) نیز (صحابہؓ) غزوات میں دو طریق پر خدمات مستعار لیتے تھے۔ ایک یہ کہ آدمی جہاد کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے جائے اور اثنائے سفر میں خدمت کے لیے آدمی نوکر رکھ لے۔ دوسرے یہ کہ جو جہاد میں جا رہا ہے وہ دوسرے کا مال اجرت پر لے لے اسے جعائل کہا کرتے تھے۔ اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غازی کے لیے اس کا اپنا اجر ہے اور جاعل کے لیے (جعل یعنی مال دینے کا) اجر اور غازی کے (دونوں) اجر ہیں۔

اور مالِ غنیمت میں دو طرح شرکت کیا کرتے تھے۔ ایک شرکت بدنی دوسرے یہ کہ ایک آدمی اپنا اونٹ یا گھوڑا دوسرے کو اس شرط پر دیتا ہے کہ اس پر چڑھ کر جہاد کرے اور جو مالِ غنیمت ملے اس کا نصف اسے ادا کرے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک تیر کے دو حصے کیے گئے۔ چنانچہ ایک کو تیر مل گیا اور دوسرے کو اس کا پھلا اور پر ملا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عمارؓ اور سعدؓ نے بدر کے دن مشارکت کی۔ حضرت سعدؓ دو قیدی لے آئے اور عمارؓ خالی ہاتھ آئے۔ کبھی آپؐ سوار فوج اور کبھی فوج ارسال فرماتے۔ لیکن فتح ہو جانے کے بعد جو آتا اس کا حصہ مقرر نہ فرماتے۔

دشمن کا مال بھی ناجائز طور پر نہیں کھایا جا سکتا

غزوات میں آپ کے ہمراہ مسلمان شہد، انگور اور کھانا حاصل کرتے تو کھا لیتے اور اسے مغانم میں نہ لے جاتے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک لشکر نے کھانا نیز شہد مالِ غنیمت میں حاصل کیا۔ آپؐ نے اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) وصول نہ فرمایا اور حضرت عبداللہ بن مغفل کو خیبر کے دن چربی کا ایک مشکیزہ ملا۔ وہ کہنے لگے آج میں اس میں سے کسی کو کچھ نہ دوں گا۔ (ابو داؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا اور مسکرا دیئے اور کچھ نہ فرمایا۔ حضرت ابن ابی اوفیٰ سے دریافت کیا گیا۔ کیا آپؐ رسول اللہ صلی اللہ کے عہد میں از قبیل طعام اشیاء کا خمس دیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: فتح خیبر کے دن ہمیں کھانا ہاتھ لگا۔ جو بھی آتا حسبِ ضرورت لے کر چلا جاتا۔ بعض صحابہ سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں اخروٹ کھا لیا کرتے اور تقسیم نہ کرتے تھے یہاں تک کہ ہم اپنے سامان سفر کے پاس آتے اور اسے بھرا ہوا پاتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمن کی لاش کا بھی حلیہ نہیں بگاڑا جا سکتا

آپؐ غزوات میں لوٹ مار کرنے اور مثلہ (ناک وغیرہ مقتول کی کاٹنا) کرنے سے منع فرماتے۔ آپؐ نے فرمایا جس نے ایک بار لوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ ایک مرتبہ لوٹ کے مال سے چند دیگچیاں چولھے پر رکھی گئیں۔ آپ نے انہیں الٹ دینے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ابو داؤد نے ایک انصاری کی روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ لوگوں کو سخت حاجت لاحق ہوئی اور بڑی مشقت اٹھانی پڑی پھر انہیں مال غنیمت ملا تو تقسیم کرنے کی بجائے اسے لوٹ لیا۔ (اس لوٹ کے مال سے) ہماری دیگچیاں ابل رہی تھیں کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمان کے سہارے چلتے ہوئے تشریف لائے اور اسی سے دیگچیاں الٹ دیں۔ پھر فرمایا۔

لوٹ کا مال مردار سے حلال نہیں ہوتا اور مردار لوٹ سے حلال نہیں ہوتا۔

نیز آپ نے مال غنیمت کے جانور پر سواری کرنے کی ممانعت فرمائی کہ جب کمزور ہو جائے تو لوٹا دے اور اسی طرح مال غنیمت میں سے لباس نہیں پہنا کہ جب پرانا ہو جائے تو لوٹا دے (اس کی بھی ممانعت فرمائی) البتہ حالت جنگ میں اس سے استفادہ کرنے کی ممانعت نہیں کی۔

خیانت کسی حالت میں جائز نہیں

اور آپؐ غلول (خیانت کرکے مال چھپا لینا) کی سخت ترین مخالفت کیا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے یہ قیامت کے دن اس کے مرتکب پر عار ہوگی، آگ ہوگی اور رسوائی ہوگی۔ جب آپؐ کے غلام مدعم کو تیر لگا تو صحابہ کہنے لگے: اسے جنت مبارک ہو گی۔

آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے غزوہ خیبر کے دن مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے جو چادر اس نے لے لی تھی وہ اس پر آگ کی صورت میں سلائی جا رہی ہے یہ سن کر ایک آدمی ایک یا دو تسمے لے آیا، تو آپؐ نے فرمایا ایک یا دو تسمے آگ کے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ غلول اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی شدت و برائی کا ذکر کیا اور فرمایا میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس طرح نہ ملوں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو اور چیخ رہی ہو یا گھوڑا اس کی گردن پر سوار ہنہنا رہا ہو۔ اور وہ کہے اے اللہ کے رسول میری مدد فرمایئے اور میں کہوں گا کہ تیرے لیے میرے بس میں کچھ نہیں۔ میں نے تمہیں (اسلام کا حکم) پہنچا دیا تھا یا کسی کی گردن پر خاموش (سونا چاندی) سوار ہو اور وہ کہے اے اللہ کے رسول میری مدد فرمایئے میں کہوں گا کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ سے بچانے کے لیے کسی چیز کا مالک نہیں۔ میں نے تجھے (اسلام کا حکم) پہنچا دیا تھا یا کوئی ایسا ہو کہ جس کی گردن پر گٹھری رکھی ہو، جس سے اس کا سانس بند ہو رہا ہو اور وہ کہے۔ اے اللہ کے رسول میری مدد فرمایئے تو میں کہوں گا تیرے متعلق مجھے کچھ اختیار نہیں۔ میں نے تجھے (اسلام کے احکام) پہنچا دیے تھے۔ نیز سامان کے ایک پہریدار کے مرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا یہ آگ میں ہے۔

چنانچہ (صحابہؓ) گئے اور اس کی تلاشی لی تو دیکھا کہ اس نے ایک عبا کی خیانت کی تھی۔

ایک غزوے میں صحابہؓ نے کہا کہ فلاں شہید ہے، فلاں شہید ہے۔ یہاں تک کہ آدمی کے پاس سے گزرے اور کہنے لگے کہ فلاں بھی شہید ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسے دوزخ میں ایک چادر یا عبا کی وجہ سے دیکھا جو اس نے خیانت سے چھپالی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابنِ خطاب جاؤ اور جا کر لوگوں میں منادی کر دو کہ جنت میں ایمان والوں کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔

خیبر کے دن ایک آدمی فوت ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا اپنے ساتھی کا جنازہ (خود) ہی پڑھ لو۔ (سارے غم) کے لوگوں کے چہرے متغیر ہو گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ (کے مال میں) کچھ خیانت کی ہے۔ چنانچہ سامان کی تلاشی لی تو یہودیوں کا ایک منکہ دستیاب ہوا جس کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔

جب آپؐ کو مالِ غنیمت حاصل ہوتا تو حضرت بلالؓ کو حکم فرماتے سب لوگ مالِ غنیمت لے کر حاضر ہو جاتے آپؐ اس کا خمس نکال لیتے اور (باقی) تقسیم فرما دیتے۔ ایک آدمی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم کرنے کے بعد بالوں کی ایک لگام لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بلال کی ندا تین بار سنی! اس نے عرض کیا ہاں!

آپ نے فرمایا کہ پہلے لانے میں کیا رکاوٹ پیش آئی تھی! اس نے عذر کیا۔ آپ نے فرمایا تو اسے قیامت کے روز لائے گا اب میں تجھ سے ہرگز قبول نہ کروں گا!

جنگ آج سے ۱۴ برس پہلے بھی ہوتی تھی آج بھی ہوتی ہے، دشمن کے سپاہی آج سے ۱۴ سو برس پہلے بھی لڑتے تھے، آج بھی لڑتے ہیں، آج سے ۱۴ سو برس پہلے کا زمانہ جہالت کا زمانہ تھا، بربریت سفاکی، دحشت اور جفا کاری کا زمانہ تھا آج کا زمانہ، انسانیت، تہذیب، شائستگی اور مدنیت کا زمانہ ہے، لیکن کیا آج کے زمانے میں بھی دشمن کے ساتھ وہی سلوک ہوتا ہے، وہی رعایتیں کی جاتی ہیں۔ وہی سہولتیں عطا ہوتی ہیں جو آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کے امی نے عطا فرمائی تھیں!

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں ایک عظیم الشان انقلاب سے دنیا کو روشناس کیا اور یہ ایسا انقلاب تھا، جو آج بھی بالکل تازہ اور نیا معلوم ہوتا ہے۔

پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی یاد، اس کے اثرات ونتائج آج بھی بہت سے دماغوں میں تازہ ہوں گے۔ ان دونوں جنگوں میں فاتح نے مفتوح کے ساتھ جو سلوک کیا اور جس طرح اسے تڑپا تڑپا کر ہلاک کیا اور جس طرح مفتوحہ شہروں کو پامال کیا، اس کی مثال کیا پیغمبر صحرا کے عہد گرامی میں بھی ملتی ہے!

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی جنگ بھی ایک رحمت ہے، اگرچہ لوگ اپنی نادانی اور جہالت کے باعث اس کا اعتراف نہ کریں!

(رئیس احمد جعفری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد اور اس کی فضیلت

جہاد کی قسمیں، مجاہد کے درجات، اللہ کی نعمت

احکام جہاد کے تدریجی مراحل

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور اپنے مومن بندوں کی نصرت وتوانائی عداوت اور باہمی جنگ کے بعد ان کے قلوب میں محبت ڈال دی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے انصار اور مومنین نے آپ کو ہر سیاہ وسفید (دشمنی) سے بچانے کی کوشش کی اور آپ کی خاطر ہر قسم کا جہاد کیا اور اپنے والدین، اولاد اور بیویوں پر آپ کو ترجیح دی اور آپ ان کے نزدیک اپنی زندگی سے کہیں زیادہ قابل محبت تھے) چنانچہ عرب اور یہود نے مل کر ان کا مقابلہ کیا جنگ اور عداوت پر اتر آئے۔ اور ہر جانب سے ان پر حملہ کر دیا اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ انھیں صبر اور معاف کرنے اور درگزر کرنے کا حکم دے رہا تھا۔ آخر ان کو بھی شوکت وقوت حاصل ہوئی اور ان کے بازوؤں میں بھی توانائی آگئی تو انھیں جہاد کی اجازت دی گئی لیکن یہ فرض نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر یعنی جن سے مقاتلہ کیا جاتا ہے، انھیں اجازت ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔

آیۂ جہاد کے بارے میں انکار

ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ سورت مکی ہے۔ اور یہ اذان مکہ میں داخل ہے۔ یہ نظریہ کئی دلائل سے غلط ہے، ایک تو یہ کہ اللہ نے مکہ میں قتال کی اجازت نہیں دی تھی اور نہ مسلمانوں کو کوئی خاص شوکت حاصل تھی کہ جس کی بنا پر وہ مکہ میں قتال کر سکتے۔ دوسرے آیت کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاق اس پر دلالت کرتا ہے کہ اذان ہجرت اور گھروں سے خارج کرنے کے بعد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ یعنی جنھیں اپنے گھروں سے ناحق نکالا گیا مگر وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور یہ مہاجرین کی جماعت تھی۔ تیسرے کہ مستدرک حاکم میں حضرت اعمش رضؓ نے انھوں نے مسلم بطین سے انہوں نے حضرت سعید رضؓ بن جبیر سے انھوں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکلے۔ تو ابو بکر رضؓ نے فرمایا، مشرکین نے اپنے نبی کو نکال دیا، انا للہ وانا الیہ راجعون یہ یقیناً ہلاک ہو جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا، یہ قتال کے متعلق پہلی آیت ہے۔

جہاد فرض قرار دیا گیا

اس کے بعد ان کے مقابلہ میں جو مقاتلہ کریں، جہاد کرنا فرض قرار دیا گیا، اور فرمایا، وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم، یعنی اللہ کے راستہ میں ان سے جنگ کرو جو تم سے برسرِ پیکار ہیں۔

اس کے بعد تمام مشرکین کے خلاف جہاد فرض ہو گیا، اب یہ یا تو فرض عین ہے جیسے دو اقوال میں سے ایک مروی ہے، یا مشہور قول کے مطابق فرض کفایہ ہے۔ بہر حال از روئے تحقیق جہاد کرنا فرض عین ہے، دل سے یا زبان سے یا ہاتھ سے، اس طرح ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ انواعِ جہاد میں سے کسی نہ کسی نوع کا جہاد کرے۔

رہا جہادِ نفس (جان کے ساتھ جہاد کرنا) یہ فرض کفایہ ہے اور جہاد بالمال کے متعلق دو قول مروی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ واجب ہے کیونکہ قرآن مجید میں جہاد بالنفس اور جہاد بالمال کو ایک ہی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

اس آیت میں آگ سے نجات اور گناہوں کی بخشش اور دخولِ جنت کو اس (جہاد) سے مشروط کر دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا ایہا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ○ تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ○ یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنات تجری من تحتہا الانہار ومساکن طیبۃ فی جنات عدن ذالک الفوز العظیم ○

یعنی اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی خبر دوں (جو) تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے، تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہو اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتے ہو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغات میں داخل کر دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اور پاکیزہ مکانات عدن کے باغات میں، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔"

پھر جب کہ مدعیانِ محبت کی کثرت ہو گئی تو ان سے مطالبہ ہوا کہ دعوے کے ثبوت میں دلیل پیش کریں (اور وہ ثبوت یہ تھا)

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہہ دو، اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت رکھے گا۔"

اس پر تمام مخلوق پیچھے ہٹ گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور آپ کی سنت طیبہ واخلاق حسنہ میں رسب اللہ ا محدود ہو گئی۔ اس طرح ان سے ایک واضح عدالت طلب کی گئی، اور فرمایا گیا کہ تزکیہ کے بغیر عدالت قبول نہیں کرتے (اور تزکیہ بھی ایسا کہ جس کے ساتھ) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں اور کسی ملامت سے نہ ڈریں۔ اس مقام پر محبت کے کئی دعوے دار پیچھے ہٹ گئے اور مجاہدین کھڑے رہے پھر کہا گیا کہ محبت کرنے والوں کی جان اور مال ان کا اپنا نہیں اس لیے جس پر عہد قائم ہوا وہ حوالے کر دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کا جان ومال خرید لیا کہ انہیں جنت ملے گی۔ اور ضروری ہے کہ یہ عہد جانبین کی طرف سے تسلیم کیا جائے اور جب تجار نے خریدی ہوئی چیز کی عظمت اور قیمت کا اندازہ کر لیا جس کے مبارک ہاتھوں پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد ہو رہا ہے۔ اس کے جلال اور جس کتاب میں عہد ہو رہا تھا اس کتاب کا مرتبہ و مقام محسوس کر لیا، تو انھیں یقین ہو گیا کہ اس مبیعہ کی وہ شان و عظمت ہے جو کسی دوسرے مبیعہ کی نہیں ہو سکتی۔ اس لیے انھیں معلوم ہو گیا کہ اگر اسے چند کھوٹے درہم (دنیا) کی خاطر بیچ دیا گیا۔ تو یہ سخت نقصان اور واضح بددیانتی ہو گی۔ چنانچہ انھوں نے بغیر کسی قیل و قال کے اپنی رضامندی اور اختیار و ارادہ کے ساتھ مشتری کے ساتھ بیع کر لی۔ اب جب بیع مکمل ہو چکی اور مبیعہ (چیز) حوالے کر دی گئی، تو انھیں بتا دیا گیا کہ اب تمہارے مال اور تمہاری جان ہماری ملکیت بن چکی ہے۔ اور ہم انہیں تمہارے پاس جو کچھ تمہارا ہے بہتر اور تمہارے اموال کے ساتھ مزید اموال تمہیں دیں گے۔ اور یہ مت سمجھو کہ جو اللہ کے راستہ میں قتل ہوئے وہ مر چکے ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس سے انھیں رزق دیا جاتا ہے، اور ہم سے تمہارے مال اور تمہاری جانیں نہیں مانگتے کہ تم پر نفع چاہیں بلکہ اس لیے کہ چیز کی قبولیت کے بعد اس کے جود و سخا کا اثر ظاہر ہو۔ اور مزید عطا کرنا بڑی قیمت ہے۔ پھر ہم نے قیمت اور خریدی ہوئی چیز بھی تمہیں عطا کی۔

حضرت جابرؓ کے واقعہ کی طرف اشارہ

دیکھئے حضرت جابرؓ کے واقعہ میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک اونٹ خریدا پھر اس کی قیمت ادا کی اور زیادہ (قیمت) عطا فرمائی (مزید براں) اونٹ بھی واپس کر دیا۔ اور ان کے والد غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ نے ان کے والد کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیاضانہ (سلوک) بتایا، اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والدؓ کو زندہ کیا اور ان سے گفتگو فرمائی۔

اور مزید براں اس عہد پر مدح و تعریف بھی فرمائی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر میری امت پر سختی نہ (نظر) آتی تو میں ہر لشکر کے پیچھے بیٹھتا اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے۔ پھر زندہ کیا جائے پھر قتل کیا جائے پھر مجھے زندہ کیا جائے اور فرمایا، اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس روزے دار کی طرح ہے جو اللہ کے احکام پر عامل و قائم ہو اور روزے اور نماز سے بالکل شکست

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو۔ یہاں تک کہ مجاہد اللہ کے رستہ سے واپس آجائے اور مجاہد فی سبیل اللہ کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سے وفا کرے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا یا اسے اجر اور مال غنیمت سمیت واپس کرے گا۔

نیز آپ نے فرمایا، اللہ کے راستہ میں جانا یا آنا لینا اور دینا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ نیز اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ بھی میرے راستہ میں میری رضا کی خاطر نکلے گا۔ میں اسے ضمانت دوں گا کہ اسے جو اجر یا غنیمت ملے گی اس کے ساتھ واپس کروں گا، اگر میں نے اس کو لے لیا تو اسے بخش دوں گا اس پر رحم کروں گا اور اسے جنت میں داخل کروں گا۔

اور فرمایا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، کیونکہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ غم واندوہ سے نجات دیتا ہے۔

نیز فرمایا، کہ جنت میں سَو درجات ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان آسمان وزمین کے برابر فاصلہ ہے اس لیے جب اللہ سے درخواست کرو، تو فردوس کی درخواست کرو، کیونکہ یہ اوسط اور اعلیٰ جنت ہے اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور یہیں سے جنت کی انہار شروع ہوتی ہیں۔

نیز فرمایا جو اللہ کی راہ میں خرچ کرے اسے جنت کے دربان بلائیں گے جو ہر دروازے پر ہوں گے تو جو اہل نماز سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا۔ اور جو اہل جہاد میں سے ہوگا اسے باب جہاد سے بلایا جائے گا۔ اور جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ میں سے بلایا جائے گا، اور جو اہل صیام (روزہ داروں) میں سے ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکرؓ کا مرتبہ بلند

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ہر دروازے سے بلایا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد کرنے والے کے درجات

سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ جو اللہ کی راہ میں نفقہ بھیجے اور اپنے گھر میں ٹھہرا رہے اسے ہر درہم کے عوض سات سو درہم عطا کرے گا، اور جو اللہ کی راہ میں اپنی جان سے جہاد کرے اور نفقہ بھی اپنے پاس سے کرے تو اسے ایک درہم پر سات لاکھ درہم عطا ہوں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ یعنی اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے دوگنا عطا کرتا ہے۔"

نیز آپ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں مجاہد کی مقروض کی ادائے قرض میں یا مکاتب (غلام) کی آزادی حاصل کرنے میں مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے (عرش) کے سایہ میں جگہ دے گا، جس دن اس کے (عرش) کے بغیر کوئی سایہ نہ ہوگا اور فرمایا جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے، اللہ نے انہیں آگ پر حرام کر دیا اور فرمایا کہ بخل اور ایمان ایک آدمی کے قلب میں جمع نہیں ہو سکتے، اور اللہ کی راہ میں غبار اور جہنم کا دھواں ایک بندے کے چہرے پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ایک جگہ "ایک دل میں" کے الفاظ منقول ہیں۔ ایک جگہ "ایک آدمی کے پیٹ میں" مذکور ہے۔ ایک جگہ "ایک مسلمان کے نتھنوں میں تحریر ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ جس کے قدم اللہ کی راہ میں دن کی ایک ساعت غبار آلود ہو گئے تو وہ آگ پر حرام ہیں۔ نیز ان سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک آدمی کے پیٹ میں اللہ کی راہ کی غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں کرتا اور اللہ کی راہ میں جس کے قدم غبار آلود ہوئے اللہ نے اس کے تمام جسم پر آگ حرام کر دی اور جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ نے اس سے تیز چلنے والے سوار کے ایک ہزار سال کے سفر کے برابر آگ دوری کر دی۔ اور جسے اللہ کی راہ میں ایک زخم پہنچا، اس پر شہداء کی مہر لگ گئی۔ قیامت کے دن اس کا نور ہوگا، جس کا رنگ زعفران کا سا اور جس کی خوشبو مشک کی سی ہوگی۔ تمام پہلے اور بعد میں آنے والے اسے پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ فلاں پر شہداء کی مہر ہے اور جو اللہ کی راہ میں اونٹنی کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصّہ پر جہاد کرے گا۔ اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ نیز آپ نے فرمایا ایک دن رات (اللہ کی راہ) میں پہرہ دینا، ایک ماہ کے روزے اور قیام سے بہتر ہے اور اگر اسی حالت میں فوت ہو گیا تو اس کا عمل جاری رہے گا۔ اور اس کا رزق برابر آتا رہے گا، اور فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

اور فرمایا، کہ کوئی آدمی بھی جب مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ سوا اس کے جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے فوت ہو جائے اس کا عمل قیامت تک بڑھتا ہی رہتا ہے، اور قبر کے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے۔ نیز فرمایا کہ اللہ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دینا گھر میں ایک ہزار دن (کی عبادت) سے افضل ہے۔

امام احمدؒ نے آپؐ کی روایت نقل کی کہ جو مسلمانوں کے ساحل کا تین دن پہرہ دے اسے ایک سال کے رباط کا ثواب ہو گا۔ نیز آپ سے مروی ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک رات پہرہ دینا اس سے افضل ہے کہ ایک ہزار رات کا قیام کرے اور اس کے (ہزار) ایام کا روزہ رکھا جائے۔ نیز آپؐ نے فرمایا، اس آنکھ پر آگ حرام کر دی گئی۔ جو اللہ کے ڈر سے آنسو بہائے یا رو دے اور اس آنکھ پر آگ حرام کر دی گئی، جو اللہ کی راہ میں بیدار رہے۔

نیز آپؐ نے فرمایا جسے جہاد میں ایک تیر کا حصّہ ملا، اسے جنت میں ایک درجہ حاصل ہوا۔ اور فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر چلایا وہ آزاد (آگ سے) ہے، اور جو اللہ کی راہ میں بوڑھا ہوا، قیامت کے دن اس کے لیے ایک نور ہو گا، ترمذی کے نزدیک ایک درجہ سو سال کے برابر ہے، نسائی کے نزدیک پانچ صد سال (کے سفر) کا ایک درجہ ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان جنگ کی باتیں

اسیرانِ جنگ، فدیہ، جنگی غلام، جاسوسی، مال غنیمت

مکہ بزورِ شمشیر فتح ہوا یا از روئے صلح

جنگی قیدیوں میں سے بعض کو از راہ احسان آپ نے رہا کر دیا، بعض سے فدیہ لیا اور چھوڑ دیا۔ بعض پر چاکری عائد کر دی اور بعض کو قتل کیا۔ حسب تقاضائے مصلحت آپ نے یہ جملہ صورتیں اختیار فرمائی ہیں۔

بدر کے قیدیوں کو آپؐ نے فدیہ دے کر رہا کر دیا۔ اور فرمایا، اگر معطم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے سفارش کرتا تو میں انہیں ابھی چھوڑ دیتا۔

صلح حدیبیہ میں ستر مسلح آدمیوں نے حملہ کرنا چاہا انہیں پکڑ لیا گیا۔ آپؐ نے ان پر احسان فرمایا اور رہا چھوڑ دیا۔ بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کیا گیا، تو آپؐ نے اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر آزاد کر دیا اور وہ اسلام لے آیا۔ بدر کے قیدیوں کے متعلق آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت صدیقؓ نے فدیہ کر کے چھوڑ دینے کا مشورہ دیا تاکہ مسلمانوں کو دشمن کے مقابلہ میں قوت حاصل ہو جائے تو شاید اللہ تعالیٰ انہیں اسلام کی ہدایت دے دے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ اللہ کی قسم میرا خیال وہ نہیں جو ابوبکرؓ کا ہے، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم نے انہیں پکڑ لیا ہے تو ہمیں ان کی گردنیں مار دینی چاہیئں کیونکہ یہ لوگ کفر کے امام اور پیشوا ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو تسلیم فرمایا اور حضرت عمرؓ کی رائے کو ترجیح نہ دی۔ جب صبح ہوئی حضرت عمرؓ حاضر ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر دونوں رو رہے تھے۔ انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ اور آپ کے ساتھی (ابوبکرؓ) کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ اگر مجھے رونا آگیا، تو میں روؤں گا اور اگر رونا آیا تو آپ کے گریہ کے باعث تکلف سے روؤں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ گریہ فدیہ کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ما کان للنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض یعنی کسی نبی کو جائز نہیں کہ اس کے قیدی ہوں یہاں تک کہ وہ زمین پر اچھی طرح غالب آجائے۔

ابوبکرؓ و عمرؓ کی تشبیہہ ابراہیمؑ و نوحؑ سے

اس مسئلہ میں لوگوں کی دو رائیں ہیں:۔ ایک گروہ نے اس حدیث کے باعث حضرت عمرؓ کے قول کو ترجیح دی۔ دوسرے گروہ نے حضرت ابوبکرؓ کے قول کو اس وجہ سے ترجیح دی کہ حکم اسی طرح قائم رہا۔ کتاب نے اسے حلال کر دیا۔ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب آگئی۔ نیز صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابوبکرؓ کو ابراہیم اور عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہہ دی اور عمرؓ کو حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام سے مشابہ بتایا اور ان قیدیوں کے اسلام لانے کے باعث خیر عظیم حاصل ہوا اور ان کے اصلوب سے مسلم اولاد پیدا ہوئی اور فدیہ لینے کی وجہ سے مسلمانوں کو کافی قوت حاصل ہوئی۔ باقی رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گریہ، تو وہ رحمت کے سبب تھا۔ جب آپ نے دنیا چاہنے والوں پر عذاب کا نزول ہوتے دیکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نے دنیا کی خواہش کی ہی نہیں تھی (ان کا مطلب تو محض مسلمانوں کی خیر خواہی تھا[1])

انصارؓ نے اجازت چاہی کہ عم رسولؐ عباسؓ سے فدیہ کی رقم نہ لی جائے۔

آپ نے فرمایا، ایک درہم بھی نہ چھوڑ۔[2]

---

[1] میں ایسی تمام روایات کو محل نظر سمجھتا ہوں، جن سے کسی دوسرے شخص کی رائے، آنحضرت کے مقابلہ میں صائب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ یہ چیز شان محمدی کے بھی خلاف ہے، اور مرتبہ رسالت کے بھی۔

[2] اسلام کی مساوات کے سامنے عم رسولؐ اور ایک عام شخص میں کوئی فرق نہیں۔ (رئیس احمد جعفری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمہ بن اکوع نے ایک لونڈی کی درخواست پر جو حضرت ابو بکرؓ نے کسی غزوہ میں آپؐ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کی تھی۔ آپؐ نے عطا فرما دی۔ مسلمہ نے اسے مکہ بھیجا۔ اور کچھ مسلمانوں کو اس کے عوض میں رہا کروایا۔ اور عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حرث کو قتل کر دیا گیا کیونکہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول سے سخت ترین عداوت رکھتے تھے[1]

امام احمدؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث نقل کی ہے کہ کچھ قیدی ایسے تھے جن کے پاس فدیہ دینے کے لیے مال نہ تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ یہ مقرر فرمایا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھا دیں[2]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کے علاوہ کسی کام کو بھی فدیہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

آپ کی سنتِ طیبہ یہ تھی کہ گرفتار ہونے سے قبل جو اسلام لے آتا وہ ہرگز غلام نہ بنایا جاتا[3] اور جس طرح اہل کتاب کے گرفتار شدگان غلام بنائے جاتے اس طرح عرب قیدیوں کو بھی غلام بنا لیا جاتا۔ حضرت عائشہ کے پاس باندی تھی۔ آپؐ نے فرمایا، اسے آزاد کر دو، کیونکہ یہ بنی اسماعیل سے ہے۔ اور جب آپؐ نے بنی مصطلق کے غلاموں کو تقسیم فرمایا تو حضرت جویریہؓ بنت حرث ثابت بن قیس بن شماس کی چاکری میں آ گئیں جن سے انہوں نے مکاتبت کر لی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کی رقم ادا فرمائی اور نکاح فرما لیا۔ آپ کے نکاح کے بعد اس رشتہ کی وجہ سے بنی مصطلق کے ایک سو غلام آزاد کر دیئے گئے[4]۔ اور یہ خالص عرب تھیں۔

---

[1] صرف عداوت ہی نہیں رکھتے تھے، مفسدہ پرداز، فتنہ انگیز اور حد درجہ شریر بھی تھے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے بڑے سے بڑے دشمن کو معاف کر دیتے تھے۔ (رئیس احمد جعفری)

[2] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم کی آپؐ کی نظر میں کس درجہ اہمیت اور وقعت تھی۔

[3] اس سے بڑی دلیل ان فقہا کے خلاف کوئی نہیں ہو سکتی، جو مسلمان کو غلام تسلیم کرتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام غلامی کو ساقط کر دیتا ہے۔

[4] آنحضرت کے زمانہ میں کوئی جنگی قیدی غلام نہیں بنایا گیا سوا وقتی طور پر کسی مصلحت کے ماتحت اور پھر کوئی اڑے کر پورے کے پورے آزاد کر دیئے گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں اور بچہ میں جدائی نہ کرائی جائے!!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باندی ماں سے اس کے بچے کو علیحدہ کرنے کی ممانعت فرماتے تھے، اور فرمایا کرتے۔

جو ماں اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالے گا، قیامت کے روز اللہ اس کے اور اس کے محبوب کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔[1] آپؐ کے پاس غلام آتے تو آپ مجموعی طور پر بخشتے تاکہ ان میں جدائی نہ پڑے۔

مسلمانوں کے خلاف جاسوسی

آپؐ سے ثابت ہے کہ آپ نے مشرکین میں سے ایک جاسوس کو قتل کیا اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپؐ نے حاطب کو قتل نہیں کیا، حالانکہ انھوں نے جاسوسی کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان کے قتل کی اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا، تمہیں کیا علم اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھ کر فرما دیا تھا، "اب تم جو چاہو کرو۔ میں نے تمہیں بخش دی۔ اس سے امام شافعیؒ، احمدؒ اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ نے استدلال کیا ہے کہ مسلمان جاسوس کو قتل نہ کیا جائے۔[2] اور امام مالکؒ اور اصحابِ احمد رحمہم اللہ قتل کا فتویٰ دیتے ہیں اور یہی رائے زیادہ قوی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

مشرکین کے غلام مسلمان علاقہ میں آزاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ مشرکین کے غلام اگر مسلمانوں کے علاقہ میں آجاتے تو انھیں آزاد سمجھتے اور فرماتے، یہ اللہ عزوجل کے آزاد کردہ ہیں۔ نیز آپ کی سنت طیبہ یہ بھی تھی کہ کوئی مسلمان ہو جاتا تو اس کے پاس جو کچھ ہوتا، اسی کے پاس رہنے دیتے۔ نیز زمانۂ کفر اور جنگ میں کافر مسلمانوں کو خواہ کتنا ہی جانی و مالی نقصان پہنچا چکے ہوں اسلام لانے کے بعد ان پر جرمانہ عائد نہ کرتے۔[3]

---

[1] صلہ رحمی کی اسلام نے زیادہ سے زیادہ تاکید کی ہے اور یہ چیز دشمنوں اور میدان جنگ کے حریفوں کیساتھ بھی ہے

[2] مجرم بہرحال مجرم ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اسلام اس طرح کی کوئی تفریق پسند نہیں کرتا۔

[3] تبلیغ اسلام کا سب سے بڑا اور کامیاب ذریعہ یہی طرز عمل ہے۔ (رئیس احمد جعفری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت صدیقؓ نے مرتدین کے گھروں سے مسلمانوں کی جان و مال کا خون بہا دینا چاہا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا، یہ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ان کا اجر اللہ پر ہے اور شہید کا خون بہا نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے قول پر صحابہؓ کا اتفاق ہو گیا۔

غنیمت کی زمین کے متعلق آنحضرتؐ کی سُنّتِ طیبہ

آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے بنی قریظہ، بنی نضیر، اور خیبر کی زمینیں غانمین کے درمیان تقسیم فرمائیں۔ مدینہ منورہ کو قرآن مجید نے فتح کیا تھا کتاب اللہ ہی کے باعث وہ مسلمان ہو گئے تھے، اور اپنے دین پر سختی سے قائم رہے مگر مکہ بزور قوت فتح ہوا تھا۔ اس لیے تقسیم نہیں کیا گیا۔ علمائے کرام کے نزدیک اس کی حیثیت متعین کرنا بھی مشکل ہو گئی ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ چونکہ دار المناسک (مناسک حج کی جگہ) ہے اور یہ مسلمانوں پر وقف ہے اور وہ تمام اس میں شریک ہیں اس لیے اس کی تقسیم محال ہے۔ اس وجہ سے بعض علمائے کرام اس کی فروخت یا اجارہ ممنوع بتاتے ہیں۔ اور بعضوں نے اس کی اچھی زمینوں کی فروخت کو جائز کہا ہے، اور اجارت (کرایہ پر دینا) کو ممنوع بتایا۔ امام شافعیؒ نے چونکہ قوت سے (فتح مکہ) اور تقسیم نہ ہونے کو جمع نہیں کیا اس لیے انہوں نے فرمایا ہے کہ (مکہ) صلح سے مفتوح ہوا اس وجہ سے تقسیم نہ ہوا، اور فرمایا کہ اگر مکہ قوت کے بل پر فتح ہوتا تو اس کی حیثیت غنیمت کی سی ہوتی۔ پھر اس کی تقسیم بھی واجب ہو جاتی، جیسے کہ حیوان اور منقولہ چیز کی تقسیم واجب ہوتی ہے۔ اور ان کے نزدیک مکہ کی زمینوں کی بیع و اجارت میں کوئی ہرج نہیں اور دلیل یہ دی ہے کہ یہ مالکوں کی ملکیت ہے۔ ان کی وراثت چل سکتی ہے اور وہ ہبہ کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مالک کی طرف ملکیت منسوب کی ہے۔ نیز حضرت عمرؓ بن خطاب نے صفوان بن امیہ سے ایک مکان خریدا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، مکہ میں آپؐ کا کل کہاں قیام ہوگا؟ آپ نے فرمایا، کیا عقیل نے (مکہ) میں کوئی جگہ ہمارے لیے چھوڑی بھی ہے؟ اور عقیل ابو طالب کے وارث بنے تھے۔ اور جب اصل یہ ہے کہ زمین غنائم میں سے ہے اور غنائم کی تقسیم واجب ہے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ کی ملکیت ہو سکتی ہے۔ اس کے مکانات اور زمین کی خرید و فروخت ہو سکتی ہے اور تقسیم نہیں ہو سکتیں تو یہ چیز لازم نہیں کہ یہ "شہر صلح سے مفتوح ہوا"۔ جو آدمی احادیث صحیحہ کا مطالعہ کرے وہ دیکھ لے گا کہ تمام روایات جمہور کے قول کی حمایت کرتی ہیں کہ یہ "شہر فتح ہوا"۔ اس میں اختلاف ہو گیا کہ تقسیم کیوں نہیں ہوا! ایک جماعت کے خیال میں اس کا سبب یہ ہے کہ یہ شہر قربانی اور عبادت کی جگہ ہے، اس لیے تمام مسلمانوں کے لیے وقف ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ تقسیم کر دے یا وقف رہنے دے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم فرمایا اور مکہ کو تقسیم نہیں کیا اس سے دونوں امور کا جواز نکلتا ہے ان کا کہنا ہے کہ زمین کو تقسیم کرنے سے یہ غنائم مامورہ میں شامل نہیں ہو جاتی، بلکہ غنائم کا اطلاق تو صرف چوپاؤں اور منقولہ جائداد پر ہی ہو سکتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے سوا کسی دوسری امت پر غنائم کو حلال قرار نہیں دیا، اور ان کے لیے دار الکفر مباح قرار دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ (آیت)

آخر تک یعنی اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا، اے قوم آپنے آپ پر اللہ کے انعامات کو یاد کرو۔

پھر اس آیت کے آخر میں فرعون اور اس کی قوم اور ان کی زمینوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو ان زمینوں کا وارث بنا دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین غنائم کے تحت شمار نہیں ہوتی۔ امام کو اختیار حاصل ہے کہ مصلحت وقت کے لحاظ سے جو چاہے کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم بھی کیا اور ترک بھی کیا۔ حضرت عمرؓ نے تقسیم نہیں کیا بلکہ اسی طرح رہنے دیا اور اس پر دوامی خراج عائد کر دیا تاکہ امور جنگ میں اس سے مدد لی جا سکے۔

مکہ بزورِ شمشیر فتح ہونے کے چند دلائل

ایک یہ کہ کسی سے یہ منقول نہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت اہل مکہ سے مصالحت کی، اور نہ اس علاقہ کے رہنے والوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی ایک کے ساتھ صلح کا کوئی واقعہ منقول ہے بلکہ جب ابو سفیان حاضر ہو تو آپؐ نے اسے، جو اس کے گھر میں داخل ہو جائے، یا اپنا دروازہ بند کرے یا مسجد میں داخل ہو جائے یا ہتھیار ڈال دے امان دے دی۔ اگر یہ شہر محض صلح سے مفتوح ہوتا تو آپؐ یہ نہ فرماتے کہ جو اپنے گھر میں داخل ہو جائے، یا دروازہ بند کر دے یا مسجد میں داخل ہو جائے تو اسے امان ہے۔ کیونکہ تو خود ہی عمومی امن کی ضمانت ہوتی ہے

دوسرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں (فیل) کو مکہ سے روک دیا اور اپنے رسول اور ایمان والوں کو اس پر مسلط فرمایا۔ اور مجھے دن کی ایک گھڑی (مقاتلہ) کی اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ الفاظ صراحت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ مکہ قوت سے مفتوح ہوا۔ نیز صحیح روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فتح مکہ کے دن حضرت خالد بن ولیدؓ کو دائیں جانب اور حضرت زبیرؓ کو بائیں جانب مقرر فرمایا۔ حضرت ابو عبیدہؓ کو میدانی علاقہ میں مقرر فرمایا اور حکم دیا، اے ابوہریرہؓ انصار کو بلاؤ (انصار) دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا، اے انصار کی جماعت! کیا تم قریش کے آوارہ لوگوں کو دیکھ رہے ہو؟ انھوں نے عرض کیا، ہاں آپؐ نے فرمایا، دیکھو، جب صبح تم ان سے مقابلہ کرو (ملو) تو انھیں پیس کر رکھ دو۔ اور آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا، اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیا (بتایا) اور فرمایا کہ صفا پر تمہارے ساتھ وعدہ (ملاقات) ہے۔ انصار حاضر ہوئے تو صفا پر چکر لگاتے فرمایا کہ آج جو بھی انھیں دکھائی دے اسے سلا دو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر چڑھے اور انصار حاضر ہوئے اور ابو سفیان حاضر ہوا اور کہنے لگا۔

اے اللہ کے رسول قریش کے اشراف ہلاک کر دیئے گئے، آج کے بعد کوئی قریش نہ ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے اور جو ہتھیار پھینک دے اسے امان ہے اور جو دروازہ بند کر دے اسے امان ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز حضرت ام ہانی نے ایک آدمی کو امان دی، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ہانی جسے تو نے امان دی ہم نے اسے امان دے دی، نیز آپ نے مقیس بن صبابہ، ابن خطل وغیرہ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اب اگر مکہ صلح سے فتح ہوتا تو آپ کسی اہل مکہ کے قتل کا حکم نہ دیتے۔ نیز سنن میں صحیح روایت ہے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا، لوگوں کو امن دے دو، سوائے دو عورتوں اور چار مردوں کے۔ ان کو اگر تم کعبہ کے پردوں سے چمٹے ہوئے بھی دیکھو تب بھی قتل کر دو۔[1]

مشرکین کے درمیان اقامت کی ممانعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے درمیان کسی مسلمان کی رہائش کو ممنوع قرار دیا ہے، اگر وہ وہاں سے ہجرت کر سکتا ہے۔ اور فرمایا کہ میں ہر اس مسلمان سے بیزار ہوں جو کہ مشرکین کے درمیان رہائش پذیر ہے۔

عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول، کیوں؟ فرمایا کیا تو انہیں دیکھ نہیں رہا یعنی ان کے دوزخی ہونے کو نیز فرمایا جو مشرک کے ساتھ آئے اور اس کے ہمراہ سکون حاصل کرے کہ وہ اس کا سا ہے۔ اور فرمایا جب تک توبہ منقطع نہیں ہوئی، اس وقت تک ہجرت منقطع نہ ہوگی اور جب تک سورج مغرب سے نہیں نکلتا اس وقت تک توبہ منقطع نہ ہوگی۔[2]

---

[1] یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں اسلام کے بدترین دشمن تھے، ساتھ ہی ساتھ حد درجہ مفسد بھی۔ (رئیس احمد جعفری)

[2] اسلام اپنے اصولوں میں غیر مفاہمت پسند ہے وہ کسی کے ساتھ صلح نہیں کر سکتا اور خاص طور پر مشرکین کے ساتھ تو اس کا برتاؤ اور زیادہ سخت ہے اس لیے کہ اسلام کی بنیاد و اساس توحید پر ہے یعنی خدائے واحد و یکتا کی ربوبیت پر۔ اب اگر کوئی جماعت اس میں رخنہ ڈالتی ہے، اس اصول کو توڑنے کی کوشش کرتی ہے، اس بنیاد و اساس کو منہدم کرنے کے درپے ہے تو وہ اس کے ساتھ کسی قیمت پر صلح نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس صلح کے معنی ہیں اپنی بنیاد و اساس سے (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا، عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی۔ اس لیے زمین پر سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کے مقام ہجرت سے پیوستہ رہیں۔ اور زمین پر شریر لوگ باقی رہ جائیں گے۔ انھیں وہ پھینک دے گی۔ اور اللہ تعالیٰ بندروں اور خنازیر کے ساتھ ان کا حشر کرے گا۔

(بقایا حاشیہ سابقہ صفحہ سے) دستبرداری کے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جہاں کہیں مشرکین کا ذکر آیا ہے اسی غیر مفاہمانہ انداز میں۔

لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ مشرکین انسانی حقوق سے محروم ہیں، ایسا نہیں ہے، اسلام انھیں اسلامی حقوق سے محروم نہیں کرتا۔ عقیدے کے معاملہ میں ان پر جبر بھی نہیں کرتا، ان کے ساتھ بھی رواداری کا برتاؤ کرتا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ فتح مکہ کے بعد مشرکین سے مسلمانوں کے وہ مکانات تک نہیں واپس لے گئے جن پر زبردستی اور دھاندلی سے انھوں نے قبضہ کرلیا تھا۔ لیکن ان سے پینگ نہیں بڑھائے جا سکتے۔

(رئیس احمد جعفری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امان، صلح، جزیہ، اہل کتاب، منافقین اور کفار کے قاصد

کفار کی آمد، ان کا قرآن مجید سننا پھر انہیں واپس اپنی با امن جگہوں میں پہنچانا

پاس عہد اور بیوفائی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے۔ سب سے چھوٹا بھی اس کے وفا کی کوشش میں رہتا ہے اور جو کسی مسلمان سے غداری کرے تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عذر قبول نہ کرے گا۔

نیز فرمایا: کوئی مومن کافر کے بدلے قتل نہ ہو گا[1]۔ اور نہ معاہد اپنے عہد کے دوران میں قتل کیا جا سکتا ہے[2]۔ جس نے نئی بات (بدعت) ایجاد کی۔ یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ کی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی پھٹکار۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو کفار کے تین گروہ بن گئے۔

(۱) ایک گروہ نے آپ سے صلح کر لی اور وعدہ کیا کہ "نہ آپ سے جنگ کریں گے نہ آپ پر حملہ کریں گے اور آپ کے دشمن سے پیمانِ دوستی استوار کریں گے۔ وہ بدستور کافر رہ سکتے ہیں، ان کی جان بھی محفوظ ہے اور مال بھی۔

---

[1] بشرطیکہ وہ کافر ذمی یعنی مسلمانوں کی پناہ میں نہ ہو، ایسی صورت ہو تو کافر کے بدلے میں مسلمان قتل کر دیا جائے گا۔

[2] معاہد سے مراد وہ غیر مسلم ہیں، جن سے وقتی یا مستقل طور پر صلح کا معاہدہ کر لیا گیا ہو۔ (رئیس احمد جعفری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) ایک گروہ نے آپؐ سے جنگ کی اور مخالفت پر اتر آیا۔
(۳) اور ایک گروہ نے نہ جنگ کی نہ صلح کی، بلکہ آپؐ کے اور آپ کے اعداء کے معاملات و نتائج کا انتظار کرنے لگے۔

ان جماعتوں میں سے بعض در پردہ آپؐ کا غلبہ چاہنے اور آپ سے تعاون کو پسند کرنے اور بعض آپؐ کے دشمنوں کے غلبہ استیلاء کے منتظر تھے، اور بعض ایسے بھی تھے جو ظاہری طور پر آپؐ کے ساتھ مل گئے اور در پردہ دشمنوں سے ساز باز رکھتے تھے۔ تاکہ دونوں فریقوں کے بھلے رہ سکیں۔ یہ منافقین کا گروہ تھا۔ آپؐ نے ان تمام جماعتوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا۔ جیسا پروردگار عالم نے آپؐ کو حکم دیا، چنانچہ آپؐ نے مدینہ کے یہود کے ساتھ صلح کرلی ان کے اور مسلمانوں کے درمیان عہد نامہ لکھا گیا۔ مدینہ کے آس پاس یہودیوں کے تین گروہ آباد تھے۔ بنی قینقاع، بنی نضیر اور بنی قریظہ۔

بنو قینقاع کی طرف سے جنگ

غزوہ بدر کے بعد بنو قینقاع نے آپ سے جنگ کی بغض عناد اور فساد کی آگ بھڑکا دی۔ چنانچہ ہجرت کے بیسویں ماہ شوال کے نصف کے قریب ہفتے کے دن اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کے جانثاروں کا ایک گروہ ان کی طرف بڑھا یہ قبیلہ منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کا حلیف تھا۔ اور اہل مدینہ کے یہود میں سے سب سے زیادہ شجاع، مسلمانوں کا پرچم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے ہاتھ میں تھا اور ابو لبابہ بن عبداللہ کو مدینہ میں چھوڑ دیا گیا۔ ذی قعدہ کی پندرھویں رات تک سخت ترین محاصرہ کیا گیا۔ قوم یہود میں سے یہ پہلی قوم تھی جس نے (اہل اسلام کے خلاف) جنگ کی۔ مسلمانوں نے انہیں قلعوں میں گھیر لیا اور انتہائی شدت کے ساتھ ان کا محاصرہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جان و مال، عورتوں اور بچوں کے متعلق حکم دیتے ہوئے ان کی گرفتاری کا حکم جاری فرمایا اور عبداللہ بن ابی نے سفارش کی اور از حد اصرار کیا۔ آپؐ نے اس کے کہنے پر انہیں معاف فرما دیا اور حکم دیا کہ یہ قوم مدینہ سے نکل جائے اور اس کے قریب قیام پذیر نہ ہو۔ چنانچہ یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شام کی طرف چلے گئے مگر بہت کم وہاں ٹھہر سکے اور اکثر ہلاک ہو گئے۔ یہ لوگ صنعت کار اور تجار تھے اور ان میں قریباً چھ سو جنگجو نوجوان بھی تھے۔

بنو نضیر کی عہد شکنی

ان کے بعد بنو نضیر نے بھی عہد شکنی کی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ بدر کے چھ ماہ بعد پیش آیا۔ یہ عروہ کی روایت ہے۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض صحابہؓ کے ہمراہ ان کے پاس تشریف لائے اور کلابیوں کے خون بہا کے متعلق ان سے بات چیت فرمائی جنہیں عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔ یہ کہنے لگے اے ابوالقاسم ہم ضرور تعاون کریں گے۔ آپ یہاں بیٹھیں تاکہ آپ کی حاجت پوری کر دیں۔ پھر یہ ایک دوسرے کے ساتھ تنہائی میں سازش کرنے لگے۔ اور شیطان نے انہیں بدبختی میں دھکیل دیا۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کے قتل کا مشورہ کیا۔ اور کہنے لگے کہ کون ہے جو پتھر لے کر آپ کے سر پر دے مارے؟ سب سے بڑے شقی عمرو بن جحش نے جواب دیا میں تیار ہوں، اس پر سلام بن مشکم بول اٹھا۔ یہ مت کرو خدا کی قسم تمہارے اس ارادہ کی خدا انہیں خبر دے گا۔ نیز اس طرح ہمارے اور ان کے درمیان عہد کی خلاف ورزی بھی ہوتی ہے۔

اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے وحی آئی اور کفار کے ارادوں کی اطلاع دے دی گئی۔ آپ جلدی سے اٹھے اور مدینہ کی طرف تشریف لے گئے۔ دیگر صحابہؓ بھی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: کہ آپ تشریف لے گئے اور ہمیں خبر نہ ہو سکی۔ آپؐ نے یہود کے ارادوں سے انہیں آگاہ کیا۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی طرف پیغام بھیجا کہ مدینہ سے نکل جاؤ اور میرے قریب رہائش مت رکھو۔ اس کے بعد میں نے جس کو بھی یہاں پایا، اس کی گردن اڑا دوں گا۔ وہ چند دن تیاری کرتے ہوئے وہاں ٹھہرے۔

منافق کی کارستانیاں

عبداللہ بن ابی منافق نے یہود کو پیغام بھیجا کہ تم اپنے گھروں سے مت نکلو میرے پاس دو ہزار نوجوان ہے جو تمہارے ساتھ قلعوں میں داخل ہو گا اور تمہاری خاطر مرنے کو تیار ہو گا۔ نیز بنو قریظہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غطفان کے معاہدین بھی تمہاری مدد کریں گے۔ ان کے سردار حی بن اخطب نے موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیج دیا کہ ہم اپنے ملک سے نہیں جائیں گے۔ تم جو چاہو کر دو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے اور ان کی طرف چل پڑے۔ حضرت علی بن ابی طالب جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ جب یہاں پہنچے تو قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور تیر اور پتھر مارنے لگے۔ بنو قریظہ ان سے الگ ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی اور غطفان کے معاہدین نے ان سے خیانت کی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کا واقعہ بیان کرتے ہوئے شیطان سے تشبیہ دی فرمایا:

مَثَلِهِمْ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ

یعنی ان کی مثال شیطان کی طرح ہے جب اس نے انسان سے کہا، کفر کر اور جب اس نے کفر کیا تو کہنے لگا، میں تجھ سے بیزار ہوں۔

یہ آیت سورہ حشر میں بنی نضیر کے حق میں اتری ہے آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ کر لیا، کھجور کے درخت کاٹ دیئے اور انہیں جلا دیا۔ اب انہوں نے پھر پیغام بھیجا کہ ہم مدینہ سے نکل جاتے ہیں۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ اپنی اولاد کی جانیں لے کر جا سکتے ہو اور ہتھیاروں کے علاوہ دیگر سامان اس قدر لے جا سکتے ہو جو اونٹ اٹھا لے اور باقی مال و اسلحہ پر حضور نے قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال ربیع الاول کے آغاز میں درپیش آیا۔

بنو قریظہ کے عبرتناک انجام کے اسباب

بنو قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمن تھے اور بدترین کفر کے مرتکب تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں وہ سزائیں دی گئیں جو ان کے دوسرے بھائیوں کو نہیں ملیں۔ ان سے غزوے کا سبب یہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق کے لیے تشریف لے گئے تو ان کے ساتھ آپؐ کی صلح تھی۔ چنانچہ حی بن اخطب بنو قریظہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں تمہارے پاس زمانہ کی عزت لے کر آیا ہوں۔ میں قریش اور ان کے عمائدین اور غطفان اور ان کے قائدین کا تعاون لے کر آیا ہوں۔ تم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل شوکت اور ہتھیاروں کے مالک ہو۔ اس لیے آؤ محمد کو ختم کر دیں اور اس سے چھٹکارا حاصل کریں۔ (نعوذ باللہ)

(بنو قریظہ) کے سردار نے جواب دیا۔ نہیں بلکہ تو زمانہ کی ذلت سے کر آیا ہے۔ تو میرے پاس ایسا بادل لایا ہے جو پانی برسا چکا ہے اور اب اس میں صرف گرج اور چمک ہی باقی رہ گئی ہے۔ یہ دیر تک اس پر مکر و فریب کے جال ڈالتا رہا، اسے امید دلاتا، مدد کے (سبز باغ) دکھاتا رہا۔ آخر کار اس شرط پر مان گیا کہ تم بھی ہمارے ساتھ ہمارے قلعے میں داخل ہو جاؤ۔ اور جو ان کا حشر ہوگا وہی تمہارا بھی ہوگا اس نے ایسا ہی کیا چنانچہ ان دونوں نے عہد توڑ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علانیہ واہی تباہی بکنے لگے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ آپ نے حالات معلوم کرنے کے لیے آدمی بھیجا تو پتہ چلا کہ انہوں نے عہد توڑ دیا ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا اے گروہ مسلمین خوش ہو جاؤ۔

اور جب مدینہ واپس تشریف لے آئے تو آپ نے ہتھیار رکھ دیئے (اس وقت) حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے ہتھیار رکھ دیئے ہیں لیکن فرشتوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے۔ اس لیے صحابہ کو لے کر بنو قریظہ کی طرف تشریف لے جائیے، کیونکہ میں آپ کے آگے آگے چلوں گا اور ان کے قلعوں میں زلزلہ لے آؤں گا۔ نیز ان کے قلوب میں رعب ڈال دوں گا اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ چل پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کی جماعت کے ہمراہ ان کے نشانات پر چل نکلے اور آپ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ تم آج بنو قریظہ کے علاقہ میں جا کر عصر کی نماز پڑھنا۔ چنانچہ اس تعمیل ارشاد کی خاطر صحابہؓ فوراً اٹھ کر چل پڑے۔ عصر کی نماز کا وقت راستہ میں آیا بعض کہنے لگے کہ آپ کے حکم کے مطابق بنو قریظہ میں نمازِ عصر ادا کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے رات کے وقت دیر سے نمازِ عصر ادا کی۔ بعض نے کہا کہ آپ کا یہ مطلب نہ تھا بلکہ آپ کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب تیزی سے جانے کا تھا۔ اس لیے انہوں نے راستہ میں ہی نماز ادا کر لی۔ غرض دونوں جماعتوں میں سے کسی کو بھی عتاب نہ کیا گیا۔

اسلام کا پرچم علیؓ کے ہاتھ میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو جھنڈا دیا اور مدینہ میں حضرت ابن ام مکتوم کو حفاظت کے لیے چھوڑ گئے اور خود بنو قریظہ کے قلعوں پر جا اترے اور پچیس رات تک ان کا محاصرہ جاری رہا۔ جب محاصرے نے شدت اختیار کر لی تو (یہود) کے سردار کعب بن اسد نے اپنی قوم کے سامنے تین صورتیں پیش کیں یا تو اسلام قبول کر لو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں داخل ہو جاؤ اور یا اپنی اولاد کو قتل کر دو اور تلواریں لے کر ان کے مقابلہ میں نکل چلو اور یا انہیں ختم کر کے رکھ دو یا خود ان کے ہاتھوں قتل ہو جاؤ اور یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ پر ایک دم حملہ کر دو۔ اور یہ دفعتاً حملہ ہفتے کے دن کرو، کیونکہ اسی دن (صحابہؓ) ان کے مقاتلہ سے پر امن ہوں گے۔ انہوں نے ہر صورت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی طرف ابو لبابہ بن عبد المنذر کو بھیجنے کی درخواست کی کہ ہم اس سے مشورہ کریں گے۔ جب انہوں نے (ابو لبابہ) کو دیکھا تو اس کے سامنے رونے لگے اور کہنے لگے: اے ابو لبابہ محمدؐ کے تو ہمیں کیا مشورہ دیتا ہے!

انہوں نے کہا ہاں! اور گردن کی طرف اشارہ کیا (جیسے کہ) کہہ رہا ہو۔ اگر تمہارے حق (میں ذبح کا حکم ہو گا۔ پھر فوراً محسوس ہوا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی۔ چنانچہ وہ چل پڑے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس حاضر نہ ہوئے بلکہ مسجد نبوی میں گئے اور اپنے آپ کو مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا اور حلف دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: اسے اس وقت تک رہنے دو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور رسول اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے کھولا۔ اس کے بعد یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر اترے۔ چنانچہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوس والے کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول بنی قینقاع کے معاملہ میں جو آپ نے کہا وہ تو آپ جانتے ہی ہیں اور وہ لوگ ہمارے بھائیوں خزرج کے حلیف ہیں اور یہ (بنو قریظہ) ہمارے غلام ہیں اس لیے ان پر احسان فرمایئے گا، آپ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ خود انہی کا ایک آدمی ان کے متعلق فیصلہ کر دے!

انہوں نے فوراً تسلیم کر لیا۔ آپ نے فرمایا: یہ سعد بن معاذ فیصلہ کریں گے، کہنے لگے ہم راضی ہیں، آپ نے سعد بن معاذ سے کہلا بھیجا یہ مدینہ میں تھے اور زخمی ہونے کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہ آسکے تھے۔ انہیں ایک گدھے پر سوار کرایا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔

اگر وہ ان سے کہنے لگا اے سعد! ہم پر احسان کرنا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ان کے بارے میں حکم (فیصل کنندہ) قرار دیا ہے۔ اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، یہ خاموش رہے اور انہوں نے کسی بات کا جواب نہ دیا۔ جب انہوں نے کثرت سے دریافت کیا تو کہنے لگے اب سعد کے لیے وقت آگیا ہے کہ اسے اللہ کے بارہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے (عار) نہ آئے۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو بعض مدینہ کی طرف لوٹ گئے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے صحابہؓ کو حکم دیا، اپنے سردار کے لیے اٹھو۔

جب صحابہ نے انہیں اتارا تو کہا اے سعد! اس قوم نے تیرے فیصلے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ انہوں نے پوچھا تو کیا فیصلہ ان پر نافذ بھی ہوگا! انہوں نے جواب دیا ہاں! وہ کہنے لگے اور مسلمانوں پر بھی! انہوں نے جواب دیا ہاں! پھر انہوں نے کہا اور ان پر جو یہاں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم و اعزاز کی وجہ سے آپ کی جانب اشارہ کیا آپ نے فرمایا ہاں! مجھ پر بھی۔

یہ کہنے لگے تو میں فیصلہ کرتا ہوں کہ (بنو قریظہ) کے تمام مرد قتل کر دیئے جائیں، ان کی اولاد کو غلام بنا لیا جائے اور مال کو تقسیم کر دیا جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے یقیناً ساتوں آسمانوں سے اوپر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ اس حکم کے نفاذ سے قبل کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ عمر بن سعد بھاگ گیا اور کہیں روپوش ہو گیا۔ عہد توڑ دینے کے باعث یہ اپنی قوم میں نہ رہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آدمی کو قتل کرنے کا حکم دیا جو بالغ تھا اور جو نابالغ تھا اسے بچہ قرار دے کر (غلام بنالیا گیا) چنانچہ مدینہ کے بازار میں ایک خندق کھودی گئی اور ان کی گردنیں مار کر اس خندق میں ڈال دیا گیا اس وقت ان کی تعداد چھ صد سے نے کر سات سو تک تھی۔ اور ایک عورت کے سوا کوئی عورت قتل نہیں ہوئی۔ اسے بھی سعد بن صامت کے قتل کرنے کے باعث قصاص میں قتل کیا گیا۔ انہیں خندقوں کی طرف گروہ در گروہ لے جایا گیا۔

اور جب یحییٰ بن اخطب کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ نگاہ پڑنے پر وہ کہنے لگا اللہ کی قسم میں نے آپ کی عداوت کے باعث اپنے آپ کو کبھی ملامت نہیں کیا لیکن اللہ جسے غالب کر دے وہی غالب ہوتا ہے۔ پھر کہنے لگا اے لوگو کوئی حرج نہیں اللہ کی تقدیر یہ بنی اسرائیل پر عائد کر دی گئی۔ پھر اسے قید کر دیا گیا اور اس کی گردن مار دی گئی۔

ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس نے زبیر بن باطا اس کے اہل اور مال کی سفارش کی۔ آپ نے اس کو انہیں ہبہ کر دیا۔ ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس نے اس سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری جان و مال و اہل مجھے ہبہ فرمایا ہے۔ چنانچہ یہ سب تیرے ہی ہیں وہ بدبخت بولا۔ اے ثابت بن قیس میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ کیا تو مجھے دوستوں سے نہ ملادے گا؟ چنانچہ اس کی گردن بھی مار دی گئی۔ اور اسے بھی اس کے یہودی دوستوں کے ساتھ ملا دیا گیا۔ یہ تمام کاروائی یہودِ مدینہ کے متعلق ہوئی آپ کو ہر بڑے غزوے کے بعد یہود سے جہاد کرنا پڑا۔ غزوہ بدر کے بعد بنو قینقاع سے غزوہ احد کے بعد بنو نضیر سے اور غزوۂ خندق کے بعد بنو قریظہ کے مقابلہ میں جہاد کرنا پڑا اور خیبر کے یہودیوں کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب تذکرہ کریں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم سے مصالحت کی تو بعض قبائل نے صلح توڑ دی اور بعض نے عہد پورے کیے اور سب نے آپ سے جنگ کو پسند کیا۔ آخر آپ نے بنو قریظہ بنو نضیر اور بنو قینقاع کی طرح سب کو عہد شکن قرار دیا۔ اسی طرح آپ نے اہلِ مکہ سے برتاؤ کیا پس اس طرح معاہدین کے ساتھ یہ طریقِ کار مسنون ہے اور ذمی لوگوں سے بھی ایسا ہی سلوک کرنا مناسب ہے جیسے اصحاب احمد و فقہائے کرام نے صراحت کی ہے اور اصحاب شافعی نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ عہد توڑنے والوں سے مخصوص ہے اور جنہوں نے اعہد قائم رکھا اور اس سے راضی رہے وہ اس سے مستثنیٰ ہوں گے اور اصحاب شافعی نے ان میں فرق کیا ہے۔ کیونکہ ذمی سے عہد پورا کرنا از حد مؤکد ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لاتے تو اپنے اور یہود کے درمیان مصالحت اور عہد کو موقت نہیں کیا بلکہ جب تک وہ اس پر قائم رہے اور جنگ پر آمادہ نہ ہوئے۔ آپ نے اس عہد کو مطلقاً پورا فرمایا اور یہ ان کا ذمی ہونے کا حق تھا اور اس وقت جزیے کا حکم نازل نہ ہوا تھا، بلکہ یہ بعد میں فرض کیا گیا اور جب یہ حکم بھی نازل ہو گیا تو آپ نے جزیہ بھی عائد فرمایا اور سابقہ عہد میں ایک شق بڑھ گئی، لیکن عہد تبدیل نہ فرمایا۔ اب اس کا تقاضا یہ تھا کہ اس کی پابندی کی جائے اور جب ان میں سے بعض نے عہد توڑ دیا اور دوسروں نے باقی رکھا اور مسلمانوں کو دونوں فریقوں کا واضح علم نہ ہو سکا تو پھر معاہدین اور مصالحت کرنے والوں کی عہد شکنی کی طرح ان سے برتاؤ کیا گیا۔

اور جب شام میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے مکانات اور اموال جلا دیئے اور جامع اعظم (سب سے بڑی مسجد) کو جلانے کا بھی انہوں نے ارادہ کر لیا بلکہ اس کا منارہ جلا دیا اور اگر حفاظت نہ کی جاتی۔ تو قریب تھا کہ ساری مسجد کو جلا دیتے اور نصاریٰ کو ان حرکات کا علم تھا۔ بلکہ وہ اس کام سے متفق اور خوش تھے تو فقہائے کرام سے حاکم شہر نے فتویٰ دریافت کیا تو انہوں نے اس کو ان کے اس فعل کی بناء پر عہد شکنی قرار دیا اور دوسرے چونکہ اس فعل شنیع پر خوش اور راضی تھے اس لیے انہیں (مجرم) قرار دیا اور اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سزا قتل ہے اور قیدی کی طرح اس میں امام کو اختیار نہیں کیونکہ وہ تو بہر حال حسد کے باعث قتل کیا جاتا ہے اور اسلام حدود ساقط نہیں کرتا اور جو آدمی حدود اللہ کے ایفاء کا وعدہ کر کے ذمی بن جائے اس کا قتل ساقط نہیں ہو سکتا۔ بخلاف حربی (جنگ کرنے والے) کے کہ وہ جب اسلام قبول کرے گا تو اسلام اس کے جان و مال کی حفاظت کرے گا اور اسلام سے قبل جو اس نے افعال کیے ہیں ان پر اسے قتل نہ کیا جائیگا اس کا الگ حکم ہے اور عہد شکن ذمی کا الگ حکم ہے۔ نصوص واصول امام احمد کا یہی مفہوم ہے جو ہم نے ذکر کر دیا ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بھی کئی مواقع پر اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

غیر مسلموں سے معاہدے اور مصالحت

نیز آپ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ جب آپؐ کسی قوم سے مصالحت و معاہدہ کرتے تو جو بھی اس قوم کا حلیف بن جاتا اسے بھی معاہدہ میں شریک کر لیتے اور دوسری قوم اگر آپ سے معاہدہ کرتی تو آپ اسے بھی اس عہد میں شریک کر کے معاہدہ قرار دے دیتے اور جو ان میں سے جنگ کرتا۔ پھر دوسری معاہد قوم کو محارب قرار دیتے۔ اس وجہ سے آپؐ نے اہل مکہ پر حملہ کیا۔ کیونکہ جب آپ نے (اہل مکہ) کے ساتھ دس سال کے لیے جنگ بندی کا معاہدہ کیا تو بنو بکر بن وائل اٹھے اور انہوں نے قریش سے معاہدہ کر لیا اور اس عہد میں داخل ہو گئے اور بنو خزاعہ نے رسول اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا اور اس عہد میں وہ بھی داخل ہو گئے اس کے بعد بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے کچھ آدمی قتل کر دیئے۔ قریش نے پوشیدہ طور پر ہتھیاروں سے ان کی مدد کی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو عہد شکن قرار دے دیا۔ اس واقعہ کی تفصیلات آئندہ انشاء اللہ بیان ہوں گی۔ اسی وجہ سے شیخ اسلام ابن تیمیہؒ نے بھی مشرق نصریٰ سے جنگ کرنے کا فتویٰ دے دیا ہے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں (نصریٰ) کی مالی اور ہتھیاروں سے مدد کی۔ اگر وہ خود نہیں لڑے اور نہ وہ میدان میں آئے۔ لیکن پھر بھی وہ عہد شکن نہیں، جس طرح قریش نے بنو بکر وائل کو جنگ میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدد دے کر عہد شکنی کی اور جب ذمی لوگ باہر کے مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف مدد دیں تو کس طرح انہیں عہد شکن قرار نہ دیا جائے (یعنی وہ یقیناً اسلامی ریاست کے باغی ہیں) اور اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

دشمن کے قاصد خدمت نبوی میں

نیز آپ کی خدمت میں دشمنوں کی جانب سے قاصد حاضر ہوئے آپ انہیں نہ تکلیف دیتے اور نہ قتل کرتے۔ اور جب آپ کے پاس مسیلمہ کذاب کے دو قاصد عبداللہ بن نواحہ اور ابن اثال حاضر ہوئے، تو آپ نے دریافت فرمایا:

تمہارا کیا عقیدہ ہے!

وہ کہنے لگے جیسا (مسیلمہ) نے کہا ہے ویسا ہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر قاصدوں کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن مار دیتا۔ چنانچہ آپ کی سنّت طیبّہ جاری ہو گئی کہ قاصد کو قتل نہ کیا جائے۔

نیز آپ کی عادت طیبہ یہ تھی کہ جب قاصد آپ کا دین قبول کر لیتا تو آپ اپنے پاس نہ روکتے اور نہ اپنی قوم کے پاس جانے سے منع کرتے، بلکہ اسے دوبارہ وہاں ہی لوٹا دیتے جیسا ابو رافع نے بتایا کہ قریش نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ جب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے دل میں اسلام کی محبت آگئی۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں لوٹ کر ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: میں عہد شکنی نہیں کروں گا اور نہ چادر کو روکوں گا۔ ان کی طرف واپس جاؤ وہاں جاکر بھی تمہارے قلب میں وہی (ایمان) باقی رہا جو اب ہے تو لوٹ آنا۔

امام ابو داود فرماتے ہیں کہ یہ اس زمانہ میں واقع ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے صلح حدیبیہ کر رکھی تھی، جس میں شرط یہ تھی کہ جو مکہ سے مدینہ آئے گا اسے لوٹانا ہوگا۔ اگرچہ وہ مسلمان ہو چکا ہو۔ لیکن آج کل یہ صورت نہ ہوگی"۔ بلکہ یہ تو مشروط صورت میں تھا، جیسا ابو داؤدؒ نے فرمایا ہے اور جو قاصد ہیں ان کا حکم دوسرا ہے۔ آپ دیکھ ہی تو رہے ہیں کہ آپ نے مسیلمہ کذاب کے قاصدوں سے کچھ بھی تعرض

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں فرمایا۔ حالانکہ انہوں نے آپ کے سامنے کہا: کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے"۔

نیز آپ کی سنّت طیبّہ یہ تھی کہ اگر آپ کے دشمن آپ کے کسی صحابیؓ سے معاہدہ صلح کر لیتے تو آپ اس معاہدہ کو (محدود حد تک) جاری رکھتے۔ جیسے کہ حضرت حذیفہؓ اور ان کے والد نے (کفار) سے معاہدہ کر لیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ان کے خلاف جنگ نہ کریں گے۔ تو آپؐ نے اسے جاری رہنے دیا۔ اور فرمایا کہ تم دونوں واپس جاؤ جو عہد کیا ہے اسے پورا کرو اور ہم کافروں کے مقابلہ میں صرف اللہ تعالےٰ سے مدد چاہتے ہیں۔

قریش نے آپؐ سے دس سال کے لیے معاہدہ (جنگ بندی) کر لیا اور یہ بھی شرط رکھ دی کہ جو بھی مسلمان ہو کر مدینے (جائے اسے واپس کرنا ہوگا اور جو مدینے سے (مکہ) چلا آئے اُسے وہ واپس نہ کریں گے۔ مردوں اور عورتوں کے متعلق یہ الفاظ عام تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے متعلق یہ شق منسوخ فرما دی اور صرف مردوں کے حق میں رہنے دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو حکم دیا کہ اگر ان کے پاس کوئی عورت آجائے تو اس کا امتحان لو۔ اگر اسے مومنہ سمجھو تو اسے کفار کی طرف واپس نہ کرو۔

اور کفار کے نکاح حسب سابق برقرار رہیں گے، انہیں باطل نہ کیا جائے اور مہاجر مسلمان عورت کو کفار کی طرف واپس کرنا جائز ہوگا۔ اگرچہ (کسی معاہدے) میں یہ شرط بھی لگا دی جائے نیز مسلمان عورت کا کافر مرد سے نکاح جائز نہ ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیبر کے یہود سے معاملہ

کافروں، منافقوں اور دوستوں سے آپ کا برتاؤ

اہل خیبر پر غلبہ اور فتح حاصل کرنے کے بعد آپؐ نے ان سے معاہدہ کیا کہ وہ جلا وطن ہو جائیں گے۔ البتہ اپنے اونٹوں پر لاد کر جتنا سامان لے جا سکتے ہوں لے جائیں باقی زر نقد اور سلاح جنگ آپ کی ملکیت ہوں گے۔

معاہدہ صلح کی ایک شرط یہ تھی کہ کوئی چیز نہ چھپائیں نہ غائب کریں، اگر ایسا کیا تو پھر نہ وہ مسلمانوں کے ذمہ میں رہیں گے نہ معاہدۂ صلح قائم رہے گا، لیکن انہوں نے ایک مشک غائب کر دی جس میں حی بن اخطب کا مال تھا جسے وہ بنو نضیر کی جلا وطنی کے وقت اپنے ساتھ خیبر لے آیا تھا۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حی بن اخطب کے چچا سعید سے فرمایا:

حی جو مشک بنو نضیر سے لایا تھا، اس کا کیا ہوا؟

وہ کہنے لگا: وہ رات کو اخراجات اور جنگوں میں ختم ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا معاہدے کو ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں اتنا زیادہ کیسے خرچ ہو گیا، حالانکہ حی بنو قریظہ کیساتھ ہی قتل ہو گیا تھا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زبیر کے حوالے کیا تاکہ اسے محبوس رکھیں، انہوں نے اس پر سختی کی تو انہوں نے ایک خرابے کی نشان دہی کی۔ چنانچہ (صحابہؓ) وہاں گئے، تلاش کیا۔ تو انہیں مشک مل گئی، ان کی عہد شکنی کے باعث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی حقیق کے دونوں بیٹوں کو قتل کیا ان میں ایک حی بن اخطب کی لڑکی صفیہ کا شوہر تھا۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا اور ان کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اموال کو تقسیم کر دیئے اور خیبر سے انہیں نکالنے کا فیصلہ فرما لیا، اس موقع پر یہود نے کہا۔ آپ ہمیں یہیں رہنے دیجیے۔ ہم اس علاقہ سے خوب واقف ہیں، زمین کی کاشت کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہؓ کے پاس اس قدر آدمی بھی نہ تھے جو یہ ذمہ داری اٹھا سکتے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علاقہ اس شرط پر ان کے سپرد کر دیا کہ اس زمین میں جو پیداوار ہو گی اس کا نصف مسلمانوں کو اور نصف انہیں ملے گا اور جب تک آپ چاہیں گے، یہ لوگ یہاں آباد رہیں گے۔ بنو قریظہ کی طرح ان کا قتل عام نہ تھا۔ کیونکہ گو عہد شکنی میں سب شریک تھے، لیکن یہ لوگ ایسے نہ تھے جن کو مشک کا علم تھا جنہوں نے اسے پوشیدہ کر دیا تھا، اور جنہوں نے یہ شرط لگائی تھی کہ اگر پتہ چل جائے تو معاہدہ فتح کی رو سے وہی لوگ قتل کیے جائیں چنانچہ تمام اہل خیبر کو یہ سزا نہیں دی گئی۔ کیونکہ یہ قطعی طور پر معلوم ہو چکا تھا کہ حی کی مشک کا علم سب کو نہ تھا اور یہ ایک خرابے میں تھی۔

www.KitaboSunnat.com

یہ اس ذمی یا معاہد کی مثال ہے جو عہد شکنی کرے اور دوسرے افراد عہد شکنی پر مائل نہ ہوں۔ کیونکہ عہد شکنی کا حکم اس سے مختص سمجھا جائے گا۔ اس کے بعد زمین کو نصف کاشت پر دینا مساقات و مزارعت کے جواز کی دلیل ہے اور اگر کھجور کا درخت ہو پھر بھی اس صورت پر کچھ اثر مرتب نہ ہو گا۔ نیز اس واقعہ سے یہ وضاحت بھی ہو جاتی ہے کہ مالک زمین کی جانب سے بیج دینا بھی شرط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک حصہ پر مصالحت کی اور انہیں بیج نہیں دیا اور نہ (بعد میں) آپ نے انہیں کبھی بیج بھیجے۔ چنانچہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ (مزارعت) میں اگر یہ کہا جائے کہ (بیج) عامل کی طرف سے ہوں گے۔ تو یہ مالکِ زمین کی جانب سے ہونے کی بجائے زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ یہی طریقہ اہل خیبر کے متعلق سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور صحیح مسلک یہ ہے کہ بیج عامل اور مالکِ زمین دونوں کی جانب سے ٹھیک ہے، کسی کو مختص قرار دینا ضروری نہیں اور جن لوگوں نے بیج مالک زمین کی جانب سے لازم قرار دیا، ان کے پاس مزارعت کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت پر قیاس کرنے کے سوا کوئی دلیل نہیں، کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ مضاربت میں یہ شرط ہوتی ہے کہ اصل زر مالک کی جانب سے ہوگا اور مضاربت کی جانب سے ہوگی۔ اس لیے مزارعت میں یہی صورت ہوگی، اس طرح مساقات میں بھی یہی صورت روا رکھی جائے گی کہ درخت ایک کی جانب سے ہوں گے اور محنت دوسرے کی جانب سے ہوگی۔ حالانکہ یہ قیاس حق میں ہونے کی بجائے خلاف زیادہ ہے، کیونکہ بیع مضاربت میں اصل زر مالک کے پاس لوٹ جاتا ہے اور منافع تقسیم ہوتا ہے اور اگر مضاربت میں یہ بھی یہی بات مشروط قرار دے دی جائے تو بیع فاسد ہو جائے گی، کیونکہ انہوں نے بیج کو اصل زر کے قائم مقام نہیں بنایا بلکہ اسے تمام سبزیوں کا قائم مقام قرار دیا ہے۔ اس لیے مزارعت کو مضاربت پر قیاس کرنا غلط ہے۔

آخر کار جب آپ نے یہود کو خیبر میں قیام کی اجازت مرحمت فرما دی۔ آپ ہر سال ایک اندازہ کرنے والا وہاں بھیجتے جو پیداوار کا اندازہ کرتا اور معائنہ کے بعد مسلمانوں کا حصہ الگ کر دیتا، باقی پر تصرف میں وہ آزاد ہوتے، اور ایک ہی اندازہ کرنے والا کافی ہوتا تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کھجور کے پھلوں کی طرح دوسرے پھلوں کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے جب حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ آیا تو ان کے لڑکے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خیبر کا مال لینے کے لیے تشریف لے گئے۔ یہود نے انہیں ایذا دی اور مکان سے نیچے گرا دیا۔ اور مال لینے سے روکا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں شام کی طرف خارج کر دیا اور صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ پر خیبر کا علاقہ تقسیم کر دیا۔

عقدِ ذمہ اور جزیہ وصول کرنے کے متعلق آپ کی سنّتِ طیبہ

ہجرت کے آٹھویں سال

سورۃ براءۃ نازل ہونے سے قبل تک آپ نے کفار سے جزیہ وصول نہیں کیا، جب جزیہ کی آیات نازل ہوئیں تو آپ نے مجوسیوں، اہل کتاب اور نصاریٰ سے جزیہ وصول فرمایا؛ اور حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف ارسال فرمایا۔ انہوں نے ایسے یہودیوں پر جزیہ عائد کیا، جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور انہیں اپنی حفاظت میں لینے کا معاہدہ کر لیا، البتہ خیبر کے یہود سے کچھ نہیں لیا۔ چنانچہ بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا کہ اہلِ خیبر کیلئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مخصوص حکم کہ ان سے جزیہ نہ لیا جائے۔ باقی تمام اہل کتاب سے لیا جائے، اصل میں یہ سیر و مغازی میں عدم فقاہت کی علامت ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مقاتلہ فرمایا اور پھر ان سے اس طرح مصالحت کی کہ جب تک آپ چاہیں وہ یہاں آباد رہ سکتے ہیں اور ابھی جزیہ کا حکم نازل بھی نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ نزول حکم جزیہ سے قبل ہی ان سے وقوف خیبر اور صلح کا معاہدہ طے پا چکا تھا۔ چونکہ ان میں معاہدہ چلا آ رہا تھا اور یہ لوگ ایک مقررہ حصہ پر (خیبر) کی زمین پہ کام کر رہے تھے اس لیے ان سے اس کے سوا اور کچھ مطالبہ نہ ہوا اور دوسرے اہل کتاب پر جزیہ ادا کیا گیا۔ جن کے ساتھ کسی قسم کا کوئی معاہدہ نہ تھا۔ جیسے نجران کے عیسائی، یمن وغیرہ کے یہود اور جب حضرت عمر نے انہیں شام کی طرف ملک بدر کر دیا تو خیبر کی زمین کی (کاشت وغیرہ) کے متعلق سابق معاہدہ بھی بدل گیا اور یہود خیبر کی حیثیت بھی دوسرے اہل کتاب کی سی ہو گئی۔

جب جزیہ کا حکم نازل ہوا تو آپ نے مجوسیوں، یہودیوں اور عیسائیوں یعنی تین گروہوں سے جزیہ وصول کیا اور بت پرستوں سے جزیہ وصول نہیں کیا۔ اس لیے بعض کے خیال میں مذکورہ لوگوں کے علاوہ باقی کفار سے جزیہ وصول نہیں کیا جا سکتا۔ بعض کا خیال ہے کہ اہل کتاب اور دیگر کفار سے بھی جزیہ وصول کیا جائے گا اور عرب کے بت پرستوں کے سوا عجم کے بت پرستوں سے بھی (جزیہ وصول کیا جا سکتا ہے) پہلا قول امام شافعیؒ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا ہے اور دوسرا قول ابو حنیفہ کا ہے اور دوسری روایت کے مطابق امام احمدؒ بھی اسی کے موید ہیں۔ دوسرے قول کے حامی کہتے ہیں کہ آپ نے عرب کے بت پرستوں سے جزیہ وصول نہیں کیا۔ کیونکہ یہ حکم نازل ہونے سے قبل عرب کے تمام بت پرست اسلام لا چکے تھے اور وہاں کوئی بھی بت نہ رہا تھا، یہی وجہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد آپ نے تبوک میں عیسائیوں کے ساتھ جہاد کیا۔ اگر سرزمین عرب میں مشرکین ہوتے تو اتنی دور جانے کے بجائے مشرکین عرب سے جہاد کرنا زیادہ اولیٰ تھا، جو شخص تاریخ غزوات اسلام کا رمز آشنا ہے وہ بآسانی سمجھ لے گا کہ معاملہ یوں ہی تھا۔ پس ان سے جزیہ اس لیے نہیں لیا گیا کہ جن سے (جزیہ) لینا تھا، ان کا وجود ہی مفقود ہو چکا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ آپ نے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے۔ یہ صحیح نہیں کہ ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب بھی ہے۔ یہ مرفوع روایت ہے، ایسی روایت صحیح نہیں کہی جاسکتی، نہ اس کی سند صحیح ہے، آتش پرستوں اور بت پرستوں میں کوئی فرق نہیں، بلکہ بت پرست آتش پرستوں کی نسبت قدرے بہتر ہیں وہ اس سلسلہ دین ابراہیم سے تمسک ظاہر کرتے تھے اور آتش پرست ابراہیم خلیل اللہ کے علانیہ دشمن تھے۔ جب ان سے جزیہ لیا گیا تو بت پرستوں سے جزیہ لینا زیادہ اولیٰ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ جیسا صحیح مسلم میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا، جب مشرکین میں سے کسی دشمن سے دوچار ہو تو اسے تین میں سے کسی کی دعوت دو۔ اگر وہ ان میں سے کسی کا انتخاب کرے تو اسے قبول کر لو اور جنگ نہ کرو پھر آپ نے (ان تینوں باتوں) کی وضاحت فرمائی کہ:۔

(۱) اسلام کی دعوت دو،

(۲) یا جزیہ (ادا کرنے کا حکم دو)

(۳) یا پھر جنگ کرو۔

علاوہ ازیں حضرت مغیرہ نے کسریٰ کے عامل سے بھی فرمایا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تم سے جنگ کریں۔ یہاں تک کہ تم اللہ کی عبادت کرو یا جزیہ ادا کرو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قریش سے فرمایا تھا کہ کیا تم عرب ایک کلمہ کا اقرار کر لو گے؟ کہ جس کی وجہ سے عجم والے تمہیں جزیہ دیا کریں گے! وہ کہنے لگے وہ (کلمہ) کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

جب آپ تبوک سے واپس ہوئے تو اہل دومہ سے مقابلہ ہوا اور جزیہ پر ان سب سے مصالحت کر لی گئی۔ نیز اہل نجران کے نصاریٰ سے دو ہزار پارچہ جات پر مصالحت فرمائی کہ نصف صفر میں اور باقی رجب میں مسلمانوں کو ادا کریں گے اور مسلمانوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو عاریتہً تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور ہر قسم کے تیس ہتھیار دیں گے، جن سے مسلمان جہاد کریں گے۔ اور مسلمان ان چیزوں کے ضامن بھی ہوں گے، یہاں تک کہ انہیں لوٹا دیں، نیز یہ کہ ان کی عبادت گاہیں نہیں گرائی جائیں گی نہ ان کے پادریوں کو باہر نکالا جائے گا، نہ انہیں دین چھوڑنے پر مجبور کیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ کوئی شرارت نہ کریں یا سود کھائیں۔ اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ شرارت یا سود خوری سے ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اگر یہ عہد مشروط ہو، اور جب حضرت معاذ کو آپ نے یمن کی طرف بھیجا تو حکم دیا کہ ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کی قیمت کے معافری لے لو (معافری یمن کے کپڑوں کی ایک قسم ہے۔ یہ اس پر شاہد ہے کہ جزیہ کی جنس اور مقدار مقرر نہیں۔ کپڑے، سونا، زیورات ہر چیز جائز ہے اور مسلمانوں کی ضروریات کے مطابق اس کی مقدار میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور امارت وافلاس کا لحاظ بھی تفاوت ہو سکتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے عرب وعجم کے جزیہ میں تفریق نہیں فرمائی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے نصاریٰ سے بھی جزیہ لیا۔ اور ہجر کے ان مجوسیوں سے بھی وصول فرمایا جو عرب تھے۔ کیونکہ عرب ایک ایسی قوم ہے کہ جس کے پاس (الہی) کتاب نہ تھی اور ہر گروہ اپنی پڑوسی قوموں کے دین پر چل رہا تھا۔ چنانچہ بحرین کے عرب مجوسی تھے کیونکہ ان کے پڑوس میں فارس کا علاقہ تھا اور شوخ بہرا اور بنو تغلب روم کے پڑوسی ہونے کے باعث عیسائی تھے اور یمن کے قبائل یہود یمن کی مجاورت کے باعث یہودی تھے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر جزیہ کے احکام نافذ فرما دیے اور ان کے آباء واجداد کا اعتبار نہیں کیا نہ اس بات کا خیال فرمایا کہ یہ لوگ دین اہل کتاب میں کب داخل ہوئے؟ آیا نسخ اور تبدیلی سے قبل داخل ہوئے یا بعد میں اور حضرت معاذ کا قول کہ ہر بالغ سے ایک دینار لینا" اس بات کی دلیل ہے کہ بچے اور عورت سے جزیہ لیا جائے گا۔

کفار اور منافقین کے ساتھ آپ کی سنت بعثت وفات تک

ابتدا میں اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے وحی فرمائی،۔

اپنے رب کے نام سے پڑھو، جس نے پیدا کیا، یہاں نبوت کا آغاز تھا۔ اس لیے دل دل میں پڑھنے کا حکم دیا، دوسروں کو تبلیغ کرنے کا حکم فرمایا، پھر آیت نازل فرمائی،۔

یاایھا المدثر قم فانذر یعنی، اے کملی والے اٹھ اور ڈرا۔

شروع میں اقرأ پڑھ کر فرمان سے متنبہ کیا اور پھر یاایھا المدثر کا حکم نازل کرکے فرمایا اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ اس کے بعد اپنی قوم کو ڈراؤ۔ پھر ان کے چاروں طرف کے عربوں کو ڈراؤ، پھر عرب قاطبہ کو ڈراؤ، پھر تمام جہان والوں کو ڈراؤ۔ چنانچہ آپ بعثت کے بعد دس سے کچھ زیادہ برس بغیر جنگ یا جزیہ کے تبلیغ فرماتے رہے اور آپ کو خاموشی، صبر اور درگزر کرنے کا حکم دیا جاتا رہا۔ جو آپ سے لڑے اس سے آپ مقاتلہ کریں اور جو الگ ہو جائے اس سے رک جائیں۔ اس کے بعد مشرکین کے قتال کا حکم فرمایا تاآنکہ دین صرف اللہ ہی کا رہ جائے۔ اب جہاد کی اجازت کے بعد کفار کی تین قسمیں ہو گئیں۔

(۱) مصالحین و معاہدین۔

(۲) دوسرے اہل حرب۔

(۳) تیسرے اہلِ ذمہ۔

اس لیے آپ کا حکم ہوا کہ مصالحین و معاہدین سے عہد پورا کیا جائے اور جو عہد توڑ دے اس سے مقاتلہ کیا جائے اور جب سورۃ براءت نازل ہوئی تو ان تینوں اقسام کے متعلق احکامات واضح کر دیئے گئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اہل کتاب میں سے دشمنوں کے ساتھ مقاتلہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں یا اسلام قبول کریں۔ کفار، منافقین کے خلاف مقاتلہ اور سختی کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے کفار کے ساتھ تلوار اور نیزے سے مقاتلہ کیا اور منافقین کے ساتھ دلیل اور زبان سے جہاد کیا اور کفار کے معاہدوں سے اعلان بیزاری کا حکم دیا اور معاہدین کو تین حصوں میں منقسم کر دیا۔ ایک قسم کے ساتھ قتال کا حکم دیا۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے عہد شکنی کی، اپنے وعدے پر قائم نہ رہے۔ ان سے آپ نے جنگ کی اور ان پر غالب آکر رہے۔ معاہدین کی دوسری قسم وہ تھی جنہوں نے عہد شکنی نہ کی۔ اور نہ ان کے معاہدے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر قائم تھے اور نہ انہوں نے عہد شکنی کی اور نہ آپ نے انکے خلاف جہاد کیا۔ انکے متعلق معاہدہ کی میعاد پوری کرنے کا حکم دیا گیا۔ تیسری قسم وہ جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ تھا اور نہ انہوں نے آپ سے جنگ کی۔ یا ان کے معاہدے مطلق تھے۔ آپ نے انہیں چار ماہ کی مہلت دی۔ جب یہ مدت پوری ہو گئی تو آپ نے ان سے مقاتلہ کیا۔ منافقین کے متعلق آپ کا طریق کار یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہر اعمال کو قبول کرنے اور باطن کے حالات اللہ کے سپرد کرنیکا حکم دیا۔ (اور اس بات کا حکم دیا) کہ ان سے علم اور دلیل سے مجادلہ کیا جائے اور ان سے اعراض کرنے اور سختی کرنے کا حکم فرمایا اور اچھے انداز سے انہیں سمجھانے کا حکم دیا اور ان کا جنازہ پڑھنے اور انکی قبور پر کھڑے ہونے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اگر ان کیلئے بخشش طلب کرو۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔ کفار اور منافقین کے متعلق آپ کی سیرت طیبہ یہ تھی۔

صحابہ اور اپنی جماعت کے متعلق آپ کی سُنّتِ طیّبہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ہمراہ رکھو جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ اس کی (رضا) چاہتے ہیں اور انہیں معاف کرنے مختلف امور میں ان سے مشورہ لینے اور ان کے حق میں دعا کرنے کا حکم دیا۔ اور نافرمانوں سے علیحدہ ہونے کا حکم فرمایا، یہاں تک کہ وہ توبہ کریں اور آپ کی اطاعت کریں، جیسے کہ آپ نے تین پیچھے رہنے والوں سے علیحدگی اختیار کرلی۔ نیز حکم دیا کہ جو آپ سے برائی کرے اس کے احسان سے اور جہالت کے حلم سے اور ظلم کا عفو سے اور قطع رحمی کا صلہ رحمی سے بدلہ دیں۔ نیز بتادیا کہ اگر آپ نے یہ کام کیے تو آپ کے دشمن بھی گہرے دوست بن جائیں گے اور جناب میں سے دشمنوں کے دفع کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں اور یہ تمام اخلاق حسنہ سورہ اعراف، مومنین اور حم السجدہ کی آیات جمع کر دیتے۔ چنانچہ سورہ اعراف میں فرمایا:

خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاهلين و اما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم۔

اسی سورت کے اندر اللہ تعالیٰ نے جہلاء کے شر سے بچنے کیلئے ان سے اعراض کرنے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیطان کے شر سے بچنے کے لیے پناہ مانگنے پر حکم دیا اور اس آیت میں اخلاق حسنہ کی تمام باتیں جمع فرما دیں، اور سورہ مومنین میں اللہ تعالٰی نے فرمایا۔

قل رب اما تریني ما یوعدون ○ رب فلا تجعلني في القوم الظالمین ○ وانا علی ان نریك ما نعدهم لقادرون ○ ادفع بالتي هي احسن السیئة نحن اعلم بما یصفون ○ وقل رب اعوذ بك من همزات الشیاطین ○ واعوذ بك رب ان یحضرون۔

یعنی تو کہہ اے رب، کبھی تو دکھا دے مجھ کو، جوان کو وعدہ ملتا ہے، تو اے رب مجھ کو نہ کریو، ان گناہ گار لوگوں میں اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھ کو دکھا دیں جو ان کو وعدہ دیتے ہیں، بری بات کے جواب میں وہ کہ جو بہتر ہے، ہم خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں، اور کہہ اے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کی چھیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہوں اے رب اس سے کہ میرے پاس آئیں"۔

اور سورہ حم السجدہ میں فرمایا۔

ولا تستوي الحسنة ولا السیئة ادفع بالتي هي احسن فاذا الذي بینك وبینه عداوة كانه ولي حمیم ○ وما یلقاها الا الذین صبروا وما یلقاها الا ذو حظ عظیم ○ واما ینزغنك من الشیطان نزغ فاستعذ بالله انه هو السمیع العلیم۔

یعنی اور برابر نہیں نیکی نہ بدی۔ جواب میں تو کہہ اس سے بہتر، پھر جو دیکھے تو جس میں تجھ میں دشمنی تھی، جیسے دوست دار ہے ناتے والا۔ اور یہ بات ملتی ہے انہیں کو جو سہارا رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اس کو جس کی بڑی قسمت ہے اور کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوکنے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بے شک ہے سنتا جانتا۔

اس طرح مذکورہ انداز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانوں، جنوں، مسلمانوں اور کافروں کے برتاؤ کے معاملہ میں سیرت طیبہ بیان ہو گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات و سرایا

بدر کا عظیم اور تاریخی معرکہ

اسلام کا پہلا لشکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا لشکر ہجرت کے ساتویں ماہ رمضان کے مہینہ میں ارسال فرمایا جس کا پرچم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے لیے تھا۔ یہ جھنڈا سفید رنگ کا تھا اور ابومرثد کناز بن حصین غنوی نے اٹھا رکھا تھا، آپ نے مہاجرین میں سے تیس صحابہ کو شام سے آنے والے قریش کے قافلہ کے مقابلہ میں ارسال فرمایا جس میں ابوجہل تین سو آدمیوں کے ہمراہ آرہا تھا، چنانچہ یہ لوگ سمندر کے کنارے سے درختوں کی جانب سے پہنچے اور لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن مجدی بن عمرو جہنی اس طرف اور اس طرف دونوں گروہوں کا حلیف تھا۔ اس نے کوشش کر کے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ اور جنگ نہ ہوئی۔

وادیٔ رابغ میں مقابلہ پھر ہجرت کے آٹھویں ماہ شوال کے آخر میں عبیدہ بن حرث بن عبدالمطلب کی سرکردگی میں ایک چھوٹا سا لشکر وادی رابغ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے لیے بھی سفید جھنڈا اختیار کیا گیا۔ اس لشکر میں کوئی انصاری نہ تھا، بلکہ ساٹھ کی تعداد میں صرف مہاجرین ہی تھے۔ اور ابوسفیان بن حرب نے جحفہ کے مقام سے دس میل دور وادی رابغ میں مقابلہ ہوا جس کے ہمراہ دو سو آدمی تھے۔ اس جنگ میں تیر اندازی ہوئی تلوار نہ چلی، نہ باقاعدہ جنگ ہوئی۔ اسے صرف مڈبھیڑ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص وہاں موجود تھے۔ اللہ کے راستہ میں انہوں نے سب سے پہلے تیر مارا۔ پھر دونوں فریق واپس چلے گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وادیٔ نخلہ میں

پھر ہجرت کے سترھویں مہینے رجب میں آپ نے عبداللہ بن جحش اسدی کو وادیٔ نخلہ کی طرف بارہ آدمیوں کے ہمراہ ارسال فرمایا۔ دو دو آدمی ایک ایک اونٹ پر سوار تھے۔ چنانچہ قریش کے ایک قافلے سے جنگ کے لیے یہ لوگ وادیٔ نخلہ میں پہنچ گئے۔ اس سریہ میں عبداللہ بن جحش کو امیرالمومنین کا نام دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک مکتوب لکھ کر دیا ہے اور فرمایا، دو دن سے پہلے اسے نہ کھولنا۔ اس کے بعد اسے کھول کر پڑھنا جب مکتوب مبارک کھولا تو اس میں تحریر تھا کہ جب تم میرے مکتوب کو پڑھنا تو چلتے جانا اور مکہ اور طائف کے درمیان وادی نخلہ میں ٹھہرنا اور قریش کے قافلے پر گھات لگا کر بیٹھنا اور ان کے حالات سے اطلاع دینا۔ عبداللہ بن جحش نے کہا بسروچشم، پھر اپنے ساتھیوں کو مکتوب مبارک کے مضمون سے آگاہ کیا اور بتایا وہ انھیں مجبور نہیں کرتے، جو شہادت کا طلب گار ہو، وہ چل پڑے اور جو موت سے ڈرتا ہو، وہ لوٹ جائے، اور میں تو آگے قدم بڑھا رہا ہوں، چنانچہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ راستہ میں سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کی سواری کا اونٹ گم ہو گیا۔ وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور عبداللہ بن جحش دور نکل گئے۔ آخر وادیٔ نخلہ میں اترے اور قریش کا قافلہ کشمش اور کھالیں اور تجارتی سامان لے کر گزرا۔ عمرو بن حضرمی، عبداللہ بن مغیرہ کے دونوں لڑکے عثمان اور نوفل بن مغیرہ کا غلام حکم بن کیسان بھی اسی قافلے میں تھے۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا اور کہنے لگے یہ رجب یعنی ماہ احرام کا آخری حصہ ہے، اگر ہم نے مقاتلہ کیا تو شہر حرام کی توہین کی۔ اور اگر آج رات انھیں چھوڑ دیا تو یہ لوگ حرم میں داخل ہو جائیں گے۔ آخر مقابلے پر اتفاق رائے ہو گیا۔ کسی نے عمرو بن حضرمی کو تیر مارا اور وہ قتل ہو گیا۔ عثمان اور حکم کو گرفتار کر لیا گیا اور نوفل بھاگ گیا۔ یہ لوگ قافلے کا سامان اور دو قیدی لے کر حاضر خدمت ہوئے اور خمس نکال کر الگ کر لیا۔ اسلام میں یہ پہلا خمس اور پہلا قتل اور پہلے دونوں قیدی تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل سے بیزاری کا اعلان کیا۔ قریش اس واقعہ سے بھڑک اٹھے انھیں موقع ہاتھ لگ گیا۔ چنانچہ وہ کہنے لگے محمد نے شہر حرام میں قتل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جائز قرار دیا۔ اور مسلمانوں پر بھی اس واقعہ کا سخت اثر ہوا، آخر تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائیں:

يسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير وصد عن سبيل الله وكفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اكبر عند الله والفتنة اكبر من القتل ○

یعنی تجھ سے شہر حرم کے متعلق اس میں قتال کرنے کے بارہ میں پوچھتے ہیں، کہہ دو اس میں قتال کرنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام (کا انکار کرنا) اور (حرم) کے لوگوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک زیادہ گناہ ہے۔ اور فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ وہ بات ہے جس کو تم نے منکر سمجھا، یہ اگرچہ برائی ہے لیکن تم نے اللہ کا کفر کیا۔ اس کی راہ سے اور اس کے گھر سے روکا اور اس کے اہل، مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا، نیز جس شرک پر تم قائم ہو، اور جو جو تمہاری جانب سے فتنے بپا کئے گئے، یہ ساری باتیں شہر حرام میں قتال سے بھی زیادہ بڑی ہیں۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں اور دشمنوں میں عدل و انصاف سے فیصلہ فرمایا، اور اپنے دوستوں کو بھی ارتکاب خطا سے بری قرار نہیں دیا، بلکہ بتایا کہ شہر حرام میں قتال کرنا بہر حال بڑا گناہ ہے لیکن جس پر مشرکین قائم ہیں وہ شہر حرام میں قتال کرنے سے بھی بڑا اور عظیم گناہ ہے لہٰذا وہ مذمت اور سزا کے مستحق ہیں، اور اللہ کے دوستوں نے قتال میں زنا فرمائی اسے نہیں بلکہ تاویل سے کام لیا تھا یہ ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ انھیں توحید، اطاعت اور معیت رسول میں ہجرت کے آثار اور قربانی کے باعث معاف فرما دے گا۔

واذا الحبيب اتى بذنب واحد   جاءت محاسنه بالف شفيع

اور جب دوست سے ایک گناہ سرزد ہو جاتا ہے، تو اس کے محاسن ہزار سفارشیں لے کر آ جاتے ہیں۔"

اس لیے انھیں ایسے مبغوض دشمن پر کس طرح قیاس کیا جا سکتا ہے جو برائی لے کر سامنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے اور نیکی کی ایک سفارش نہ رکھتا ہو۔

اور اسی سال شعبان کے مہینہ میں تحویل قبلہ ہوا جس کا مفصل ذکر گزر چکا ہے۔

ابوسفیان کی سرکردگی میں قافلۂ قریش

اس سال جب رمضان کا مہینہ آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ شام سے قریش کا ایک قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں آرہا ہے۔ اسی قافلے کی تلاش میں نکلے جب یہ لوگ مکہ سے نکلے تو ان میں چالیس آدمی تھے۔ آپ نے حکم دیا تھا جس کے پاس سواری ہو وہ ساتھ چلے، لیکن یہ قافلہ پکڑا نہ جا سکا کیونکہ جلدی سے نکل گیا، اور آپ کے پاس تین سو اور دس سے کچھ زیادہ تعداد میں آدمی تھے، جن کے پاس صرف دو گھوڑے تھے جو زبیر بن عوام کے تھے اور مقداد بن فرس کنوی کا ایک گھوڑا تھا اور ستر اونٹ تھے، ایک اونٹ پر دو یا تین آدمی سوار ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علیؓ اور مرثد بن ابی مرثد غنوی ایک اونٹ پر حضرت زیدؓ ان کے لڑکے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کنبثہؓ ایک اونٹ پر سوار تھے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک اونٹ پر سوار تھے۔

اس موقعہ پر آپ نے نماز کی امامت اور اہل بیت کی حفاظت کے لیے حضرت ابن ام مکتوم کو خلیفہ مقرر کیا جب آپ روحا کے مقام پر پہنچے تو ابولبابہ بن عبدالمنذر کو واپس کیا اور انہیں مدینہ پر عامل مقرر فرمایا۔ مصعب بن عمیر کو جھنڈا مرحمت فرمایا۔ نیز علی بن ابی طالب کو ایک جھنڈا اور دوسرا ایک انصاریؓ سعد بن معاذ کو عطا کیا اور انہیں ایک اونٹنی پر قیس بن ابی صعصعہ کے ہمراہ سوار کر دیا۔ جب بدر کے قریب پہنچے تو آپ نے بسبس بن عمرو جہنی اور عدی بن رعباء کو قافلے کی خبر لینے کے لیے روانہ فرمایا۔ ادھر ابوسفیان کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت پر مکہ کی طرف بھیجا تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلہ پر حملہ سے اہل مکہ بچاؤ کے لیے پہنچ جائیں۔ جب اہل مکہ کو اطلاع ملی، تو وہ جلدی سے نکل پڑے اور ابولہب کے کوئی بڑا آدمی مکہ میں نہ ٹھہرا۔ کیونکہ اس پر کسی آدمی کا قرض تھا۔ نیز دیگر قبائل عرب کو بھی اطلاع کر دی گئی بنوعدی کے سوا قریش کا کوئی قبیلہ پیچھے نہ رہا۔ یہ لوگ قریش کے ہمراہ نہیں نکلے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصار کی طرف آنحضرت کی نگاہ امید

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی آمد کی اطلاع ہوئی تو آپ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو مہاجرین سے اس معاملہ میں بات چیت کی تو انھوں نے بہتر جواب دیا۔ پھر دوبارہ بات چیت ہوئی پھر بھی انہوں نے اچھا جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ بات چیت فرمائی۔ پھر بھی انہوں نے اچھا جواب دیا۔ اس پر انصار سمجھ گئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد انصار کا عندیہ معلوم کرنا ہے ــــــ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ جلدی سے بڑھے اور عرض کیا:

انصار کا ایمان افروز اور رُوح پرور جواب

اے اللہ کے رسول، گویا آپ ہم سے مخاطب ہیں اور آپ کا مطلب بھی یہی لوگ تھے۔ کیونکہ انہوں نے بیعت کی تھی کہ وہ آپ کو اپنے ملک میں ہر دشمن سے بچائیں گے۔ اسیلئے جب آپ نے نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ نے انکی باطنی حالت سے آگاہی حاصل کرنا چاہی۔

پھر حضرت سعد نے عرض کیا کہ انصار پر جو حق ہے۔ شاید آپ کو اندیشہ ہے کہ وہ اپنے ملک میں آپ کی مدد نہ کریں گے۔ میں انصار کی طرف سے عرض کرتا ہوں اور جواب دیتا ہوں جہاں آپؐ چاہیں نیزہ ماریں، جو رسی چاہیں کاٹ دیں اور جو آپؐ چاہیں جوڑ دیں۔ ہمارے اموال سے آپ جس قدر چاہیں لے لیں اور جو کچھ آپ چاہیں ہمیں دیں اور جس قدر آپ ہم سے مال لیں گے وہ ہمارے پاس چھوڑے ہوئے مال سے بہتر ہوگا اور جو چاہیں آپ ہمیں حکم فرمائیں۔ ہماری ہر حرکت آپ کے حکم کے تابع ہوگی۔ اللہ کی قسم اگر آپ غمدان کے تالاب تک جانا چاہیں تو بھی ہم آپ کے ہمراہ ہونگے۔ اور خدا کی قسم اگر آپؐ ہمیں اس سمندر میں لے چلیں تو بھی ہم آپ کے ہمراہ اس میں غوطہ لگا دیں گے ـــــ حضرت مقداد نے عرض کیا۔ ہم آپ کو قوم موسیٰ کی طرح جواب نہ دیں گے کہ اذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون،

یعنی تو اور تیرا پروردگار جائے اور لڑو۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

بلکہ ہم تو آپ کے دائیں، بائیں آپ کے آگے اور پیچھے ہر طرف سے جنگ کریں گے یہ باتیں سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمک اٹھا اور صحابہ کی بھی باتیں سن کر آپ از حد خوش ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا، چلو اور خوش ہو جاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ دو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروہوں میں سے کسی ایک کے متعلق وعدہ کیا ہے اور میں نے قوم کا میدان جنگ دیکھا ہے۔ آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف چل پڑے۔ ابوسفیان ڈھلوان کی طرف چلا گیا اور ساحل سمندر کے قریب جا پہنچا۔ جب اس نے محسوس کیا کہ وہ بچ گیا ہے اور قافلہ محفوظ رہا ہے تو اس نے قریش کو لکھ بھیجا کہ لوٹ جاؤ کیونکہ تم اپنے قافلے کو بچانے کے لیے نکلے تھے۔ اب تمہیں سلامتی کی خبر مل گئی۔ یہ لوگ جحفہ کے مقام پر تھے چنانچہ انھوں نے واپس جانے کا ارادہ کر لیا، لیکن ابوجہل کہنے لگا کہ اللہ کی قسم ہم واپس نہ جائیں گے بلکہ بدر پر پہنچ کر وہاں ٹھہریں گے اور اپنے ہمراہ جو عرب میں انہیں بلائیں گے۔ اس کے بعد عرب ہم سے ڈریں گے۔ آخر وہ چل پڑے۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی چل پڑے آخر کار شام کے قریب بدر کے چشموں کے قریب آن پہنچے۔

آپ نے فرمایا کہ منزل کہاں ہونی چاہیے؟ حضرت خباب بن منذر نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، میں اس جگہ اور اس کے قلب سے واقف ہوں۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو ہم اس کے قلب میں چلے جائیں۔ وہاں میٹھا پانی کثرت سے ہے اور وہاں ہم اتر پڑیں گے اور کفار سے قبل اس پر قبضہ کر کے ان کو پانی سے محروم کر دیں گے۔ دوسری طرف مشرکین نے تیزی سے پانی کی طرف پیش قدمی کی۔ آپ نے سعدؓ، علیؓ اور زبیرؓ کو بدر کی طرف معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجا، انہوں نے قریش کے دو غلام گرفتار کیے اور لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔

چنانچہ صحابہؓ نے ان سے پوچھا کہ تم کس کے آدمی ہو؟ کہنے لگے۔ ہم قریش کو پانی پلانے والے ہیں۔ صحابہ نے اسے ناپسند کیا اور تمنا کی کہ کاش یہ ابوسفیان کے قافلے میں سے ہوتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپ نے ان سے پوچھا مجھے بتاؤ قریش کہاں ہے؟

وہ کہنے لگے کہ اس ٹیلے کے پیچھے۔ آپ نے پوچھا کتنی تعداد میں ہیں؟ کہنے لگے ہمیں معلوم نہیں آپ نے پوچھا کتنے اونٹ روزانہ ذبح کرتے ہیں۔ کہنے لگے کسی دن نو اور کسی دن دس اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریش نو صد سے ایک ہزار تک ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شب کو اللہ تعالیٰ نے بارش فرمادی، مشرکین کے لیے بارش مصیبت بن گئی اور انھیں آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور مسلمان چونکہ ریت کے ٹیلے پر تھے، انھیں پاک بنادیا۔ زمین کو ہموار اور ریت کو سخت بنادیا جس پر پاؤں جم سکتے تھے اور صحابہؓ کے قلوب کو ڈھارس دی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ پانی کی طرف بڑھے اور رات کے ایک حصہ میں اس پر اترے اور حوض بنالیے۔

صنادید کفار کی قتل گاہ کی نشان دہی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک ٹیلے پر خیمہ لگادیا گیا جہاں سے میدان جنگ خوب نظر آتا تھا اور پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کرکے بتایا،

یہ فلاں کی قتل گاہ ہے، اور یہ فلاں کی قتل گاہ ہے اور یہ فلاں کی قتل گاہ ہے انشاء اللہ۔

چنانچہ آپ کی بتائی ہوئی جگہوں سے ذرا بھی وہ ادھر ادھر نہ ہوا۔

جب قریش آگے بڑھے اور دونوں لشکر نظر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

اے اللہ یہ قریش گھوڑوں اور غرور و نخوت تجھ سے لڑنے اور تیرے رسول کی تکذیب کرنے آئے ہیں۔

پھر آپ کھڑے ہوگئے اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا شروع کردی۔

اے اللہ جو وعدہ تو نے مجھ سے کیا ہے اسے پورا کر۔ میں تیرے وعدہ اور عہد کو دہراتا ہوں۔

حضرت صدیق نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، خوش ہوجائیے جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس کی قسم اللہ تعالیٰ آپ سے کیے ہوئے وعدہ کو ضرور پورا کرے گا۔

اور مسلمانوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا کی اور انتہائی خشوع وخضوع سے مدد چاہی پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو وحی فرمائی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس لیے ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو۔ میں جلد ہی کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف بھی وحی فرمائی کہ میں آپ کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد بھیج رہا ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت کا اپنے رب سے راز و نیاز

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں ایک درخت کی جڑ کے قریب نماز پڑھتے ہوئے گزار دی۔

ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی سترھویں تاریخ جمعہ کی رات کا یہ واقع ہے، جب صبح ہوئی تو قریش اپنے دوستوں کے ہمراہ سامنے آئے اور دونوں جماعتوں نے صف بندی کی حکیم بن حزام اور عتبہ بن ربیعہ نے دونوں جماعتوں میں مصالحت کی کوشش کی اور قریش سے کہا کہ واپس چلے جاؤ اور جنگ نہ کرو۔ ابوجہل نے انکار کیا۔

آخر ابوجہل نے عمرو بن حضرمی کے بھائی کو عمرو کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اکسایا، وہ چلایا ہائے عمرو... قوم (قریش) کو جوش آگیا، اور لڑائی چھڑ گئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صفیں درست فرمائیں اس کے بعد آپ اور ابوبکرؓ خیمے کی جانب تشریف لے آئے اور انصار کی جماعت کے ہمراہ حضرت سعدؓ بن معاذ خیمے کے دروازے پر پہرہ دینے لگے۔ اتنے میں عتبہ، اس کے بھائی شیبہ اور ولید بن عتبہ نکلے اور مقابلے کے لیے آواز دی۔ ان کے مقابلے کے لیے انصار میں سے تین صحابہؓ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور عفراء کے دونوں لڑکے معاذؓ اور عوفؓ سامنے آئے۔

قریش نے پوچھا تم کون ہو، کہنے لگے انصار ہیں۔ وہ کہنے لگے، تم شریف لوگ ہو لیکن ہم تو بنی عم کو مقابلے میں بلاتے ہیں۔

یہ سن کر حضرت علیؓ، عبیدہؓ بن حرث اور حمزہؓ میدان میں آگئے۔ حضرت علی نے اپنے مقابل ولید کو اور حضرت حمزہ نے اپنے مقابل عتبہ کو قتل کر دیا (ایک روایت میں شیبہ ان کا مقابل تھا) حضرت عبیدہ بن حرث زخمی ہوئے۔ حضرت علیؓ اور حمزہؓ نے ان کے مقابل پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور حضرت عبیدہؓ کو اٹھا لائے، ان کا پاؤں کٹ گیا تھا۔ ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی اسی حالت میں وہ وفات پا گئے۔

پھر مار دھاڑ شروع ہوئی اور جنگ کی چکی تیز ہو گئی۔ میدان کارزار گرم ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا و عجز میں اور اپنے پروردگار کے ذکر میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے شانوں سے چادر گر گئی۔ حضرت صدیق نے اسے دوبارہ ڈال دیا اور عرض کیا آپکی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا ہم سن رہے ہیں۔ خدا یقیناً آپ سے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار غنودگی آگئی۔ حالت حرب میں قوم کو بھی غنودگی سی آگئی۔ آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا۔ اور فرمایا اے ابوبکرؓ خوش ہو جاؤ، یہ جبریل ہیں۔ اللہ کی نصرت آگئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا لشکر کو نازل فرمادیا: اپنے رسول اور مومنوں کی مدد فرمائی اور مشرکین کے گرفتار کرنے اور قتل کرنے پر انہیں قدرت دی، چنانچہ (صحابہؓ) نے ستّر کو قتل کیا اور ستر کو گرفتار کر لیا۔

جب (قریش) نکلے تھے تو انھیں اپنے اور بنی کنانہ کے درمیان دشمنی کا خیال ہوا، چنانچہ ابلیس سراقہ بن مالک مدلجی کی شکل میں ان کے پاس آیا (سراقہ) بنی کنانہ کا ایک بڑا سردار تھا کہنے لگا، آج تم پہ کوئی آدمی بھی غالب نہیں ہو سکتا۔ میں تمہارے ہمراہ رہوں گا تاکہ بنی کنانہ تمہیں کچھ بھی ایذا نہ دے سکیں وہ اس وعدہ پر نکل پڑے اور شیطان (بصورت سراقہ) انکے ہمراہ رہا اور جدا نہ ہوا۔ جب لڑائی شروع ہوئی اور اس اللہ کے دشمن (ابلیس) نے اللہ کا لشکر (فرشتے) دیکھا جو آسمان سے نازل ہوا تھا تو ایڑیوں کے بل وہاں سے فرار ہو گیا۔

(قریش) کہنے لگے اے سراقہ! کہاں چلے! کیا تم نے یہ نہ کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور مفارقت اختیار نہ کروں گا (ابلیس) نے جواب دیا، میں وہ (مخلوق) دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔ ابلیس نے جب یہ کہا کہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے تو صحیح کہا، لیکن جب یہ کہا "میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو جھوٹ بولا ایک قول کے مطابق اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ بھی ان کے ہمراہ ہلاک نہ کر دیا جائے۔ اور ظاہر معنی یہی معلوم ہوتا ہے۔

جب دشمن قریب ہو گیا اور جماعت (صحابہؓ) کی طرف بڑھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور وعظ فرمایا، اور انہیں صبر استقامت کی تلقین فرمائی کہ اس طرح فتح و نصرت اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجر ملے گا اور بتایا کہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو گا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت واجب کر دی۔

چنانچہ عمیر بن حمام کھڑے ہوئے اور عرض کیا:
اے اللہ کے رسول وہ جنت جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہو گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا، ہاں! انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول بس! بس! کافی ہے!
آپ نے فرمایا، بس بس تو نے کیوں کہا؟ عرض کیا! اے اللہ کے رسول (میرا مطلب غلط) نہ تھا بلکہ مجھے امید ہے کہ شاید میں اسی کے رہنے والوں میں سے ہو جاؤں۔
آپ نے فرمایا، ہاں بے شک تو ان کے رہنے والوں میں سے ہے۔ انہوں نے چند کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے۔ پھر کہا، اگر میں ان کے کھانے تک زندہ رہا تو پھر یہ (دنیا کی) زندگی بہت طویل ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے باقی کھجوریں پھینک دیں اور جہاد میں شریک ہو کر شہید ہو گئے۔ یہ پہلے شہید تھے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگ ریزوں سے مٹھی بھری اور انہیں دشمن کے چہروں کی طرف پھینکا ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ جس کی آنکھ میں مٹی نہ پڑی ہو، وہ اپنی آنکھوں سے مٹی نکالنے میں مصروف ہو گئے اور مسلمان انہیں قتل کرنے میں مصروف ہو گئے
نیز اس دن فرشتے کفار کو قتل کرنے میں مسلمانوں سے بھی سبقت لے جاتے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان اس دن ایک مشرک کے پیچھے تیزی سے جا رہا تھا کہ اچانک اس نے اپنے سامنے کوڑے کی آواز سنی اور ایک سوار کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا، اے حیزدم آگے بڑھ، پھر دیکھا تو مشرک مرا پڑا تھا۔ غور سے جو دیکھا تو کوڑے کی ضرب سے اس کی ناک ٹوٹ چکی تھی اور چہرے کا ایک حصہ پھٹ گیا تھا۔ یہ واقعہ سب کے سامنے لایا گیا تو ایک انصاری نے آگے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا، تو نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان سے مدد آتی تھی۔
ابوداؤد حازنیؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مشرک کے پیچھے بڑھ رہا تھا تاکہ اس کا سر قلم کر دوں، اچانک اس کا سر میری تلوار پہنچنے سے قبل ہی جدا ہو کر گر گیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اسے میرے سوا کسی دوسرے نے قتل کیا ہے۔

عباس بن عبدالمطلب کی گرفتاری ایک انصاری عباس بن عبدالمطلب کو گرفتار کر کے لائے عباس نے کہا اللہ کی قسم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے مجھے گرفتار نہیں کیا بلکہ مجھے تو ایک انتہائی خوبصورت آدمی نے گرفتار کیا جو ابلق گھوڑے پر سوار تھا اور اب وہ نظر نہیں آتا۔ انصاری فرمانے لگے کہ اے اللہ کے رسول میں نے انھیں گرفتار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا خاموش رہو اللہ تعالیٰ نے اچھے فرشتے کے ذریعہ تمہاری مدد کی ہے۔ بنی عبدالمطلب سے تین آدمی عباس، نوفل اور عقیل گرفتار ہوئے

جب لڑائی ختم ہو گئی اور قریش شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کون دیکھے گا کہ ابوجہل کا کیا بنا؟ حضرت ابن مسعود گئے اور گرا ہوا دیکھا۔ عفراء کے دونوں لڑکوں (معوذؓ و معاذؓ) نے اسے مارا تھا۔ آخر مر گیا۔ (ابن مسعودؓ نے اس کی داڑھی پکڑی اور پوچھا تو ابوجہل ہے؟ وہ کہنے لگا کہ آج کس کی فتح ہوئی۔ انھوں نے فرمایا، اللہ اور اس کے رسول کو فتح حاصل ہوئی اور اسے اللہ کے دشمن اللہ نے تجھے ذلیل کیا۔ وہ بولا اور کیا ایسے آدمی پر کہ جس کی قوم نے اسے قتل کیا؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور عرض کیا۔ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں" آپ نے تین بار یہ کلام دہرایا۔ پھر فرمایا اللہ اکبر سب تعریفیں اللہ کی ہیں، جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی، اور تنہا دشمن اکی جماعتوں کو شکست دی۔ پھر فرمایا، چلو مجھے دکھاؤ۔ ہم نے آپ کو اس کی لاش بے سر دکھایا۔ آپ نے فرمایا، یہ اس امت کا فرعون ہے۔

اسی روز حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک خشک ٹہنی عطا فرمائی اور فرمایا، اس سے کام لو۔ جب حضرت عکاشہؓ نے اسے پکڑ کر ہلایا تو یہ ٹہنی) ایک طویل انتہائی سفید تلوار بن گئی۔ یہ صحابی ہمیشہ اس سے جہاد کرتے رہے۔ آخر کار ابوبکرؓ کی خلافت میں فتنہ ارتداد کے موقع پر شہید ہو گئے۔

حضرت زبیر نے عبیدہ بن سعید بن عاص کو دیکھا، وہ ہتھیاروں میں غرق تھا اور اس کی صرف آنکھیں نظر آتی تھیں۔ حضرت زبیر نے اپنا حربہ اس کی آنکھ میں گھونپ دیا اور وہ مر گیا۔ پھر انہوں نے اپنا پاؤں حربہ پر رکھا اور اسے کھینچا اسے کھینچتے ہوئے انھیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی زور لگانا پڑا اور اس کی ایک طرف دوہری ہو گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حربہ طلب فرمایا، انہیں نے پیش کر دیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو انھوں نے پھر اسے واپس لے لیا۔ پھر ابوبکرؓ نے ان سے مانگ لیا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت عمرؓ نے لے لیا۔ جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو پھر زبیرؓ نے واپس لے لیا، اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے لے لیا۔ جب حضرت عثمانؓ کا انتقال ہوا تو یہ حربہ آل علیؓ کے پاس آگیا، چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے لے لیا اور شہادت تک اُن کے پاس ہی رہا۔

حضرت رفاعہ بن رافع فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میں نے تیر مارا تو میری آنکھ پھوٹ گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا پھر مجھے کچھ بھی تکلیف نہ دی۔ جب جنگ ختم ہو گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقتولوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا، تم بدترین خاندان ہو۔ تم نے جن کی طرف میں نبی بن کر مبعوث ہوا۔ اور تم نے میری تکذیب کی اور دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے رسوا کرنے کی کوشش کی اور دوسرے لوگوں نے میری مدد کی۔ تم نے مجھے نکال دیا، اور دوسرے لوگوں نے مجھے جگہ دی۔

پھر آپ نے بدر کے کنوؤں میں سے ایک ویران کنویں کی طرف انہیں گھسیٹا اور اس میں انہیں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد آپؐ کھڑے ہو کر نام لے لے کر فرمانے لگے۔

اے عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن ربیعہ۔ اے فلاں اے فلاں کیا تم نے پالیا، جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا؟ البتہ میں نے حق پالیا، جو مجھ سے میرے پروردگار نے وعدہ کیا تھا۔

حضرت عمر نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول آپ ایک مردہ قوم سے مخاطب ہیں!

آپ نے فرمایا، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں جو ان سے کہہ رہا ہوں، وہ کلام تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن وہ جواب دینے کی سکت نہیں رکھتے۔

آپ اس علاقے میں تین دن ٹھہرے رہے اور آپ جب بھی کسی قوم پر حملہ کرتے تو آپ وہاں تین دن ٹھہرا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ فاتح اور اللہ کی مدد سے خوش و خرم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس تشریف لاتے۔ آپ کے ہمراہ قیدی اور مال غنیمت ہوتا۔

جب آپؐ صفراء پر پہنچے تو غنائم کو تقسیم فرمایا، اور نضر بن حرث بن کلاہ کی گردن ماردی۔ پھر آپؐ عرق الظبیہ اترے اور عقبہ بن ابی معیط کی گردن ماردی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فاتح اور منصور مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ اب تو مدینہ اور اس کے اردگرد کا ہر دشمن آپ سے ڈرنے لگا۔ نیز مدینہ کے متعدد لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی بھی اس وقت ظاہری طور پر مسلمان ہوئے۔

غزوہ بدر میں تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہؓ شریک ہوئے۔ تراسی مہاجرین اکسٹھ اوس قبیلہ کے۔ ایک سو ستر بنو خزرج کے تھے۔ اوس کی تعداد خزرج سے کم تھی۔ اگرچہ یہ قبیلہ زیادہ قوی، اور صاحب شوکت تھا، اور لڑائی میں مستقل مزاج تھا، اس کا سبب یہ تھا کہ ان کے گھر مدینہ سے باہر تھے اور جنگ کا بلاوا اچانک آگیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم شوال کے مہینہ میں غزوۂ بدر اور اس کے گرفتار شدگان سے فارغ ہوئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ سویق

دشمن اسلام یہودی سردار کعب بن اشرف کا قتل

غزوۂ سویق جب مشرکین کا گروہ ذلیل، رسوا اور غمزدہ حالت میں واپس گیا تو ابو سفیان نے نذر مانی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کیے بغیر سر پر پانی نہ ڈالوں گا، چنانچہ وہ دو سو سواروں کے ہمراہ نکلا اور مدینہ کے ایک جانب میدان میں گیا، وہاں ایک یہودی سلام بن مشکم کے پاس رات گزاری۔ اس نے اسے شراب پلائی اور لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے کھجور کے چند درخت کاٹ ڈالے۔ ایک انصاری اور ایک ان کے حلیف کو قتل کر دیا۔ پھر واپس بھاگ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی نذر مانی۔ اس کی تلاش میں تشریف لے گئے، اور قرقرۃ الکدر تک پہنچے، لیکن ابو سفیان بھاگ چکا تھا۔ زادِ راہ کی کثرت کے باعث کفار نے کافی مقدار میں ستو پھینک دیئے۔ مسلمانوں نے وہ ستو اٹھا لیے۔ اس طرح اس کا نام ہی غزوۂ سویق پڑ گیا۔ یہ واقعہ غزوۂ بدر کے دو ماہ بعد پیش آیا۔

کعب بن اشرف کے واقعہ کی تفصیل اب کعب بن اشرف کا واقعہ بیان ہوتا ہے، اس یہودی کی ماں بنو نضیر سے تعلق رکھتی تھی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف و اذیت کا موجب تھا اپنے اشعار میں صحابہؓ کی ازواج سے تشبیب کیا کرتا تھا۔ جب غزوہ بدر ہوا تو یہ مکہ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے خلاف اہل مکہ کو بھڑکانے لگا، پھر مدینہ لوٹ آیا اور ایسی ہی حرکتیں کرنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کعب بن اشرف کا خاتمہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون کرے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے۔

محمد بن مسلمہ، عباد بن بشیر۔ ابو نائلہ جس کا نام سلکان بن سلامہ تھا، اور یہ کعب کے رضاعی بھائی تھے۔ حرث بن اوس اور ابو عبس بن جبر تیار ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی کہ اسے گھات سے قتل کر دیں۔

یہ لوگ رات کو جب چاندنی کھلی ہوئی تھی گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع غرقد تک ساتھ تشریف لے جا کر انہیں رخصت کیا۔ جب وہاں پہنچے تو سلکان بن سلامہ کو اس کے پاس بھیجا وہ بظاہر رسول اللہ سے منحرف ہو کر، اور اس کے ہم ساز بن کر پہنچے۔ اور آپ کے بارے میں شکایتی الفاظ کہے۔ نیز کہا کہ یہ اسلحہ رہن رکھ لو اور میرے رفقاء کے کھانے کا بندوبست کر دو، اس نے قبول کر لیا۔

سلکان اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے، انہیں ساتھ لے آئے۔ وہ اپنے قلعے سے باہر نکلا یہ فوراً اس پر پل پڑے اور تلوار کی نوک پر رکھ لیا۔ محمد رضی اللہ عنہ بن سلمہ نے اسے قتل کر دیا، زخمی ہو کر یہ دشمن خدا زور سے چیخا، جس سے ہر چہار طرف ایک دہشت سی پھیل گئی۔ ان لوگوں نے آگ جلائی اور روشن ہو گیا۔ آخر یہ (صحابہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شب کے آخری حصے میں حاضر ہوئے۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ حرث بن اوس اپنے کسی ساتھی کی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک زخم پر لگا دیا، وہ فوراً ہی صحت یاب ہو گئے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی عہد شکنی اور خدا اور رسول سے جنگ آزمائی کے باعث ان کے قتل کی اجازت دے دی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ اُحد

تاریخ اسلام کی اہم ترین اور فیصلہ کن جنگ

ابوسفیان کی اسلام دشمنی

جب اللہ تعالیٰ نے اشراف قریش کو بدر کے موقع پر قتل کر دیا اور انھیں سابق مواقع کی نسبت بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا تو ان کا رئیس ابوسفیان بن حرب تھا یہی تھا جس نے انھیں بھیجا تھا، وہ غزوۂ سویق میں بھی یہ خود آیا تھا، اور خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کر سکنے پر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو اکسایا کرتا تھا، آخر کار اس نے تین ہزار کی تعداد میں فوج مرتب کر لی جس میں قریش اس کے حلیف اور دیگر گروہ بھی شامل تھے۔ یہ لوگ اپنی عورتوں کو ساتھ لے آئے تاکہ عار کے خوف سے فرار نہ ہو سکیں، اس کے بعد یہ لشکر مدینہ کی طرف چل پڑے۔ علینین کے مقام پر احد پہاڑ کے قریب اترا۔ یہ واقعہ ہجرت کے تیسرے سال شوال کے مہینہ میں پیش آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ آیا مقابلہ میں مدینہ سے باہر نکلیں یا مدینہ میں ٹھہریں! آپ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ جائیں اور یہیں قلعہ بند ہوں۔ اگر وہ شہر میں داخل ہو جائیں تو مسلمان ان سے گلیوں میں مقاتلہ کریں اور عورتیں چھتوں پر سے۔ عبداللہ بن ابی نے اس رائے کی تائید کی۔ کبار صحابہ کی ایک جماعت جو بدر میں شریک نہ ہو سکی تھی، انھوں نے باہر نکلنے کا مشورہ دیا اور اس پر اصرار کیا۔ عبداللہ بن ابی نے مدینہ میں ہی ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔ آپ کی رائے بھی مدینہ کے متعلق تھی، اس لیے بعض صحابہؓ نے آپؐ کی تائید کی، بحث مباحثہ کے بعد آپ اٹھ کر گھر میں تشریف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے گئے اور سلاح جنگ زیب تن فرما کر باہر تشریف لائے۔

اب صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر آپ مدینہ میں ٹھہرنا پسند فرمائیں تو ایسا ہی کریں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نبی کو مناسب نہیں کہ جب وہ لباس (جہاد) پہن لے تو پھر (ہتھیار) اتار دے جب تک کہ اللہ اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار صحابہؓ کے ہمراہ باہر تشریف لائے۔ اور جو لوگ مدینہ میں رہ گئے ان کی امامت کے لیے آپ نے ابن ام مکتوم کو مقرر فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن باہر نکلے۔ جب آپ مدینہ اور احد کے درمیان پہنچے تو عبداللہ بن ابی (منافق) لشکر کا تیسرا حصہ لے کر الگ ہو گیا، اور کہنے لگا، تم میری مخالفت کرتے ہو اور میرے سوا دوسروں کی بات سنتے ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبری جاری رکھی اور وادی کے ایک کنارے احد کے ایک حصہ میں اترے آپ نے احد کی طرف پشت کی اور بلا اجازت لوگوں کو جنگ شروع کرنے سے منع فرمایا۔

مسلمانوں کی صف بندی اور جنگی تیاری

جب ہفتے کے دن کی صبح آئی تو لڑائی کی تیاری کی، آپ کے ہمراہ سات سو آدمی تھے جن میں پچاس سوار تھے۔ آپ نے پچاس تیراندازوں پر عبداللہ بن جبیر کو امیر بنایا۔ انہیں اور ان کے رفقاء کو حکم دیا کہ مرکز سے چمٹے رہیں۔ اور اس سے ہرگز جدا نہ ہوں۔ اگرچہ پرندوں کو دیکھیں کہ وہ لشکر کو کھائے جا رہے ہیں۔ جو لوگ فوج کے پیچھے کی جانب متعین تھے۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ مشرکین کو تیروں سے روکے رکھیں تاکہ پیچھے کی جانب سے مسلمانوں پر حملہ نہ ہو سکے۔ اس روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہیں پہنے تھے۔ آپ نے مصعبؓ بن عمیر کو جھنڈا عطا فرمایا۔ نیز آپ نے زبیرؓ بن عوام کو ایک جانب اور منذر بن عمرو کو دوسری جانب امیر بنایا۔ اسی روز ایسے نوجوان بھی حاضر ہوئے۔ آپ نے جنہیں کم عمر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال فرمایا اس لیے لوٹا دیا۔ عبداللہ بن عمر۔ اسامہ بن زید۔ اسید بن ظہیر۔ براء بن عازب زید بن ارقم۔ زید بن ثابت۔ عرابہ بن اوس اور عمرو بن حزام رضی اللہ عنہم انہی میں سے تھے اور جنھیں قد سے توانا سمجھا انھیں اجازت دے دی۔ سمرۃ بن جندب۔ رافع بن خدیج انھیں میں سے تھے۔ ان دونوں کی عمریں پندرہ پندرہ سال کی تھیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جس کی عمر پندرہ سال کی تھی اسے آپؐ نے اجازت دے دی، اور جس کی عمر اس سے کم نکلی اسے واپس کر دیا اور اس روز مسلمانوں کا شعار امت امت تھا چنانچہ ابتدائے دن میں مسلمانوں کو کفار پر فتح حاصل ہوئی اور کفار فرار ہو گئے، یہاں تک کہ اپنی عورتوں کے پاس جا پہنچے۔ جب تیر اندازوں نے (کفار) کی شکست دیکھی تو اپنی جگہ چھوڑ دی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں متعین فرمایا تھا اور کہنے لگے (چلو) غنیمت! غنیمت! ان کے امیر نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد یاد دلایا لیکن انہوں نے نہ سنا اور سمجھے کہ مشرکین بھاگ چکے چنانچہ سرحد خالی چھوڑ کر مال غنیمت کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

مشرکین نے سواروں کو دیکھا کہ سرحد خالی ہے، وہ تیزی سے آگے بڑھے اور مسلمانوں کا احاطہ کر لیا اس کے بعد صحابہؓ کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے نوازا۔ صحابہ کے ہٹ جانے کے باعث مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے۔ اور آپ کا چہرہ انور زخمی کر دیا، اور آپؐ کا ایک دندان مبارک شہید کر دیا اور آپ پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ آپ ابو عامر کے ساتھ ایک گڑھے میں گر گئے جو اس نے مسلمانوں کے لیے کھود رکھے تھے۔ حضرت علیؓ نے آپؐ کو اپنے ہاتھوں سے تھام لیا اور طلحہ بن عبید اللہ نے آپؐ کو اپنے جسم کی اوٹ میں کر لیا۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر آپؐ کے سامنے شہید ہو گئے۔ آپ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو جھنڈا دے دیا۔ آہنی خود کے دو حلقے آپ کے رخسار میں چبھ گئے۔ ابو عبیدہؓ بن جراح نے انھیں نکالا۔ انہی زخموں کے باعث آپ کے دو دانت شہید ہو گئے۔ ابو سعید خدری کے والد مالک بن سنان نے آپ کے رخسار سے بہتے ہوئے خون کو چوس لیا۔

مشرکین نے خیال کیا کہ اب ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالٰی نے حائل نہیں۔ چنانچہ دس کے قریب مسلمان بیچ میں آ گئے۔ آخر وہ شہید ہو گئے ...... پھر حضرت طلحہ نے ان سے مقابلہ کیا اور مشرکوں کو آپؐ سے دور ہٹا دیا۔ حضرت ابودجانہ رضہ اپنی پشت کفار کی طرف کر کے آپؐ کے لیے ڈھال بن گئے۔ ان پر تیر برس رہے تھے اور وہ وہاں سے ہلتے نہ تھے۔ حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں چوٹ لگ گئی انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اپنی جگہ پر لوٹا دیا، اب وہ دونوں میں سے زیادہ صحت مند آنکھ بن گئی۔

جنگ کی گھاگھمی میں شیطان چیخا کہ محمد قتل ہو گیا۔ مسلمانوں پر سخت سراسیمگی طاری ہو گئی، بڑی تعداد میں وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ انس بن نضر ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو ہاتھ توڑے بیٹھے تھے۔ انہوں نے پوچھا کس بات کا انتظار کر رہے ہو!

کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو چکے۔

انہوں نے کہا تو پھر آپ کے بعد تم زندگی سے کیا لو گے، آؤ اٹھو جس پر آپ نے وفات پائی تم بھی موت کو اس پر، اخوش آمدید کہو۔ اس کے بعد لوگوں کے سامنے آئے اور حضرت سعد بن معاذ سے ملاقات ہوئی۔ ان سے کہنے لگے، اے سعد میں احد سے ورے ہی سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے، شہادت کے بعد دیکھا گیا تو ان کے بدن پر زخم کے ستر نشانات تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے تقریباً بیس زخم کھائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی طرف تشریف لائے تو سب سے پہلے کعب بن مالک نے خود کے نیچے سے آپ کو پہچانا، اور زور سے آواز دی، اے مسلمانو، خوش ہو جاؤ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ "خاموش رہو" مسلمان آپ کے پاس جمع ہو گئے اور جس شعب (گھاٹی) میں آپ اترے وہیں عام مسلمان بھی آ گئے۔ وہاں ابوبکرؓ اور عمرؓ علیؓ اور حارث بن صمہ انصاری وغیرہ بھی موجود تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دشمن رسولؐ کی درگت

جب پہاڑ کی طرف بڑھے تو رسول اللہ نے ابی بن خلف کو دیکھا۔ اس اللہ کے دشمن کو شک ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے قتل کر دیں گے۔ جب آپ ان کے قریب آئے تو حرث بن صمہ سے برچھا لیا اور اسے مارا۔ اس کی گردن میں زخم ہوا اور اللہ کا دشمن شکست کھا کر بھاگا۔ مشرکین نے اس سے کہا۔ خدا کی قسم تجھے کچھ نہیں ہوا۔

اس نے جواب دیا کہ جس قدر مجھے تکلیف ہے اگر ذی مجاز والوں کو اتنی تکلیف ہوتی تو تمام مر جاتے۔ واقعہ یوں ہے کہ یہ مکہ میں گھوڑا چرا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں اس پر سوار ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی، تو آپؐ نے فرمایا، بلکہ انشاءاللہ میں اسے قتل کروں گا۔ آپؐ نے جب اسے مارا تو اللہ کے دشمن کو وہی بات یاد آگئی کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس زخم سے ضرور مر جائے گا، چنانچہ وہ مکہ کی طرف واپس آتے ہوئے سرف کے مقام پر مر گیا۔

حضرت حنظلہؓ اس معرکہ میں شہید ہو گئے۔ یہ حالت جنابت میں تھے کیونکہ جب انھوں نے آواز سنی تو اس وقت اپنی بیوی کے ساتھ مشغول تھے، اسی وقت اٹھے اور جہاد میں آ کر شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو خبر دی کہ انھیں فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ معلوم کرو کہ ان کا کیا معاملہ ہے! ان کی بیوی سے صحابہؓ نے دریافت کیا تو انہوں نے اصل واقعہ بتا دیا، چنانچہ فقہاء نے اسے اس بات کی دلیل قرار دے دیا ہے کہ اگر حالتِ جنابت میں کوئی شہید ہو جائے تو فرشتوں کی اقتداء کے باعث اسے غسل دیا جائے۔

جب لڑائی ختم تھی تو ابو سفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی، کیا تم میں محمدؐ ہے! انہوں نے کچھ نہ جواب دیا۔ پھر کہنے لگا کیا تم میں ابن ابی قحافہ (ابوبکرؓ) ہے! اس پر بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر پوچھا کیا تم میں عمر بن خطابؓ ہے! پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا، چونکہ اسے اور اس کی قوم کو معلوم تھا کہ اسلام انہی حضرات کے باعث طاقتور ہے اس لیے انہی کے متعلق دریافت کیا پھر (ابو سفیان) کہنے لگا، ان سب کا تو کام تمام ہو گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان کے نعروں کا جواب

حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا، فرمایا، او دشمن خدا! جن کا تو نے ذکر کیا ہے وہ سب زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تجھے ایذا دینے کے لیے انھیں باقی رکھا ہے۔

اس کے بعد (ابوسفیان) چلایا اے ہبل اونچا رہ (اعلیٰ ہبل)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا اس کا جواب نہ دو گے؟ عرض کیا گیا، کیا کہیں! آپ نے فرمایا۔ کہو اللہ سب سے اونچا اور بڑا ہے (اللہ اعلیٰ واجل) پھر وہ (ابوسفیان) کہنے لگا ہمارے پاس عزیٰ (ایک بت کا نام جس کو یاد کر کے وہ بزعم خویش عزت حاصل کرتے تھے) ہے اور تمہارے پاس عزیٰ نہیں (لنا العزی ولا عزیٰ لکم) آپ نے فرمایا کیا تم اس کا جواب نہ دو گے؟ عرض کیا گیا، ہم کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا ہمارا آقا اللہ ہے اور تمہارا کوئی آقا (مولا) نہیں (اللہ مولانا ولا مولا لکم)

اس کے بعد ابوسفیان کہنے لگا، بدر کے دن کا یہ بدلا ہے اور جنگ کے مقابلے میں ہار جیت (ہوتی ہی) رہتی ہے۔

حضرت عمرؓ نے جواب دیا، نہیں یہ بات نہیں بلکہ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں۔

غزوہ احد میں بھی ملائکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیا، چنانچہ صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے روایت کیا، فرمایا کہ میں نے احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے ہمراہ دو آدمی قتال میں شریک تھے جن پر ازحد سفید کپڑے تھے۔ اس سے پہلے اور بعد میں میں نے انھیں کبھی نہیں دیکھا اور صحیحین میں ابی حازمؓ سے مروی ہے کہ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا۔ انھوں نے کہا، اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم کون دھو رہا تھا کون پانی بہا رہا تھا اور دعا کیا کی گئی۔

حضرت فاطمہؓ زخم کو دھو رہی تھیں اور حضرت علی بن ابی طالب پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا خون زیادہ نکل رہا ہے تو انھوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زخم میں رکھا جس سے خون رک گیا۔

حضرت انسؓ نے کہا اے سعد جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ میں احد سے درے ہی محسوس کر رہا ہوں، اس کے بعد وہ میدان میں چلے گئے اور جہاد شروع کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کی لاش پہچانی نہ جا سکی۔ ان کی ہمشیرہ نے انگلی کے پوروں سے پہچانا اور ان پر نیزے تلواروں اور تیروں کے اسّی سے زیادہ نشان تھے۔

مشرکین ابتدائے دن میں ہی شکست کھا گئے۔ ابلیس چیخا، اے اللہ کے بندو، اللہ تمہیں رسوا کرے۔ شکست سے واپس آؤ اور جنگ کرو۔

حضرت حذیفہؓ نے دیکھا کہ مسلمان ان کے والد کو مشرکین کا آدمی سمجھ کر قتل کرنے لگے ہیں انھوں نے آواز دی، اللہ کے بندو، یہ میرے والد ہیں وہ ان کا کلام نہ سمجھے اور انھیں شہید کر دیا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا، اللہ تمہیں بخشے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیت دینا چاہی انھوں نے جواب دیا کہ میں نے ان کی دیت مسلمانوں کو معاف کر دی اس واقعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حضرت حذیفہؓ کا مرتبہ اور بڑھ گیا۔

حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے روز مجھے سعدؓ بن ربیع کی تلاش میں بھیجا، فرمایا کہ اگر تو انھیں دیکھے تو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ رسول اللہ دریافت فرما رہے تھے کہ تمہارا کیا حال ہے!

راوی کہتے ہیں کہ میں مقتولوں میں پھرنے لگا۔ آخر میں سعدؓ کے پاس آیا ان کا دم لبوں پر تھا، نیزوں، تلواروں اور تیروں کے بدن پر ستر نشانات تھے۔

میں نے کہا اے سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کہا ہے اور دریافت فرمایا ہے کہ تمہارا حال کیا ہے!

انھوں نے جواب دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو۔ ان سے عرض کرنا، اے اللہ کے رسول میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں، اور میری قوم انصار سے کہنا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچی اور تم میں ایک جھپکنے والی آنکھ بھی باقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تو یاد رکھو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر سنا نہ جائے گا۔ اس کے فوراً بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام فرماتے ہیں، میں نے احد سے قبل مبشر بن عبدالمنذر کو خواب میں دیکھا، کہنے لگے چند ہی روز میں تم ہمارے پاس آرہے ہو۔ میں نے پوچھا اور تم کہاں ہو! انھوں نے جواب دیا کہ ہم جنت میں ہیں۔ ہمارا جہاں دل چاہتا ہے سیر کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا آپ بدر کے غزوہ میں شہید نہ ہوئے تھے! انھوں نے فرمایا ہاں! پھر مجھے دوبارہ زندہ کیا گیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا اے ابو جابرؓ یہ گواہی ہے۔

اللہ کا دشمن ابی بن خلف لوہے میں ڈوبا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اگر محمد بچ رہا تو میں نہ بچ سکوں گا کیونکہ اس نے مکہ میں حلف اٹھایا تھا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) قتل کر دے گا۔ مصعب بن عمیر سامنے آئے اور مصعب شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ اور بغیہ کے درمیان گردن پر جگہ دیکھی۔ آپ نے اس جگہ ضرب مارا اور وہ گھوڑے پر سے گر پڑا۔ اس کے دوستوں نے اسے اٹھایا۔ اور بیل کی طرح خرخرا رہا تھا اس کے ساتھی اکہنے لگے، یہ ذرا سا زخم ہے، پھر بھی تو اتنی بے صبری دکھا رہا ہے! اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد آگیا میں انشاء اللہ اسے قتل کروں گا۔ چنانچہ رابغ میں جا کر مر گیا۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رات کے ایک حصہ میں میں وادی رابغ میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک آگ نظر آئی۔ میں ادھر گیا، دیکھا تو ایک آدمی ایک زنجیر گھسیٹتا ہوا اس میں سے نکل رہا ہے اور پیاس پیاس چیخ رہا ہے اور ایک اور آدمی بھی نظر آیا جو کہہ رہا تھا کہ اسے پانی نہ پلانا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا ہے یہ ابی بن خلف ہے۔

یوم احد ابتلاء اور امتحان کا دن تھا

زہریؓ۔ عاصم بن عمرؓ اور محمد بن یحییٰ بن حبانؓ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یوم احد ابتلاء وامتحان کا دن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دن مومنین کو آزمایا اور منافقین کو عریاں کر دیا، جو محض زبان سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہارِ اسلام کیا کرتے تھے، اور دل میں کفر چھپا رکھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں میں سے جسے چاہا شہادت کے اکرام سے نوازا۔ نیز احد کے دن قرآن کی سورہ آل عمران کی ساٹھ آیات نازل ہوئیں جن کی ابتدا اس آیات سے ہوتی ہے واذ غدوت من اهلك تبوى المؤمنين مقاعد للقتال۔ آخر تک۔

احد کا غزوہ کئی احکام و قواعدِ فقہیہ پر مشتمل ہے

ایک یہ کہ جب جہاد کا آغاز ہو جائے اور اسلحہ پہن لیا جائے اور مقابلے کا عزم کر لیا جائے تو دشمن سے جنگ کیے بغیر واپس نہ ہونا چاہیے۔

(۲) دوسرے لشکر نے کران زمینوں سے گزرنا ہو کہ راہ میں پڑیں اگرچہ مالک راضی نہ ہو (بشرطیکہ اس کے بغیر چارہ کار نہ ہو۔)

(۳) تیسرے جو بچے بالغ نہ ہوں اور جنگ کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں انہیں واپس کر دینا۔

(۴) نیز اگر امام کو زخم آ جائے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے اور اس کے پیچھے سب بیٹھ کر نماز پڑھیں جیسا اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور وفات تک آپ کی یہ سنت جاری رہی۔

(۵) نیز اگر کوئی مسلمان اپنے آپ کو قتل کر دے تو وہ اہلِ نار میں سے ہوگا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قزمان کے متعلق فرمایا جب کہ احد کے دن اسے سخت ترین ابتلا میں ڈالا گیا۔ جب اسے شدت سے تکلیف محسوس ہو تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اہلِ نار میں سے ہے۔

(۶) نیز شہید کے متعلق سنت یہ ہے کہ اسے غسل نہ دیا جائے۔ نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے اور جو کپڑے پہنے ہو اس کے علاوہ دوسرے کپڑوں کا اسے کفن بھی نہ پہنایا جائے بلکہ انہی (کپڑوں) میں اس کے زخم اور خون کے ہمراہ اسے دفن کیا جائے۔ ہاں اگر اس کا لباس (دشمنوں) نے چھین لیا ہو تو دوسرا کفن دیا جا سکتا ہے۔

(۷) نیز اگر حالت جنابت میں شہادت ہو جائے تو غسل دیا جائے، جیسا ملائکہ نے حنظلہؓ بن ابی عامر کو غسل دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ اور شہدا کے معاملہ میں مسنون یہ ہے کہ انہیں میدان جنگ میں ہی دفن کیا جائے اور دوسرے مقام پر منتقل نہ کیا جائے کیونکہ صحابہؓ کی ایک جماعت نے اپنے مقتولوں کو مدینہ میں منتقل کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کرنے والے نے منادی کی کہ انہیں میدان جنگ میں واپس لوٹا دیا جائے۔

۹۔ نیز ایک قبر میں دو یا تین شہداء کو بھی دفن کرنا جائز ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر میں دو یا تین کو بھی دفن کر دیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن جموح کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ دنیا میں ان کی آپس میں بہت محبت تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دنیا میں دونوں محبت کرنے والے کو ایک ہی قبر میں دفن کر دو۔ پھر ایک طویل زمانے کے بعد ان کی قبر کھودی گئی تو عبداللہ بن عمرو بن حرام کا ہاتھ اسی طرح اپنے زخم پر تھا جیسے انھوں نے زندگی میں اس پر رکھا تھا۔ ان کا ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو فوراً خون ابلنے لگا۔ اس پر ان کا ہاتھ پھر اسی جگہ لوٹا دیا گیا اور خون رک گیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا! کہنے لگے انھیں ایک طرف کی چادر میں دفن کیا گیا تھا جو چہرے پر آ سکی اور پاؤں پر حرمل کے پودے ڈال دیئے گئے۔ ہم نے چادر کو اس طرح دیکھا اور حرمل بھی ان کے پاؤں پر حسب سابق موجود تھی۔ اور ان کے (دفن) ہونے سے اب تک چھیالیس برس گزر چکے تھے۔

۱۰۔ نیز اگر مسلمان کسی اپنے آدمی کو غلطی سے قتل کر دیں تو امام پر بیت المال سے دیت دینا واجب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ کے والد کی دیت دینی چاہی گو حضرت حذیفہؓ نے دیت لینے سے احتراز کیا اور مسلمانوں کو معاف کر دیا۔

۱۱۔ موت کی تمنا جائز نہیں گو میدان جنگ میں دشمن سے لڑتے ہوئے حصول شہادت کی تمنا جائز ہے۔

غزوہ احد میں حکم و غایات محمودہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ آل عمران میں ان پر روشنی ڈالی ہے، وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ الخ ان ساٹھ آیات میں قصہ بیان فرمایا اور انھیں معصیت تفرقہ و اختلاف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے انجام بد سے آگاہ کیا اور بتایا کہ جو گزند انھیں پہنچا وہ اسی وجہ سے تھا۔ پھر بتایا کہ تمہیں ان سے پھیر دیا، تاکہ تمہیں آزمائے اور اب تمہیں معاف بھی کر دیا ہے چونکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت اور اختلاف وافتراق کا نتیجہ دیکھ لیا تھا اس لیے اب اسباب خذلان سے خوب واقف اور متنبہ ہو کر اس سے احتراز واجتناب کرنے لگے۔

نیز یہ فائدہ ہوا کہ مومن صادق اور منافق کاذب میں امتیاز ہو گیا کیونکہ جب اللہ تعالٰی نے غزوہ بدر میں مسلمانوں کو کفار پر غلبہ عطا فرمایا اور ان کی آواز بلند ہو گئی تو ظاہری طور پر اسلام میں ایسے لوگ بھی داخل ہو گئے جو باطن میں مسلمان نہ تھے۔ اس لیے اللہ تبارک وتعالٰی کی حکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ اپنے بندوں پر ایک مصیبت اور محنت ڈال دے تاکہ مومن اور منافق میں فرق آجائے۔ چنانچہ اس غزوہ (احد) میں منافقین نے سر اٹھایا جو کچھ چھپا رہے تھے منہ پر لے آئے اور نفاق کھل کر ظاہر ہو گیا اور لوگ علانیہ کافر مومن اور منافق تین گروہوں میں بٹ گئے اور مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ خود ان کے گھروں میں بھی انکے دشمن موجود ہیں، جو ان کے ہمراہ رہتے ہیں اور ان سے جدا نہیں ہوتے۔ چنانچہ ان کے مقابلے کے لیے مستعد ہو گئے اور ان سے حفاظتی تدابیر اختیار کرنے لگے۔

نیز اللہ تعالٰی کے نزدیک شہادت اولیاء اللہ کے اعلٰی مراتب کی علامت ہے۔ شہداء اس کے خواص ومقربین میں شامل ہوتے ہیں۔ درجہ صدیقیت کے بعد شہادت کا ہی درجہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالٰی چاہتا ہے کہ اپنے بندوں میں سے شہداء کا انتخاب فرمائے۔ جو اس کی محبت ورضا کی خاطر خون بہائیں اور اس کی محبت ورضا کو اپنی جان پر بھی فوقیت دیں۔ اور اس سعادت عظمٰی کا حصول کا طریق صرف یہی ہے کہ انھیں دشمن کے تسلط میں دیا جائے تاکہ اسباب مقدرہ کے باعث وہ (درجہ شہادت) حاصل کریں۔

نیز اللہ تبارک وتعالٰی نے جب اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے کا قصد فرمایا تو ان کے لیے ایسے اسباب مہیا کر دیے جو ان کی ہلاکت وبربادی پر منتج ہوں۔ اور سب سے بڑا جرم یا سبب ان کا کفر وبغاوت وطغیان اور اللہ کے اولیاء کو ازحد ایذا دینا اور ان سے مقاتلہ آرائی رہا ہے۔ ان کے گناہ وعیوب کے باعث اپنے اولیاء کو ان پر ظاہر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمادیا اور اس سے اللہ کے دشمنوں کے اسباب ہلاکت میں اضافہ ہوا۔
اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے متعلق ذکر فرمایا:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ۔

یعنی کمزور نہ ہو اور غم نہ کرو۔ اگر تم مومن ہو۔ تو تم سربلند ہو اگر تم کو تکلیف پہنچی تو اس طرح (دوسری) قوم کو بھی تکلیف پہنچی اور ہم لوگوں میں دنوں کو بدلتے رہتے ہیں تاکہ ان لوگوں کو جان لیں جو ایمان لائے اور لیں وہ تم میں سے گواہ اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا"

اس آیات میں اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی حوصلہ افزائی اور تقویت اور ان کے عزائم و معمم کو زندگی بخشنے کا کلام جمع فرمادیا۔ اور کفار کی زیادتیوں کے منطقی نتائج کی بنا پر پیدا شدہ حکمتوں کا تذکرہ کیا اور اچھے انداز سے تسلی دی۔ اس کے بعد ان کے عزائم و ہمتوں پر توبیخ فرمائی کہ اس سے قبل تم جہاد کی تمنا کرتے تھے اور جنگ میں جانا چاہتے تھے۔

فرمایا، وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ
یعنی اور تم اس سے قبل موت کی تمنا کرتے تھے، کہ اس سے ملیں۔

صحابہ میں شہادت کی تمنا اور شوق

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بدر کے شہداء کے فضائل کی خبر دی، تو صحابہؓ کو شہادت کی خواہش ہوئی۔ ان کی تمنا یہ ہوئی کہ جنگ ہو تاکہ اس میں شہید ہو اپنے بھائیوں سے جا ملیں۔ احد کے روز اللہ تعالیٰ نے ان کی تمنائیں انہیں دکھادیں، تو سوائے چند کے جنہیں اللہ نے چاہا تھا شکست کھا گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

نیز غزوہ احد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کی اطلاع دہی کے لیے مقدمہ تھا اس لیے انھیں متنبہ فرمایا اور فرار پر توبیخ کی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا قتل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں تو انھیں فرار نہیں ہونا چاہیے) بلکہ ان پر واجب یہ ہے کہ اس کے دین اور توحید پر قائم رہیں اور اسی پر مریں۔ ہر جان دار کو بہر حال موت آنی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ رہنے کے لیے مبعوث نہیں فرمایا۔ نہ وہ صحابہ اس کے لیے دنیا میں بھیجے گئے، بلکہ ان کا مقصد اتو اسلام و توحید کی خاطر مرنا ہے، کیونکہ موت تو بہر حال آکر رہے گی۔ چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا زندہ رہیں اس وجہ سے جو دین سے پھر گئے ان پر اللہ تعالیٰ کی زجر نازل ہوئی۔ جب شیطان چلایا کہ محمد قتل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی، وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزي الله الشاكرين۔

یعنی اور نہیں ہیں محمد مگر رسول تحقیق گذر چکے ان سے پہلے کئی ارسول کیا پس اگر فوت ہو جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پلٹ جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پلٹ جائے تو وہ ہر گز اللہ کو کچھ بھی ضرر نہیں دے سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے عنقریب شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس چیز کی خبر دی جس سے انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں نے دشمنوں کے مقابلہ میں ہمیشہ مدد چاہی۔ اور وہ توبہ، استغفار اور اپنے پروردگار سے دعا ہے تاکہ ان کے قدم مضبوط رہیں اور ان کے اعدا کے خلاف اللہ ان کی مدد کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وما كان قولهم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا في امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين فآتاهم الله ثواب الدنيا وحسن ثواب الآخرة والله يحب المحسنين۔

یعنی، ان کا قول یہی تھا کہ انہوں نے کہا "اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ بخش دے اور امور میں ہماری زیادتی کو بخش دے۔ اور ہمیں ثابت قدم کر دے اور کافروں کی قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا کا اجر اور آخرت کا بہتر اجر عطا فرمایا اور اللہ احسان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا

پھر انھیں یہ بھی بتایا کہ اللہ نے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کر کے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور وہ سچے وعدے والا ہے۔ اس لیے اگر تم لوگ اطاعت پر جمے رہے اور رسولوں کی اطاعت کو لازم کر لیا تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن اگر اطاعت کا جوا اتار دیا اور مرکز (وحی) سے ہٹ گئے تو اللہ کی مدد الگ ہو جائے گی۔ اور سزا و ابتلاء کی خاطر دشمنوں کا تسلط کر دیا جائے گا تاکہ معلوم ہو جائے معصیت اور اطاعت کے عواقب کیا ہوتے ہیں۔

نیز اس کے بعد یہ بھی بتا دیا کہ یہ ساری لغزشیں خدا نے معاف فرما دیں۔ اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔ اس طرح اس واقعہ میں کئی حکمتیں اور مومنین پر اللہ کی بے شمار نعمتیں ملتی ہیں۔

پھر اس میں تحذیر و تخویف، ارشاد و تنبیہ۔ اسباب خیر و شر کی وضاحت ان کا مآل و انجام پھر اپنے نبی اور مومنین کی تسلی و تشفی، جو ان میں سے مقتول ہوئے ان کے متعلق انتہائی لطف و کرم اور رضائے الٰہی کی ضمانت جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقدر فرما دی، غرض اسی طرح کے بے شمار انعامات ملتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

یعنی "اور ان کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے، انھیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے ہاں، انھیں رزق ملتا ہے، خوشی میں جو اللہ نے انھیں دیا ہے اپنے فضل سے اور ان کے بعد جو ان سے ابھی نہیں ملے انھیں خوشخبری دیتے ہیں کہ ان پر نہ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے دو جانباز

خبیب بن عدی اور زید بن الدثنہ کا بے دردانہ قتل

ہجرت کے تیسرے سال شوال کی ساتویں تاریخ ہفتے کے دن غزوہ احد واقع ہوا، جیسا مذکور ہو چکا ہے اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف واپس تشریف لے آئے اور شوال ذوالقعدہ، ذی الحجہ اور محرم کے مہینے وہیں ٹھہرے ۔ جب محرم کا چاند طلوع ہوا ۔ آپ کو معلوم ہوا کہ خویلد کے دونوں لڑکے اپنی قوم کے ہمراہ بنی اسد بن خزیمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ پر ابھار رہے ہیں ۔ آپ نے ابو سلمہ کو بھیجا اور انھیں جھنڈا دیا اور آپ کے ہمراہ انصار اور مہاجرین کے ڈیڑھ صد افراد بھیجے ، انھیں ایک اونٹ اور بکری ملی ۔ اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ یہ تمام مال غنیمت لے کر مدینہ واپس تشریف لائے ۔

خالد بن سفیان ہذلی کا قتل ۔ محرم کی پانچویں تاریخ آپ کو معلوم ہوا کہ خالد بن سفیان ہذلی نے ایک گروہ جمع کیا ہے ۔ آپ نے عبداللہ بن انس کو اس کی طرف بھیجا ، انھوں نے اسے قتل کیا اور اس کا سر لے آئے اور آپ کے سامنے رکھ دیا آپ نے انھیں ایک عصا عنایت فرمایا یہ کہنے لگے کہ یہ میرے اور آپ کے درمیان قیامت کے دن علامت ہوگی ۔ جب ان کی وفات قریب ہوئی تو انھوں نے وصیت کی کہ اسے بھی ان کے کفن میں رکھ دیا جائے ۔ یہ اٹھارہ راتیں سفر میں رہے اور ہفتے کے روز جب محرم میں سات دن باقی تھے واپس آئے ۔ جب صفر آیا تو عضل اور قارہ سے ایک قوم خدمت میں حاضر ہوئی ۔ انھوں نے اسلام ظاہر کیا اور درخواست کی کہ ان کے ہمراہ ان صحابہ کو بھیجا جائے کہ جو دین کے عالم ہوں اور انھیں قرآن پڑھائیں ۔ ابن اسحٰق کے قول

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق آپ نے چھ آدمی بھیجے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ دس آدمی تھے اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کو ان کا امیر بنایا۔ ان میں خبیب بن عدی بھی تھے۔ یہ ان کے ہمراہ چلے گئے۔ جب یہ لوگ رجیع میں پہنچے۔ حجاز کے ایک طرف کا چشمہ ہے انھوں نے یہاں دھوکہ دیا اور ان پر حملہ کر دیا اور ان حافظ کو گھیر لیا اور قتل عام کر دیا۔ خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ گرفتار ہو گئے۔ ان دونوں کو لے گئے اور انھیں مکہ میں بیچ دیا۔ ان دونوں نے غزوہ بدر میں کفار کے سرداروں کو واصل جہنم کیا تھا۔ حضرت خبیبؓ تو ان کے ہاں قید ہو گئے اور سارے مل کر ان کو قتل کرنے کے لیے حرم سے نکال کر تنعیم میں لے آئے۔ جب انھیں سولی پر چڑھانے لگے تو انھوں نے کہا مجھے دو رکعتیں پڑھ لینے دو۔ انھوں نے چھوڑ دیا انھوں نے دو رکعتیں پڑھیں۔ جب سلام پھیرا۔ تو فرمایا، اللہ کی قسم اگر تم یہ نہ کہو کہ یہ بزدل ہے تو میں زیادہ پڑھتا۔ اس کے بعد (کفار) کے لیے بد دعا کی، اے اللہ انھیں تباہ کر دے انھیں قتل کر دینا اور ان میں سے ایک بھی زندہ نہ چھوڑنا۔

ابو سفیان کہنے لگا، کیا تم نہیں پسند کرتے کہ اس وقت تم اپنے بال بچوں میں زندہ ہوتے۔ اور محمد ہمارے پاس آتے اور ہم ان کی گردن مارتے (نعوذ باللہ)

انھوں نے فرمایا، اللہ کی قسم مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میں اپنے اہل و عیال میں ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ پر جہاں کہ وہ ہیں ایک کانٹا ہی چبھ جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعۂ بیر معونہ

اسی یعنی ہجرت کے چوتھے سال صفر کے مہینے میں بیر معونہ کا واقعہ پیش آیا۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ابو براء عامر بن مالک مدینے آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ لیکن اس نے اسلام قبول نہیں کیا۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر آپؐ اہل نجد کی طرف صحابہؓ کو اپنے دین کی طرف دعوت دینے کے لیے بھیجیں تو مجھے امید ہے وہ قبول کریں گے آپ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد سے خطرہ ہے۔

ابو براء کہنے لگا کہ میں ساتھ ہوں۔ آپؐ نے اسی کے ہمراہ ابن اسحاق کے قول کے مطابق چالیس آدمی روانہ فرمائے۔ لیکن صحیح حدیث میں ہے کہ وہ ستر تھے اور منذر بن عمرو کو ان کا امیر بنایا۔ یہ صحابہؓ اہل اسلام میں سے بڑے بڑے مراتب والے بزرگ تھے اور قراء اور علماء پر مشتمل تھے۔ یہ چل پڑے اور بیر معونہ پر اترے۔

یہ علاقہ بنو عامر اور حرۃ بن سلیم کا تھا۔ انھوں نے ام سلیم کے بھائی حرام بن سلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب دے کر اللہ کے دشمن عامر بن طفیل کی طرف بھیجا۔ اس نے نظر بھی نہ ڈالی اور ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ اس نے پیچھے سے نیزہ مار دیا، وہ بدن کے پار ہو گیا اور جب اپنا خون بہتے دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب رہا۔

پھر اللہ کا یہ دشمن جلدی سے بنی عامر کی طرف گیا تاکہ باقی سے قتال کیا جائے لیکن انھوں نے ابو براء کی ہمراہی کے باعث ...... انکار کر دیا۔ پھر یہ بنو سلیم کی طرف گیا چنانچہ عصیہ رعل اور ذکوان تیار ہو گئے۔ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ اور ان سے مقاتلہ کیا یہاں تک کہ کعب بن زید بن نجار کے سوا تمام کو شہید کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ مقتولوں میں پڑے رہے اور بعد میں زندہ رہے آخر غزوہ خندق میں شہید ہو گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن منذر ضمری اور منذر بن عقبہ بن عامر نے دیکھا کہ جنگ کی جگہ پرندے اڑ رہے ہیں چنانچہ منذر بن محمد اترے اور مشرکین سے مقابلہ کیا آخر یہ بھی شہید ہو گئے اور عمرو بن ضمری گرفتار ہو گئے۔ جب انھوں نے کہا کہ مضر قبیلہ میں سے ہوں، تو انھیں رہا کر دیا گیا۔ اب عمرو بن امیہ واپس تشریف لائے۔ اور ایک نہر کے کنارے قرقرہ میں ٹھہرے اور ایک درخت کے سایہ کے نیچے اترے۔ اس کے بعد بنو کلاب کے دو آدمی بھی وہاں آ گئے اور وہ بھی ان کے ساتھ وہیں اتر پڑے۔ جب وہ سو گئے تو عمرؓ نے انھیں قتل کر دیا۔ اس کے بعد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا، تم نے دو آدمیوں کو قتل کر دیا۔ میں ان کی دیت دوں گا۔

قنوت نازلہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی اور جن لوگوں نے مبلغین اسلام کو بیر معونہ میں قتل کر دیا۔ ان کے خلاف بددعا کی۔ آپؐ نے رکوع کے بعد قنوت پڑھی۔ جب وہ لوگ تائب و مسلمان ہو کر حاضر ہوئے، تو آپؐ نے قنوت پڑھنا ترک کر دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ ذات الرقاع

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الرقاع کے غزوہ میں خود حصہ لیا۔ یہ نجد کا غزوہ ہے۔ ہجرت کے چوتھے سال جمادی الاول کے مہینے میں آپ تشریف لے گئے۔ ایک قول کے مطابق محرم میں آپ محارب اور بنی ثعلبہ بن سعد بن غطفان کی طرف گئے۔ مدینہ پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو عامل بنایا۔ ایک قول کے مطابق حضرت عثمان بن عفان کو عامل بنایا۔ آپ چار سو صحابہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ ایک روایت سات سو کی ملتی ہے۔ آخر آپ غطفان کی فوج کے سامنے پہنچے۔ آمنے سامنے دونوں فوجیں کھڑی ہوگئیں لیکن قتال نہ ہوا۔ ہاں صرف یہ ہوا کہ آپ نے اس دن صلوٰۃ خوف ادا فرمائی۔ اس غزوے کے متعلق ابن اسحٰق اور اہل سیر و مغازی کا یہی قول ہے یہ مسئلہ بہت مشکل سا ہے کیونکہ یہ صحیح طور پر مروی ہے کہ خندق کے غزوہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عصر پڑھنے سے روک گیا۔ سنن، مسند احمد اور شافعی رحمہما اللہ میں ہے کہ انھوں نے نماز ظہر و عصر، مغرب اور عشاء سے روکے رکھا پھر آپ نے تمام نمازیں اکٹھی ادا کیں لیکن یہ صلوٰۃ خوف کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے اور خندق کا غزوہ ذات الرقاع کے بعد ۵ھ کا ہے اور ظاہری طور پر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عسفان میں پہلی صلوٰۃ خوف ادا کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدر موعود یا بدر ثانیہ

یہ واقعہ تو گذر چکا ہے کہ ابو سفیان نے واپسی پر کہا تھا کہ اب ہمارا اور تمہارا وعدہ اگلے سال بدر پر ملاقات (جنگ) کا ہے۔ چنانچہ جب شعبان کا مہینہ آیا۔ ایک قول کے مطابق اگلے سال کا ذی قعدہ کا مہینہ آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ کے مطابق ایک ہزار پانچ سو کا لشکر لے کر نکلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو جھنڈا دیا گیا۔ اور مدینہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کو عامل بنایا۔ آخر آپ بدر کے مقام پر پہنچے اور وہاں آٹھ دن تک اقامت پذیر رہے اور مشرکین کا انتظار کرتے رہے۔ ابو سفیان مکہ سے دو ہزار کا لشکر لے کر نکلا اور ان کے پاس پچاس سوار تھے۔

جب یہ مرالظہران پہنچے جو مکہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے۔ ابو سفیان کہنے لگا، یہ خشک سالی کا سال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم واپس لوٹ جائیں۔

چنانچہ واپس چلے گئے اور وعدہ خلافی کے مرتکب ہوئے۔ اس لیے اسے غزوۂ بدر موعود، یا غزوہ بدر ثانی کا نام دیا جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ مریسیع اور واقعۂ افک

حضرت عائشہ صدیقہؓ پر منافقوں کی تہمت اور اس کے اثرات

واقعات کی ضروری تفصیل

شعبان ۵ھ میں یہ غزوہ ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حرث بن ابی ضرار جو بنو مصطلق کا سردار ہے، اپنی قوم اور دیگر عربوں کو لے کر جنگ کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے بریدہ بن حصیب اسلمی کو خبر لانے کا حکم دیا۔ یہ گئے اور حرث بن ابی ضرار سے ملے اور اس سے گفتگو کی۔ اس کے بعد حاضر خدمت ہو کر تمام ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے نکلے آپؐ کے ہمراہ منافقین کا ایک گروہ بھی نکل آیا۔ جو اس سے قبل کسی غزوے میں شریک نہ ہوا تھا۔ زید بن حارثہ کو آپؐ نے مدینہ پر عامل مقرر فرمایا۔ ایک قول ابوذرؓ کے متعلق بھی ہے ایک قول نمیلہ بن عبد اللہ لیثی کے متعلق ہے۔ آپؐ پیر کو نکلے حرث بن ضرار اور اس کے ساتھیوں کو آپؐ کی اور صحابہؓ کی آمد کی اطلاع ملی تو خوف کے مارے عرب کے قبائل اس سے الگ ہو گئے۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریسیع پہنچے، یہ پانی کی جگہ تھی۔ یہاں آپؐ کا خیمہ گاڑا گیا۔ آپؐ کے ہمراہ عائشہؓ اور ام سلمہؓ تھیں چنانچہ قتال کی تیاری کی گئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی صف بندی کی۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت ابو بکرؓ کے پاس اور انصار کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھنڈا حضرت سعدؓ بن عبادہ کے پاس تھا۔ ایک ساعت تیراندازی ہوئی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دفعتہً حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اسی وقت اللہ کی مدد پہنچی، اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ کفار شکست کھا گئے۔ کچھ ان میں سے قتل ہوئے۔ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کیا گیا۔ جانور اور بکریاں مال غنیمت کے طور پر ہاتھ لگیں۔ صرف ایک مسلمان شہید ہوا۔ عبدالمومن بن خلف نے سیرت میں یہی لکھا ہے حالانکہ یہ ان کا وہم ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قتال نہیں ہوا بلکہ آپؐ نے اچانک حملہ کیا تھا، چنانچہ ان کی اولاد گرفتار ہوئی اور مال ہاتھ لگا۔

حضرت جویریہؓ آپؐ کے عقد میں گرفتار شدگان میں حضرت جویریہ بنت حرث بھی آئیں۔ یہ حارث اپنی قوم کا سردار تھا۔ یہ ثابت بن قیس کے حصّے میں آئیں۔ انہوں نے ان سے کتابت کرلی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی کتابت کی رقم ادا فرمائی پھر ان سے نکاح کرلیا۔ اس پر مسلمانوں نے بنو مصطلق کے تقریباً سو غلام آزاد کیے جو مسلمان ہو چکے تھے اور کہا:

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال ہیں۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ اس غزوہ میں حضرت عائشہؓ سے ہار گر گیا اور صحابہؓ اس کی تلاش کی وجہ سے رک گئے چنانچہ تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

یہ واقعہ اس طرح تھا کہ حضرت عائشہؓ اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ آئیں۔ کیونکہ ان ہی کے نام قرعہ سفر میں جانے کا نکلا تھا۔ آپؐ کا اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ یہی طریقہ تھا۔ جب غزوہ سے واپس ہوئے۔ اور ایک جگہ ٹھہرے۔ حضرت عائشہ کسی ضرورت سے باہر تشریف لے گئیں اور جو ہار انہوں نے اپنی ہمشیرہ سے مستعار لیا تھا وہ کھو دیا۔ چنانچہ دوبارہ وہیں اس کی تلاش میں گئیں اتفاق سے اسی وقت جو لوگ ان کا ہودج اٹھا کر لے جاتے تھے، حاضر ہوئے انہوں نے سمجھا ام المومنینؓ اس کے اندر ہیں۔ انہوں نے اسے اٹھا لیا اور اس کے ہلکے پن کا احساس نہ کیا کیونکہ ان دنوں ام المومنین رضی اللہ عنہا چھوٹی عمر کی تھیں نیز اٹھانے والے زیادہ تھے، اس لیے بھی انہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احساس نہ ہوا۔ اور اگر ایک یا دو آدمی اٹھاتے تو یہ معاملہ ان سے مخفی نہ رہتا۔

ہار کی تلاش کرنے کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ واپس تشریف لائیں تو دیکھا کہ قافلہ جا چکا ہے اور وہاں کوئی آدمی بھی نہیں رہا۔ چنانچہ وہیں بیٹھ گئیں اور یہ خیال کیا کہ جب وہ انہیں ہودج میں نہ پائیں گے تو تلاش کرتے ہوئے واپس یہیں آئیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے۔ اپنے عرش پر سے جیسے چاہتا ہے امور کی تدبیر کرتا ہے پھر ان پر نیند کا غلبہ ہوا اور سو گئیں اور صفوان بن معطل (جو قافلے کے پیچھے پیچھے آرہے تھے) کی آواز سے جاگیں۔ انہوں نے دیکھ کر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ صفوان قافلے سے پیچھے رہتے تھے کیونکہ یہ سوتے زیادہ تھے۔ جیسا کہ صحیح ابن حاتم میں مروی ہے اور سنن میں ہے کہ جب انہوں نے ام المومنین کو دیکھا تو پہچان لیا اور پردے کے حکم سے قبل انہوں نے انہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ انہوں نے استرجاع کہا (انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا) اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر ان کے قریب کر دیا۔ وہ سوار ہو گئیں اور اس کے علاوہ کوئی بات نہ کی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اس کے علاوہ ان سے اور کوئی کلام نہیں سنا۔ اس کے بعد وہ آگے آگے چل پڑے یہاں تک کہ قافلے سے آن ملے۔ جس جگہ لشکر دوپہر کے وقت اترا ہوا تھا۔

چہ میگوئیاں اور طرح طرح کی باتیں

جب لوگوں نے یہ معاملہ دیکھا تو ہر آدمی نے اس معاملہ پر گفتگو کی۔ عبداللہ بن ابی جیسے منافق نے بغض و نفاق کا مظاہرہ کیا۔ اور اس واقعہ کو رنگ دے کر خوب پھیلائے اور ہوا دینے لگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس کے قریب ہو جایا کرتے۔ جب مدینہ پہنچے تو پھر منافقین کی سرگرمیاں تیز ہو گئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے الگ ہونے کا مشورہ دیا اور صراحتاً نہیں بلکہ تلویحاً عرض کیا۔ آپ دوسری شادی کر لیں۔ حضرت ابو ایوب انصاری اور دوسرے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب یہ معاملہ دیکھا تو فوراً بول اٹھے۔ اللہ پاک ہے۔ یہ بہت بڑی تہمت ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ انہیں یقین ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حبیبہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اس سے بالاتر ہیں کہ اللہ انہیں کسی مصیبت میں مبتلا کرے۔

آخر جب اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت نازل فرمائی تو کہنے لگیں کہ میں خود آپؐ کی طرف نہ جاؤں گی اور میں صرف اللہ ہی کی حمد بیان کرتی ہوں۔ اسی نے میری برأت نازل فرمائی۔

نیز ایک ماہ تک وحی رک جانا بھی حکمت کے مطابق تھا کہ یہ معاملہ خوب پختہ ہو جائے، اور مسلمانوں کے قلوب اللہ کی وحی کی جانب مائل ہو کر اس کی عظمت میں ڈوب جائیں۔ اور وحی کی طرف شدت تمنا سے جھک پڑیں۔ آخر جس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اہل بیتؓ و صحابہؓ وحی کے محتاج تھے۔ وہ اس طرح آئی کہ جیسے سخت پیاسی زمین پر بارش آتی ہے۔ چنانچہ وحی ایک مناسب اور بہتر موقع پر آئی اور اہل اسلام کو اس سے مکمل اور بدرجہ اتم نشاط و مسرت حاصل ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اہل بیت کی کرامت و شرف ظاہر کی آپؐ کو اس مشکل سے نجات عطا فرمائی۔

منافق کو کوڑے کیوں نہیں لگائے گئے

جب ام المومنین کی برأت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت لگانے والوں پر حد قذف لگانے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہیں اسّی اسّی دُرّے مارے گئے، البتہ منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبی کو حد نہیں لگائی گئی، حالانکہ وہ اس افترا بازی کا سرغنہ تھا۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حدود اس لیے ہوتی ہیں تاکہ گناہ گار کو ان سے پاک کیا جائے اور یہ بدبخت اس سعادت کا اہل نہ تھا اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آخرت میں سخت ترین عذاب کا وعدہ کر رکھا تھا، اس لیے اسے وہی (عذابِ آخرت) ہی کافی تھا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اقرار یا بیّنہ کے بعد حد جاری کی جاتی ہے لیکن اس بدبخت نے علانیہ طور پر اقرار نہیں کیا اور نہ بیّنہ قائم ہوا کیونکہ وہ یہ تمام باتیں اپنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافق ساتھیوں میں ہی کیا کرتا تھا اور وہ اس کے خلاف گواہی نہ دیتے۔ اور مومنین کے درمیان اس نے ایسی بات کا تذکرہ (خطرے کی وجہ سے) نہیں کیا۔

حضرت عائشہؓ کے طرزِ عمل کی توجیہہ

جب براءت نازل ہوئی تو حضرت صدیقہؓ کا طرزِ عمل بھی قابل غور ہے۔ جب ان کے والدین نے فرمایا اٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاؤ، تو کہنے لگیں، اللہ کی قسم میں ان کی طرف خود نہ جاؤں گی اور میں صرف اللہ ہی کی حمد کروں گی، اس سے ان کے علم و معرفت اور قوتِ ایمان کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اس نعمت کو محض اللہ کے ساتھ مخصوص رکھا اور تجدید توحید کی۔ انہوں نے یہ جملہ صلح نہ کرنے کی وجہ سے نہیں کہا، بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثقہ، محبت اور ایک حبیب کے سامنے ناز دکھانے کے لیے جیسے کرتا ہے، اسی طریق پر یہ کلام کیا اور یہ مقام بھی ناز کے تمام مقامات سے زیادہ ناز کا تھا۔

منافق کے قتل سے آپؐ کا انکار

اس غزوہ سے واپسی پر عبداللہ بن ابی نے جو منافقین کا سردار تھا، کہا کہ اگر ہم مدینہ واپس گئے تو عزت والے ذلت والوں کو وہاں سے باہر نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچادی۔ عبداللہ بن ابی عذر کرتا ہوا آیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقین میں حضرت زیدؓ کی تصدیق نازل فرمائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ سے فرمایا۔ خوش ہو جا۔ اللہ نے تیری تصدیق کر دی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول۔ عباد بن بشیر کو حکم دیں کہ اس بدبخت کی گردن مار دیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں لوگ کہیں گے محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ خندق

دشمنِ اسلام یہودی سردار ابو رافع کا قتل

دو اقوال میں سے زیادہ صحیح قول کے مطابق یہ غزوہ ۵ھ کو شوال میں ہوا کیونکہ غزوہ احد بلا اختلاف ۳ھ میں ہوا۔ اور مشرکین نے آئندہ سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرنے کا عہد کیا۔ یہ ۴ھ میں ہوئی لیکن اس سال قحط کی وجہ سے انہوں نے عہد شکنی کی اور واپس لوٹ گئے۔ جب ۵ھ ہوئی تو جنگ کے لیے آ گئے، اہل سیر و مغازی کا یہی قول ہے۔ اس کے برعکس موسیٰ بن عقبہ نے کہ یہ ۴ھ میں ہوا ابو محمد بن حزم فرماتے ہیں کہ یہ صحیح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔

یہود اور قریش کا اتحاد اسلام کے خلاف

غزوۂ خندق کا سبب یہ تھا کہ جب یہود نے احد کے دن مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی نصرت دیکھی اور انہیں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے ابو سفیان کا وعدہ معلوم ہوا کہ وہ اس سال نکلے اور آئندہ سال آنے کے لیے واپس چلے گئے تو (یہود کے) بڑے بڑے سردار سلام بن ابی حقیق سلام بن مشکم اور کنانہ بن ربیع وغیرہ مکہ میں قریش کے پاس گئے۔ انہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا۔ ان سے اظہار دوستی کیا اور ان کی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ قریش نے قبول کر لیا۔ پھر یہ لوگ غطفان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس گئے۔ انہیں بھی اس کام کی دعوت دی وہ بھی مان گئے۔ اس کے بعد عرب کے دیگر قبائل کو اس پر آمادہ کر لیا۔

بالآخر قریش ابو سفیان کی قیادت میں چار ہزار کا لشکر لے کر نکلے۔ مرالظہران میں بنو سلیم بھی ان سے مل گئے۔ نیز بنو اسد، فزارہ، اشجع اور بنو مرہ بھی آن ملے۔ غطفان اور ان کا سردار عیینہ بن حصن بھی آگیا۔ اس طرح غزوہ خندق میں (کفار کی تعداد) دس ہزار ہو گئی جنہوں نے اس میں حصہ لیا تھا۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کا حال سنا تو صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا جو مدینہ اور دشمن کے درمیان حائل ہو جائے آپؐ نے خندق کھودنے کا حکم دے دیا۔ مسلمان تیزی سے اس کام میں مصروف ہو گئے آپؐ خود بھی اس کام میں عملاً شریک ہوئے۔ کفار بھی بڑی تیزی سے آئے۔ اس خندق کے واقعہ میں بھی آپؐ کی نبوت و رسالت کی علامات واضح تھیں جو کثرت و تواتر سے منقول ہیں۔

سلع کے سامنے خندق کھودی گئی۔ یہ پہاڑ تھا جو مسلمانوں کی پشت پر تھا اور سامنے مسلمانوں اور کفار کے درمیان خندق حائل تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار صحابہؓ کو لے کر میدان میں تشریف لائے ابن اسحاق کہتے ہیں کہ آپؐ سات سو صحابہؓ کو لے کر تشریف لائے، لیکن یہ غلط ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے متعلق حکم دیا، چنانچہ انہیں مدینہ کے قلعوں میں بٹھا دیا گیا اور ابن ام مکتومؓ کو ان کا پہریدار مقرر کیا گیا ادھر حیّ بن اخطب بنو قریظہ کے پاس آیا۔ ان کے قلعے کے قریب پہنچا، لیکن کعب بنی اسد نے قلعہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ وہ اس سے بات چیت کرتا رہا۔ آخر کار اس نے قلعہ کھول دیا۔ جب وہ اس کے پاس گیا تو کہنے لگا۔

میں تیرے پاس زمانے کی عزت لایا ہوں۔ قریش، غطفان اور بنو اسد کو مع ان کے سرداروں کے لایا ہوں (جو) محمدؐ سے جنگ کریں گے۔

کعب نے جواب دیا اللہ کی قسم تو میرے پاس زمانہ کی ذلت اور ایسا بادل لایا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اپنا پانی بہا چکا ہے، وہ گرجتا اور چمکتا ہے (لیکن برستا نہیں) لیکن طویل مباحثہ کے بعد آخرکار یہ لوگ بھی عہد شکنی پر تیار ہو گئے اور مشرکین کے ساتھ مل کر جنگ میں شریک ہو گئے۔ اس سے مشرکین بہت مسرور ہوئے۔ نیز کعب نے حیی بن اخطب سے یہ شرط کی کہ اگر وہ محمدؐ کے خلاف کامیاب نہ ہو سکیں تو حیی بن اخطب بھی یہود کے ہمراہ ان کے قلعے میں داخل ہو جائے گا تاکہ جو سزا انہیں ملے اسے بھی مل کر رہے۔ اس نے قبول کر لیا۔

بنو قریظہ کی عہد شکنی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو قریظہ اور ان کی عہد شکنی کی اطلاع ملی، تو آپؐ نے سعد بنؓ، خوات بن جبر اور عبد اللہ بنؓ ارواح کو صورتِ حال معلوم کرنے کے لیے ارسال فرمایا۔ جب یہ قریب پہنچے تو انہیں بدترین حالت میں دیکھا اور یہ دیکھ کر کہ یہود دشنام طرازی اور عداوت کا مظاہرہ کر رہے ہیں، یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے گئے اور آپ کو مطلع کیا کہ یہ لوگ غدر اور نقض عہد پر مائل ہیں، مسلمانوں کو اس بات کا بڑا صدمہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) اے مسلمانو! خوش ہو جاؤ، ابتلا وشدید بدتر صورت اختیار کر گیا۔ اور نفاق ظاہر ہو گیا۔ بنی حارثہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس جانے کی اجازت طلب کی اور کہنے لگے کہ ہمارے گھر خالی ہیں، حالانکہ وہ خالی نہیں تھے بلکہ فرار ہونا چاہتے تھے:

یہ لوگ بنو سلمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ پھر آپ نے دونوں گروہوں کو مضبوط کیا اور مشرکین نے ایک ماہ تک محاصرہ کیے رکھا۔ لیکن خندق کے حائل ہونے کے باعث مسلمانوں اور مشرکین میں قتال نہ ہو سکا۔ صرف قریش کے چند سوار خندق کی طرف بڑھے جن میں عمرو بن عبد ود بھی تھا۔ جب یہ اس کے قریب آئے تو کہنے لگے یہ ایک مکر ہے۔ اور عرب لوگ اس سے واقف نہ تھے۔ پھر خندق میں ایک تنگ جگہ کا ارادہ کیا اور خندق اور پہاڑ کے درمیان انہوں نے کودنے کی کوشش کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے عمرو بن عبدود سے مقاتلہ کیا۔ حضرت علیؓ کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کیا۔ یہ مشرکین کے بہادروں اور جنگجو لوگوں میں سے تھا، باقی مشرکین واپس بھاگ گئے اور مسلمانوں کا شعار "حم لا ینصرون" تھا۔ جب مسلمانوں پر یہ صورتِ حال طویل ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن اور حرث بن عوف جو غطفان کے دونوں سردار تھے مدینہ کے پھلوں کے ثلث پر مصالحت کا ارادہ فرمایا۔ سعدین سے آپ نے اس مسئلہ میں مشورہ کیا۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر اللہ تعالیٰ نے اس کام کا حکم دیا ہے تو پھر بسروچشم اور اگر آپ خود کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ہم اور ہماری قوم مشرک تھی۔ بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ اس وقت یہ لوگ صرف مہمانی یا خرید کی صورت میں کھا سکتے تھے اب جب کہ اللہ نے ہم کو اسلام سے عزت بخشی اور ہمیں ہدایت دی اور آپ کی سرپرستی سے ہمیں عزت عطا فرمائی ہے تو آج ہم انہیں مال دیں؟ اللہ کی قسم ہم انہیں لڑے بغیر ہرگز مال نہ دیں گے۔ آپ نے ان کی رائے کی تصویب فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ محض خود کیا تھا کیونکہ میں نے دیکھا کہ عربوں نے ایک ہو کر تم پر حملہ کیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس کی حمد ہے اپنے پاس سے قضا بھیجی اور دشمن کو رسوا کیا ان کے لشکر کو شکست دی۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر ہوا چلائی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے۔ ان کی ہانڈیاں الٹ گئیں اور تمام خیمے اڑ گئے۔ اور ان کا ٹھہرنا دشوار ہوگیا اور اللہ کے ملائکہ کا لشکر ان کو ہلانے لگا اور ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ بن یمان کو کفار کی خبر لینے کے لیے بھیجا انہوں نے دیکھا وہ کوچ کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں، چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس حاضر ہوئے اور آپ کو ان کے کوچ کرنے کی اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو دور کیا۔ انہیں کچھ بھی خیر حاصل نہ ہوئی اور جنگ میں بس خدا ہی مسلمانوں کی طرف سے کافی رہا۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اپنے لشکر کو عزت بخشی۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا کفار کو شکست دی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلّم مدینہ میں داخل ہوئے اور ہتھیار اتار دیئے۔ اس کے بعد آپؐ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں غسل فرما رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السّلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپؐ نے ہتھیار رکھ دیے لیکن فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے۔ اٹھیے اور ان (بنو قریظہ) سے جنگ کرنے کے لیے نکلیے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے منادی کروا دی کہ جو سننے اور اطاعت کرنے والا ہے اسے چاہیئے کہ بنو قریظہ میں جا کر نمازِ عصر پڑھے۔ مسلمان بڑی تیزی سے نکلے۔ آپؐ اور بنو قریظہ میں جو واقعات ہوئے وہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ غزوۂ خندق اور بنو قریظہ کی جنگ میں دس مسلمان شہید ہوئے۔ ایک آدمی نے حی بن اخطب کو قتل کیا تھا۔ اس زمانہ میں عبداللہ بن ہدی نے یہودی سردار ابو رافع کو قتل کر دیا۔ یہ اوس و خزرج کی چشمک کا نتیجہ تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سریۂ نجد

ایک بدترین دشمنِ اسلام کس طرح حلقہ بگوش اسلام ہوا؟

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف لشکر روانہ فرمایا، چنانچہ وہاں سے بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال حنیفی کو گرفتار کر کے لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا، پھر آپؐ اس کے پاس سے گزرے اور فرمایا، اے ثمامہ تمہارا کیا خیال ہے؟

وہ کہنے لگا، اے محمدؐ اگر آپؐ مجھے قتل کریں تو ایک قاتل کو قتل کریں گے اور اگر معاف کریں تو ایک شکرگزار کو معاف کریں گے۔ اور اگر آپؐ مال چاہتے ہوں تو فرمایئے جتنا درکار ہو میں دوں گا۔

آپؐ (آگے بڑھ) گئے پھر دوبارہ پاس سے گزرے اور وہی سوال کیا۔ اس نے وہی جواب دیا۔ پھر تیسری بار گزرے تو فرمایا، ثمامہ کو چھوڑ دو (صحابہؓ نے انہیں چھوڑ دیا) یہ مسجد کے قریب ایک کھجور کے پاس گئے۔ غسل کیا، پھر واپس آکر اسلام قبول کر لیا اور کہا:

اللہ کی قسم میرے نزدیک زمین پر آپؐ کے چہرے سے زیادہ کوئی مبغوض چہرہ نہ تھا لیکن اب یہ چہرہ تمام دنیا سے زیادہ محبوب بن چکا ہے۔ خدا کی قسم آپؐ کے دین سے زیادہ مجھے زمین پر کوئی دین مبغوض نہ تھا لیکن اب آپؐ کا دین تمام ادیان سے زیادہ محبوب بن چکا ہے۔ اب میں عمرہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسے بشارت دی اور عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ جب یہ قریش کے پاس آیا تو کہنے لگے۔

اے ثمامہؓ کیا تو اپنے پرانے دین سے پھر گیا؟

انہوں نے جواب دیا، نہیں اللہ کی قسم بلکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ اور اللہ کی قسم یمامہ سے تمہیں گندم کا ایک دانہ بھی آپؐ کی اجازت کے بغیر نہ ملے گا۔

یمامہ مکہ کا پیداواری علاقہ تھا۔ چنانچہ یہ اپنے علاقے میں واپس چلے گئے اور مکہ کی طرف غلّہ بھیجنا بند کر دیا۔ قریش سخت تنگ آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے قرابت داری کا واسطہ دے کر سوال کیا کہ وہ ثمامہؓ کو لکھیں کہ غلہ ان کی طرف بھیجا جائے۔ آپؐ نے ازراہِ رحم گندم بھیجنے کی ہدایت فرما دی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلح حدیبیہ

ظاہری شکست کے پردے میں حقیقی فتح و عظمت کا پہلو

مسلمانوں کے ایمان کا امتحان

نافعؒ فرماتے ہیں کہ یہ ۶ھ ذی قعدہ میں ہوئی اور یہی درست بھی ہے۔ زہریؒ، قتادہؒ، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاقؒ نے بھی یہی فرمایا ہے اور صحیحین میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے۔ یہ تمام عمرے ذی قعدہ میں کیے۔ ان میں سے ایک عمرہ حدیبیہ کا ذکر کیا۔ آپ کے ہمراہ پندرہ سو صحابہ تھے۔ قتادہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب سے دریافت کیا جو لوگ بیعت رضوان میں شریک ہوئے انکی تعداد کیا تھی انہوں نے جواب دیا۔ پندرہ سو، میں نے کہا حضرت جابرؓ سے دونوں قول صحت سے مروی ہیں اور ان سے ثابت ہے کہ انہوں نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ ذبح کیے اور ایک اونٹ سات کی جانب سے تھا۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی تعداد کیا تھی؟ انہوں نے فرمایا، ہمارے پیدل اور سوار ملا کر چودہ سو تھی۔

مسلمانوں کی طرف سے عمرے کی تیاری

جب یہ لوگ ذی الحلیفہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانوروں کو قلادے ڈال دیے اور شعار لگا دیئے اور عمرے کا احرام باندھ لیا اور بنو خزاعہ کے ایک آدمی کو قریش کی خبر لانے کے لیے بھیجا، جب آپ عسفان کے قریب پہنچے تو مخبر حاضر ہوا اور عرض کیا۔ میں نے کعب بن موسیٰ کو دیکھا کہ اس نے کافی فوج جمع کی ہے اور ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے۔ اور وہ آپ سے جنگ کرنا اور آپ کو کعبہ کی زیارت سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روکنا چاہتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا فرمایا: کہ تمہارا کیا حال ہے! کہ ہم ان کی اولاد کی طرف چلیں۔ جنہوں نے ان کی مدد کی ہے انہیں قابو میں کر لیں۔ اگر وہ بیٹھ رہے تو محزون و غمگین بیٹھیں گے اور نجات پا گئے تو ایسی گردنیں ہوں گی جنہیں اللہ نے قطع کیا ہے یا تمہاری رائے ہے کہ بیت اللہ کا قصد کریں اور جو ہمیں اس کی زیارت سے روکے اس سے ہم مقاتلہ کریں۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا! اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے، ہم عمرہ کے لیے آئے ہیں اور قتال کے لیے نہیں آئے وہاں البتہ اگر کوئی ہمارے اور اللہ کے درمیان حائل ہو تو ہم اس سے بے شک مقاتلہ کریں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر چلو! چنانچہ سب چل پڑے۔ جب یہ راستے میں تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالدؓ بن ولید قریش کی ایک جماعت کے ساتھ غمیم میں تھے۔ اس لیے دائیں کا خیال کرو مگر بخدا خالد کو ان کا پتہ تک نہ چلا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے۔ آخر آپ وہاں سے راستہ میں پہنچے جہاں آپ کو اترنا تھا۔ آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا اترو (اتر) اونٹنی اَیٹھی رہی۔ لوگ کہنے لگے قصواء (حضور کی اونٹنی کا نام ہے) اڑ گئی قصواء رک گئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قصواء نہیں رکی۔ نہ یہ اس کا طریقہ ہے۔ بلکہ انہیں ہاتھیوں کو رد کرنے والی ذات (خدا) نے روکا ہے۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم جو خطہ بھی مجھ سے طلب کرو جس میں اللہ کی حرمات کی تعظیم کی جائے میں تمہیں وہ خطہ عطا کر دوں گا۔ پھر آپ نے زجر کی۔ وہ اٹھ گئی اور آپ اس پر درست ہو کر بیٹھ گئے اس کے بعد آپ حدیبیہ کے آخر میں ایک ایسے تالاب پر اترے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ جسے لوگ نکالتے رہے۔ یہاں تک کہ ختم ہو گیا۔

آں حضرت کا معجزہ

پھر صحابہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی۔ آپ نے ترکش سے ایک تیر نکالا اور فرمایا کہ اسے اس میں ڈال دو۔ راوی کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اس میں اس قدر جوش آیا کہ تمام صحابہ سیراب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے، پھر بھی پانی باقی بچ گیا۔

ادھر قریش کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خطرہ محسوس ہوا۔ آپ نے ان کی طرف ایک صحابی کو روانہ کرنے کا ارادہ فرمایا: چنانچہ عمر بن خطاب کو بھیجنے کے لیے بلایا۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ بنی کعب میں سے مکہ میں کوئی ایسا آدمی نہیں کہ اگر مجھے اذیت دی جائے تو اسے میری وجہ سے غصہ آئے، اس لیے عثمان بن عفان کو روانہ فرمایئے، کیونکہ ان کا خاندان وہیں ہے اور جو آپ چاہتے ہیں وہ پیغام بھی پہنچا دیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان کو بلایا، اور قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ انہیں خبر دے دو کہ ہم جنگ کے لیے نہیں آئے، بلکہ ہم تو عمرہ کے لیے آئے ہیں اور انہیں اسلام کی دعوت بھی دو۔ اور حکم دیا کہ جب مکہ کے مومن مرد اور مومن عورتیں آئیں، تو ان کے پاس جاؤ انہیں فتح کی خوشخبری دے دو اور انہیں خبر دو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو مکہ میں بھی غالب کرنے والا ہے، یہاں تک کہ یہاں وہ مخفی نہ رہے جو ایمان دار ہے۔

حضرت عثمان چل پڑے اور بلاح کے قریب قریش کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے! فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ تمہیں اللہ اور اسلام کی دعوت دوں اور تمہیں خبر دے دوں کہ ہم جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے ہم تو صرف عمرہ کے لیے آئے ہیں۔

وہ کہنے لگے جو تم نے کہا ہے ہم نے سن لیا ہے اس لیے اپنی حاجت پوری کرو۔ ابان بن سعید بن عاص اٹھا اس نے انہیں مرحبا کہا اور اپنے گھوڑے پر کاٹھی ڈال کر حضرت عثمان کو گھوڑے پر ڈال لیا۔ آخر یہ لوگ مکہ پہنچ گئے۔ دوسری طرف حضرت عثمان کی واپسی سے قبل مسلمانوں کو خیال ہوا کہ عثمانؓ ہم سے پہلے ہی کعبہ کا طواف کر لیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ عثمان نے طواف کیا ہو جبکہ ہم محصور ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! انہیں کس بات کی رکاوٹ ہے، جب کہ انہیں موقع مل چکا۔ آپؐ نے فرمایا: میرا اس کے متعلق یہی گمان ہے کہ وہ تب تک طواف نہیں کریں گے جب تک ہم ان کے ہمراہ نہ ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عثمان کی طرف سے آپؐ کی بیعت

نیز مسلمان اور مشرکین صلح کے معاملہ میں مختلط ہو گئے۔ چنانچہ فریقین میں سے ایک آدمی نے دوسرے فریق کے ایک آدمی کو تیر مارا۔ اب جنگ شروع ہو گئی، تیروں اور پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ دونوں جماعتوں نے آواز بلند کی اور ہر ایک فریق نے دوسرے فریق کے آدمیوں کو پکڑ لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے بیعت کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ درخت کے نیچے تھے۔ تمام مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات پر بیعت کی کہ وہ فرار نہ ہوں گے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ یہ عثمانؓ کی جانب سے بیعت ہے جب بیعت ختم ہو گئی اور حضرت عثمان بھی واپس آ گئے۔

مسلمان نے کہا اے ابو عبداللہ بیت اللہ کے طواف سے (روح) کو تازہ کر لیا؟ انہوں نے جواب دیا جو تم نے میرے متعلق ظن کیا بہت غلط تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر میں ایک سال بھی وہاں رہتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں مقیم ہوتے تو میں آپ کے طواف کرنے سے پہلے ہرگز طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھے طواف کرنے کی دعوت بھی دی میں نے انکار کر دیا۔

مسلمانوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھتے اور ہم سے زیادہ حسن ظن رکھتے ہیں۔ www.KitaboSunnat.com

مسلمان ابھی معروف تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی بنو خزاعہ کی جماعت میں سے حلیف ہوئے یہ مخبر تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے عامر بن لوئی اور کعب بن لوئی کو حدیبیہ کے چشموں کے قریب اترے دیکھا ہے۔ ان کے ہمراہ بہت بڑا لشکر ہے اور آپ سے جنگ کرنا اور آپ کو بیت اللہ کی زیارت سے روکنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لڑنے کے لیے نہیں آئے۔ ہم تو صرف عمرہ کے لیے آئے ہیں اور قریش کو لڑائیوں نے مغلوب کر رکھا ہے اور نقصان دیا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو میں انہیں مدد دونگا اور وہ میرے لوگوں کے درمیان حائل رہیں اور اگر چاہیں تو اس میں داخل ہو جائیں بس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لوگ داخل ہوئے اور اگر وہ جنگ ہی پر اصرار کریں تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں ان سے جنگ کروں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا امر نافذ فرما دے۔

بدیل کا تاثر اشراف قریش پر

بدیل نے عرض کیا جو آپ فرماتے ہیں وہ بات میں انہیں پہنچا دوں گا۔ چنانچہ وہ چل پڑا اور قریش سے آکر کہا کہ میں اس آدمی (رسول اللہ) کے پاس سے آیا ہوں۔ میں نے انہیں ایک بات فرماتے سنا، اگر تم چاہو تو میں تمہارے سامنے رکھ دوں۔ بعض پست فطرت لوگ کہنے لگے، ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ تو ان کی بات ہمارے سامنے بیان کرے۔ لیکن بعض اہل خرد کہنے لگے، بتاؤ کیا سنا ہے!

انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو ایسے ایسے فرماتے سنا ہے۔ عروۃ بن مسعود ثقفی کہنے لگا کہ یہ مناسب بات تمہارے سامنے پیش کی گئی ہے، اسے قبول کر لو اور میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ آپؐ کے پاس آیا اور گفتگو کرنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بدیل والی بات فرمائی، اس پر عروہ کہنے لگا: اے محمد! کاش تو اپنی قوم سے تعلق قائم رکھتا۔ کیا تو نے سنا کہ عربوں میں سے کسی نے تجھ سے قبل اپنے اقارب سے اعراض کر لیا ہو! اللہ کی قسم کہ میں ایسے چہرے اور ایسے چھوٹے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ جو بھاگ جائیں گے اور تجھے چھوڑ جائیں گے۔

ابو بکرؓ نے فرمایا کیا آپ کو چھوڑ کر یہ بھاگ جائیں گے! عروہ نے پوچھا یہ کون ہیں! جواب ملا ابو بکرؓ۔

کہنے لگا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر مجھ پر تیرا وہ احسان نہ ہوتا کہ جس کا بدلہ میں نے نہیں اتارا تو تجھے جواب دیتا اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا باتیں کرتے کرتے اس نے آپ کی ریش مبارک پکڑ لی (اس زمانہ میں عربوں کی یہ عادت تھی) حضرت مغیرہ بن شعبہ تلوار سونتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے۔ انہوں نے تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی سے ہاتھ ہٹا۔ عروہ جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا وہ اس کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارتے اور فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی سے ہاتھ الگ رکھ،

عروہ نے ہاتھ اٹھایا اور پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب ملا مغیرہ رضؓ بن شعبہ۔

اس نے کہا؛ یعنی غدر کرنے والا۔ واقعہ یوں تھا کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت مغیرہؓ نے ایک قوم کی مصاحبت کی پھر انہیں قتل کر کے ان کا مال لوٹ لیا۔ اس کے بعد حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام قبول ہے اور مال میں تیرا کچھ حق نہیں۔

عروہ کے تاثرات آں حضرتؐ و صحابہؓ کے بارے میں

اس کے بعد عروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو دیکھنے لگا۔ بخدا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلغم تھوکتے تو بھی وہ کسی آدمی کے ہاتھ پر پڑتا، وہ اسے اپنے بدن اور چہرے پر مل لیتا اور جب حکم دیتے تو فوراً اطاعت کرتے اور جب آپ وضو کرتے تو وضو کا (پانی لینے) کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے اور جب آپؐ کلام فرماتے تو (صحابہ) کی آواز گنگ ہو جاتی اور عظمت و وقار کے باعث آپ کی طرف نظر بھی نہ اٹھا سکتے۔

اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا اور کہنے لگا اے قوم! اللہ کی قسم میں کسریٰ، قیصر اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں، لیکن بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس قدر عزت و احترام کرتے ہوں جس قدر محمدؐ کے صحابہ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ بخدا اگر وہ بلغم تھوکیں تو بھی کسی آدمی کے ہاتھ میں پڑتا ہے وہ اسے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ انہیں حکم دیتے ہیں تو فوراً اطاعت کرتے ہیں، جب آپ وضو کرتے ہیں تو اس کا (پانی پینے کے لیے آپس میں جھگڑتے ہیں۔ جب آپ کلام فرماتے ہیں تو (صحابہؓ) کی آوازیں بند ہو جاتی ہیں اور شدت تعظیم کے باعث وہ اُن کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ انہوں نے ہمارے سامنے ایک بہتر چیز پیش کی ہے اسے قبول کر لو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی کنانہ کا ایک اور آدمی اٹھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جب آپ کو اور آپ کے صحابہ کو دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فلاں ہے اور یہ اس قوم میں سے ہے، جو قربانی کے جانوروں کا احترام کرتی ہے، اسے بلا لو، اسے بلایا گیا تو قوم نے تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ وہ کہنے لگا سبحان اللہ ایسے لوگوں کو بیت اللہ کی زیارت سے بالکل نہ روکنا چاہیے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے جانوروں کو قلادہ پڑے ہوئے دیکھا اور انہیں شعار لگادیا گیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ انہیں بیت اللہ کی زیارت سے روکا جائے۔

اس کے بعد مکرز بن حفص اٹھا، کہنے لگا میں جاتا ہوں۔ جب آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برا آدمی ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا۔

سہیل بن عمرو سے صلح کے شرائط

اتنے میں سہیل بن عمرو آگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب کام آسان ہو گیا۔ آپ نے فرمایا، آؤ ہم آپس میں عہد نامہ لکھ لیں۔ کاتب کو بلایا گیا۔ آپ نے فرمایا: بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو۔

سہیل کہنے لگا رحمن کو ہم نہیں جانتے لکھو باسمك اللهم (اے اللہ تیرے نام سے) جیسے آپ لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے جواب دیا اللہ کی قسم ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی لکھیں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا جیسا یہ کہتا ہے۔ وہی لکھو: باسمك اللهم پھر فرمایا لکھو، یہ ہے وہ تحریر جس میں محمد اللہ کے رسول نے فیصلہ فرمایا:۔

سہیل بولا اللہ کی قسم اگر ہم یہ مانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ آپ سے مقاتلہ کرتے، بلکہ لکھو محمد بن عبداللہ!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ تم نے میری تکذیب کی ہے لیکن میں واقعۃً اللہ کا رسول ہوں (اچھا) اس طرح لکھو، محمد بن عبداللہ!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان سے ہٹ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاؤ گے تاکہ ہم اس کا طواف کریں۔

سہیل کہنے لگا: ہمارا کوئی آدمی آپ کے ہاں نہیں آئے گا چاہے وہ آپ کے دین پر آیا اور اگر آگیا تو اسے واپس کرنا ہو گا۔

مسلمان کہنے لگے سبحان اللہ جو آدمی مسلمان ہو کر آجائے اسے مشرکین میں کیسے بھیجا جائے گا! ابھی انہی باتوں میں تھے کہ ابو جندل بن سہیل ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے لڑکتے اور مسلمانوں کے سامنے پہنچ گئے۔ سہیل کہنے لگا اے محمد! یہ پہلا آدمی ہے جسے فیصلے کے مطابق آپ لوٹائیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تک تو عہد نامہ تیار بھی نہیں ہوا وہ کہنے لگا پھر اللہ کی قسم کسی بات کا فیصلہ نہ کروں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا میرے لیے رہنے دے وہ بولا میں آپ کے لیے بھی نہیں رہنے دوں گا۔

ابو جندل نے جب یہ سنا تو فریاد کی اے مسلمانو! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا مجھے مشرکین کے حوالے کیا جائے گا! کیا تم نہیں دیکھتے کہ مجھے کیا کیا دکھ پہنچا ہے!

کفار نے انہیں سخت ترین ایذائیں دی تھیں۔

مسلمانوں پر مایوسی کی کیفیت

جب عہد نامے سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو اور نحر (قربانی) کرو، پھر حلق کرو، لیکن مسلمانوں میں سے ایک آدمی بھی کھڑا نہ ہوا۔ آپ نے تین بار فرمایا۔ جب کوئی بھی کھڑا نہ ہوا تو آپ ام سلمۃ کے پاس تشریف لے گئے اور لوگوں کی حالت بیان فرمائی۔ ام سلمۃؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو تشریف لے جائیے۔ کسی سے کوئی بات نہ کیجیے۔ یہاں تک کہ آپ خود قربانی کریں اور پھر حجام کو بلائیے اور خود حلق کروا لیجئے۔ چنانچہ آپ اٹھے کسی سے کلام نہ فرمایا: اور نحر کیا پھر حجام کو بلا کر حلق کروایا، جب لوگوں نے دیکھا تو وہ بھی کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے بھی نحر کیا اور ایک دوسرے کا حلق کیا اور غم کی شدت کے باعث ایک دوسرے کو زخمی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا۔ اس کے بعد عورتیں مسلمان ہو کر آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یا ایھا الذین امنوا اذا جاءکم المومنات مہاجرین سے لے کر عصم الکوافر آیات نازل فرمائیں۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لے آئے، راستے میں ہی یہ آیات نازل ہوئیں:۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا o لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما o وینصرک نصرا عزیزا o

یعنی ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے اور پورا کر دے تجھ پر اپنا احسان اور چلائے تجھ کو سیدھی راہ پر اور مدد کرے تیری اللہ زبردست مدد۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا یہ فتح (مکہ) کی بشارت ہے آپ نے فرمایا، ہاں!

صحابہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک باد پیش کی اور عرض کیا، پھر ہمارے لیے کیا ہے!۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین الخ

جب آپ مدینہ تشریف لائے تو قریش کا ایک آدمی ابو بصیر مسلمان ہو کر حاضر ہوا انہوں نے ان کی تلاش میں دو آدمی واپس لانے کے لیے بھیجے۔ آپ نے انہیں دونوں آدمیوں کے حوالے کر دیا وہ انہیں لے کر نکلے۔ آخر ذوالحلیفہ پہنچ گئے، یہاں اتر کر کھجوریں کھانے لگے۔

ابو بصیرؓ نے ایک سے کہا۔ اللہ کی قسم تیری تلوار میں دیکھتا ہوں کہ خوب سفید اور عمدہ ہے اس نے سونت لی اور کہا! اللہ کی قسم یہ بہت بہتر بنی ہے۔ اسے میں کئی بار آزما چکا ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظلوم مسلمانوں نے خود اپنی نجات کی صورت نکال لی

ابوبصیرؓ نے فرمایا۔ ذرا مجھے دکھاؤ، میں بھی دیکھوں۔ اس نے ان کے ہاتھ میں تھما دی، انہوں نے اسے قتل کر دیا، دوسرا بھاگ گیا، یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گیا۔ مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو وہ گھبرایا ہوا تھا وہ آپ کے قریب پہنچا تو کہنے لگا واللہ میرا ساتھی قتل ہو گیا ہے اور میں بھی قتل ہونے لگا تھا مگر بھاگ آیا اتنے میں ابوبصیر بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی اللہ نے آپ کا عہد پورا کر دیا۔ آپ نے مجھے ان کی طرف لوٹا دیا۔ اس کے بعد اللہ نے مجھے ان سے نجات دلا دی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خرابی ہو اس کی ماں کو بھنگبھاز ہے۔ کاش اس کا دوسرا ساتھی ہوتا۔ جب (ابونصیرؓ) نے یہ کلام سنا تو یقین کر لیا کہ انہیں پھر لوٹا دیا جائے گا (ابوبصیرؓ) مدینہ سے نکل آئے اور ساحل سمندر پر آکر رہائش پذیر ہو گئے۔ ابوجندل بن سہیل بھی وہاں سے بھاگے اور ابوبصیرؓ سے جا ملے۔ اب قریش کا جو آدمی بھی اسلام لاتا وہ ابوبصیرؓ سے جا ملتا۔ یہاں تک کہ ایک جماعت تیار ہو گئی۔ اللہ کی قسم وہ قریش کا جو قافلہ بھی دیکھ پاتے، اس پر ٹوٹ پڑتے، انہیں قتل کرتے اور ان کے اموال لوٹ لیتے۔ قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیا کہ انہیں اپنے پاس بلا لیں اور جو بھی (مدینہ) آئے گا وہ مامون ہے (یعنی ہم واپسی کا مطالبہ نہ کریں گے۔

(اس موقع پر بعض عجیب واقعات پیش آئے) صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو سخت پیاس محسوس ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک لوٹا تھا جس سے آپ وضو فرماتے۔ جب لوگ ادھر آئے تو آپؐ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ ہمارے پاس نہ پینے کیلئے پانی ہے اور نہ وضو کرنے کے لیے۔ صرف آپؐ کے سامنے (ایک لوٹا) ہے آپؐ نے لوٹے میں ہاتھ رکھا اور انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی بہنے لگا، تمام صحابہؓ نے پانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیا، وضو بھی کیا۔ ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ یہ واقعہ کنوئیں کے واقعہ سے جدا ہے۔

اسی شب کو بارش ہوئی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی تو فرمایا۔ جانتے ہو تمہارے رب نے آج شب کو کیا فرمایا!

انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔

(آپ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج میرے بعض بندوں نے اس طرح صبح کی کہ وہ میرے مومن ہیں اور بعض کافر ہیں، جس نے کہا کہ اللہ کے فضل وکرم سے بارش ہوئی وہ مومن ہے اور کواکب کا منکر ہے اور جس نے کہا ہم پر ایسے ایسے ستارے کے باعث بارش ہوئی وہ میرا کافر ہے اور کواکب پر ایمان رکھتا ہے۔

مسلمان عورت کی حرمت نے معاہدہ کی ایک شق منسوخ کردی

مسلمانوں اور اہل مکہ میں دس سال کے لیے مصالحت ہو گئی اور عوام ایک دوسرے کی ایذا دہی سے مامون ہو گئے۔

اگلے برس آپ مکہ میں تشریف لائے اور تین دن وہاں قیام فرمایا اور حکم دیا کہ تلوار کے سوا کوئی ہتھیار نہ لیا جائے اور اسے بھی میان میں رکھا جائے نیز یہ بھی طے پایا تھا کہ ہم آپ کے ساتھیوں میں سے آنے والے کو واپس نہ کریں گے اور ہمارے جانے والے ساتھیوں کو لوٹانا ہو گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم انہیں یہ (سہولتیں) دیں! آپ نے فرمایا جو ہم میں سے ان کی طرف چلا گیا اسے اللہ نے (اسی رحمت سے) دور کر دیا اور جو ہمارے پاس آیا اور پھر ہم نے اسے لوٹایا تو اللہ تعالےٰ اس کے نکلنے کی راہ پیدا کر دے گا۔

صلح حدیبیہ میں ہی اللہ تعالےٰ نے سر منڈانے کا فدیہ روزہ یا صدقہ یا قربانی قرار دیا یہ حکم کعب بن عجرہ کے معاملہ میں نازل ہوا۔

اس صلح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کرانے والوں کے لیے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لیے ایک بار دعائے مغفرت فرمائی۔

اس میں ایک آدمی کی جانب سے ایک اونٹ نحر فرمایا اور سات آدمیوں کی جانب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک گائے ذبح کی۔

اس واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قربانی کے اونٹوں میں ایک اونٹ کی ناک میں جو کبھی ابوجہل کی ملکیت رہ چکا تھا۔ چاندی کی ایک نکیل ڈال دی تاکہ مشرکین جل اٹھیں۔

اور اسی موقع پر سورہ فتح نازل فرمائی۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنو خزاعہ نے معاہدہ کر لیا اور بنو بکر نے قریش سے معاہدہ کر لیا۔ کیونکہ (صلح حدیبیہ) میں یہ بھی ایک شرط تھی کہ (قبائل عرب میں سے) جس کا جی جس کے ساتھ چاہے معاہدہ میں شریک ہو جائے۔

جب آپ مدینہ تشریف لائے تو کچھ عورتیں مسلمان ہو کر آئیں۔ ان میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بھی تھیں۔ ان کے وارث آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کے مطابق انہیں واپس کرنے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے انہیں واپس نہ کیا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس سے منع فرما دیا۔ کہا گیا ہے کہ عورتوں کے معاملہ میں یہ شق منسوخ ہو گئی۔ ایک قول یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ سنت کو محدود کر دیا گیا، لیکن (صحیح) قول یہ ہے کہ صلح حدیبیہ میں صرف مردوں کے متعلق یہ شرط طے ہوتی تھی اب مشرکین نے چاہا کہ اس کا دونوں صنفوں (مرد عورت) پر اطلاق کیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار فرمایا۔

واقعہ حدیبیہ کے سلسلہ میں فوائد فقہیہ

ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشہر حج میں عمرہ فرمایا، کیونکہ آپ ذی قعدہ کو نکلے۔

دوسرے میقات سے عمرے کا احرام باندھنا زیادہ افضل ہے۔ جیسے حج کا احرام باندھا جاتا ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے لیے ذی الحلیفہ سے احرام باندھا۔ اس جگہ اور مدینہ میں ایک میل کے قریب فاصلہ ہے۔

تیسرے عمرہ مفرد میں ہدی چلانا مسنون ہے جیسا حج قران میں طریقہ ہے۔

چوتھے ہدی کا اشعار کرنا سنت ہے نہ کہ اسے مثلہ کیا جائے کیونکہ یہ ممنوع ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں اللہ کے دشمنوں کو غضب ناک کرنا اور جلانا مستحب ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کے سابق ملکیت اونٹ کو چاندی کی نکیل پہنائی تاکہ مشرکین خوب جلیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی وصف میں فرمایا: ان کی مثال دی۔

ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار یعنی، اور مثال ان کی انجیل میں، جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا، پھر کھڑا ہو گیا۔ یعنی نالی خوش لگتی ہے کھیتی والوں کو۔ تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا۔

نیز فرمایا: ذالك بانهم يصيبهم ظمأ ولا نصب ولا مخمصة في سبيل الله ولا يطؤن موطئا يغيظ الكفار۔ ولا ينالون من عدو نيلا الا كتب لهم به عمل صالح ان الله لا يضيع اجر المحسنين۔

چھٹا یہ کہ امیر کو چاہیئے کہ دشمن کی طرف مخبر ارسال کرے۔

ساتویں ملابس اور سواریوں کا نام رکھنا بھی مسنون ہے۔

آٹھویں دین کی خبر پر حلف اٹھانا جائز بلکہ مستحب ہے، جس سے اس کی تاکید ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سے زیادہ بار حلف اٹھانا ثابت ہے اور تین مقامات پر تو اللہ نے تصدیق کے لیے حلف اٹھانے کا حکم دیا۔ سورہ یونس، سورہ سبا، اور تغابن میں منقول ہے۔

نویں، مشرکین، اہل بدعت، فسق و فجور میں مبتلا لوگ بھی اگر اللہ کی محرمات کی عظمت و احترام کا مطالبہ کریں تو اس سلسلہ میں ان سے تعاون کرنا چاہیئے اور دوسروں کو ان سے روکنا چاہیئے اور حرمات اللہ کی تعظیم میں تو ان کی مدد کی جائے گی البتہ ان کے ذاتی فسق و فجور میں بالکل تعاون نہ کرنا ہوگا

دسویں، یہ کہ جو مکہ کے قریب نازل ہوا سے چاہیئے کہ حل میں اترے اور حرم میں نماز ادا کرے۔ حضرت ابن عمرؓ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

گیارھویں، سریا مدینہ جہاں سے مراد ہے اسے پاک کرنا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارھویں، مستعمل پانی کا پاک ہوگا۔

تیرھویں، تفاؤل کا استحباب۔ یاد رکھیے یہ طیرہ یعنی فال لینے کی قسم کی نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کی آمد پر فرمایا، اب کام سہل ہوگیا۔

چودھویں، حلق کروانا قصر سے افضل ہے۔ عمرہ میں بھی حج کی طرح قربانی ہوگی۔ عمرہ محصور میں دوسرے عمرے کی طرح قربانی ہوگی۔

پندرھویں، یہ کہ محصر اس جگہ قربانی کردے جہاں کہ اسے روکا گیا، چاہے حل ہو یا حرم ہو اور یہ واجب نہیں کہ قربانی کو اگر حرم میں نہ پہنچا سکے تب بھی حرم میں پہنچائے۔

صلح حدیبیہ میں بعض حکمتوں کا بیان

اس میں جو حکمتیں ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ جس نے اسباب بنائے۔ چنانچہ اس کے تقاضائے حکمت کے مطابق واقعات (ظہور) پذیر ہوئے۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ معاہدہ فتح عظیم کا مقدمہ بنا، جس سے اللہ نے اپنے رسول اور لشکر کو عزت بخشی اور لوگ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوئے۔ گویا یہ واقعہ اس مبارک امر کا دروازہ اور چابی تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ عادت جمیلہ ہے کہ جو بھی عظیم اور بڑا کام کرتا ہے تو اس کے لیے پہلے مقدمات اور تمہید میں قائم فرماتا ہے جو اس کا سبب بنتی اور اس کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

نیز یہ معاہدہ سب سے بڑی فتح تھی۔ کیونکہ لوگوں نے ایک دوسرے کو امان دے دیا اور مسلمان اور کفار آپس میں ملنے لگے۔ انہیں اسلام اور قرآن کی دعوت دینے لگے اور اسلام کے متعلق علانیہ مناظرے شروع ہوگئے اور مخفی طور پر جو مسلمان تھا وہ بھی ظاہر ہوگیا اور اس مدت میں جس نے چاہا وہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے فتح مبین کا نام دیا۔

نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان واذعان میں اسے زیادتی کا سبب قرار دیا۔ اللہ کی قضا وقدر کی رضا، اس کے وعدوں کی تصدیق، اس کے مواعیہ کا انتظار پھر سکینہ کی صورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے انعامات کا مشاہدہ جس کے ذریعہ قلوب کو اطمینان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیب ہوا اور انہیں قوت حاصل ہوئی ۔ ان سب سے ایمان میں زیادتی ہوئی ۔

دیگر سبحانہ و تعالیٰ نے یہ حکم جو اپنے رسول اور مومنین کو دیا اسے اپنے رسول کے تمام سابق آئندہ ذنوب کی بخشش کا سبب اور ان پر اپنی نعمت کے تمام اور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت اور غالب نصرت کا سبب قرار دیا ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی بیعت کا ذکر فرمایا اور اسے اس طرح مؤکد کیا کہ یہ گویا کہ اللہ تعالیٰ کی ہی بیعت ہے ۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک (ان کے ہاتھوں پر تھا) تو گویا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت ہے ۔ کیونکہ وہ اسی ذات کا نبی اور رسول ہی تو ہے تو یوں سمجھو کہ اس کے نبی و رسول سے بیعت خود اسی سے عقد و بیعت ہے ۔ پس جس نے (رسول) کی بیعت کی گویا اس نے اللہ کی بیعت کی اور (رسول اللہ) کے ہاتھ کے اوپر کا ہاتھ ہے ۔ پھر خبر دی کہ اس عہد کو توڑنے والے کی اسی حرکت کا زوال خود اس پر آکر رہے گا اور ایفائے عہد کرنے والے کے لیے بہت بڑا اجر ہے ۔ اس طرح ہر وہ مومن جو اسلام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر اللہ کی بیعت کرتا ہے یا تو وہ عہد کو پورا کرے گا یا عہد شکنی کرے گا (یعنی دو ہی صورتیں ہوں گی) ۔

پھر ان اعراب کا ذکر فرمایا جنہوں نے عہد شکنی کی اور اللہ کے ساتھ بدظنی کا ثبوت دیا ۔ (اور ان کے ان خیالات کو) کہ رسول اس کے ساتھیوں اور لشکر کو (نعوذ باللہ) رسوا کیا ، کہ دشمن ان پر فتح حاصل کرے تاکہ وہ واپس گھروں میں قطعاً نہ جائیں ۔

پھر فرمایا : اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی وجہ سے مومنوں سے راضی ہوا اور اس وقت ان کے قلوب جس صدق و وفا سے پُر تھے خدا ہی خوب جانتا ہے ۔ جس قدر وہ کمالِ اطاعت و وفا ، اللہ و رسول کی خاطر ایثار کا جذبہ رکھتے تھے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب پر سکینہ ، اطمینان اور رضا نازل فرمائی اور اپنے حکم سے ان کی رضا ، صبر پر فتح قریب کا مژدہ سنایا ، نیز یہ بتایا کہ انہیں بہت سے مغانم ہاتھ لگیں گے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید براں یہ بھی فرمایا کہ یہ غنائم انہیں جلدی دے دیئے جائیں گے اور ان مغائم کے علاوہ دوسرے فتوحاتِ کثیرہ کا بھی وعدہ فرمایا کہ اس وقت وہ ان پر قادر نہ تھے۔

ایک قول فتح مکہ کے متعلق ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے مراد فارس اور روم کی فتوحات ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ فتح خیبر کے بعد آفاقِ عالم پر فتوحات کا سلسلہ مراد ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگر کفار اللہ کے اولیاء سے جنگ کریں گے تو انہیں نصرت نہ ملے گی اور پیٹھ پھیر کر فرار ہو جائیں گے اور اس کے بندوں میں یہ اللہ کی سنتِ قدیمہ چلی آئی ہے اور سنت اللہ میں تغیر نہیں آیا کرتا۔

پھر خبر دی کہ اس کے رسولؐ نے مسجد (حرام) میں امن سے داخلہ کا خواب صحیح دیکھا۔ اور وہ عنقریب رونما ہوگا۔ اور لازماً ہوگا۔ لیکن اس سال اس کا وقت نہیں آیا۔ تم اگرچہ جلدی کرنا چاہتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اس کی تاخیر میں کیا کیا مصالح و علتیں پوشیدہ ہیں۔ چنانچہ اس کے لیے تمہید و بنیاد کے لیے فتح قریب عطا فرمائی۔

پھر فرمایا کہ (اللہ) وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ اسے باقی تمام ادیان پر غالب کر دے۔ پس جب دین اسلام کے اتمام اور اتمام ادیان پر غلبہ عطا کرنے کا کفیل خود اللہ تعالیٰ ہو گیا تو اس میں مسلمانوں کے قلوب کو قوت و فرحت حاصل ہوئی اور اس عہد پر انہیں ایقان حاصل ہوا کہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اور یہ نہ سمجھو کہ حدیبیہ کے روز جو اغماض واقع ہوا وہ دشمن کی مدد اور اپنے رسول و دین سے اعراض کا سبب تھا اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے! جبکہ اللہ نے اپنے رسول کو دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور وعدہ کیا کہ اس دین کو باقی تمام ادیان پر غلبہ عطا کر دے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور اس کے صحابہؓ کی مدح فرمائی اور تورات و انجیل میں ان کی صفاتِ منقولہ کا تذکرہ فرمایا۔ اس طرح یہ تورات و انجیل اور قرآن کے ارسال فرمانے والے کی حقانیت کا ثبوت ہے اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جو مذکورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الہامی کتابوں اور ان صفاتِ مشہورہ سے متصف ہیں اور وہ بات نہیں کہ جس کا تذکرہ کفار کرتے ہیں اور الزام دھرتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ طالبِ دنیا، اور حکومت کے خواہاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شام کے نصرٰی نے (صحابہؓ) کو دیکھا، ان کا طریقہ زندگی کا مطالعہ و مشاہدہ کیا۔ ان کے عدل وعلم وعمل اور دنیا سے پرہیز آخرت کی طرف رغبت کا حال دیکھا تو کہنے لگا۔

یہ لوگ ان سے افضل ہیں، جنہوں نے مسیح علیہ السلام کی حمایت کا شرف حاصل کیا

یہ نصارٰی کی رائے ہے، جو صحابہؓ کے مقام وفضیلت سے آگاہ تھے۔ بخلاف روافض کے کہ یہ صحابہؓ کے متعلق ایسی باتیں بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں روا نہیں رکھیں اور جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی کارساز اور رہنما نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح خیبر

یہود کی ہمیشہ کے لیے سرکوبی ' خیبر کے یہودیوں سے معاہدہ

۷ھ کا ایک اہم واقعہ

موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے لوٹ کر مدینہ تشریف لائے اور قریباً بیس دن ٹھہرے ۔ اس کے بعد آپ خیبر کی طرف نکلے اور اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ ہی میں اس کا وعدہ کر دیا تھا۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ خیبر ۶ھ میں فتح ہوا اور جمہور کا خیال ہے کہ ۷ھ میں فتح ہوا۔ ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ مجھے زہریؒ سے انہیں عروہؒ سے انہیں مروانؒ بن حکم اور مسورؒ بن مخرمہ سے روایت پہنچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال تشریف لے گئے۔ ابھی مکہ و مدینہ کے درمیان تھے کہ سورۃ فتح نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیبر عطا فرمایا اور مغانم کثیرہ وعدہ فرمایا۔ اس طرح یہ خیبر (کی فتح و غنائم) جلد عطا کر دی گئیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجۃ کے مہینے میں مدینہ واپس تشریف لائے اور تھوڑی مدت ہی ٹھہر کر محرم کے مہینے میں خیبر تشریف لے گئے۔

آپ خیبر و غطفان کے درمیان وادی رجیع میں اترے۔ خطرہ ہوا کہ غطفان حملہ نہ کریں چنانچہ یہیں رات گزاری اور صبح کے وقت ان کی طرف گئے۔ مدینہ پر سباع بن عرفطہ کو عامل مقرر کیا۔ اسی وقت ابو ہریرہؓ پہنچ گئے اور صبح کی نماز میں سباع بن عرفطہ سے پہلی رکعت میں کھیعص اور دوسری میں ویل للمطففین سُنی۔

سلمہؓ بن اکوع فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف گئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم نے رات کو سفر کیا۔ قوم کے ایک آدمی نے عامر بن اکوع سے کہا کیا تم ہمیں اپنے اشعار نہ سناؤ گے!

عامر ایک شاعر آدمی تھے۔ چنانچہ حاضرین کو ان اشعار سے گرمانے لگے،۔

اللھم لولا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا

یعنی اے اللہ اگر تو نہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت پر نہ آتے۔

اور نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہم نماز پڑھتے۔

فاغفر فدی لک ما اقتفینا
وثبت الاقدام ان لاقینا

ہمیں بخش دے ہم تجھ پر فدا ہوں۔

اور اگر تو جنگ پر ثابت قدم رکھتا۔

وانزلن سکینة علینا
وانا اذا صیح بنا اتینا

اور ہم پر سکینہ نازل فرما

اور جب ہمیں بلایا جائے گا، ہم حاضر ہوں گے۔

وبالصیاح عولوا بنا
وان ارادوا فتنة ابینا

اور جنگوں میں ہم پر اعتماد کیا گیا

اور اگر ہمیں بعض گمراہ کرنا چاہیں گے ہم انکار کردیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا سائق کون ہے!

عرض کیا گیا عامرؓ!

آپؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ اس پر رحمت کرے۔ ایک آدمی کہنے لگا واجب ہو گئی، واجب ہو گئی عامر کو اے اللہ کے رسول!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی کہتے ہیں کہ ہم خیبر آئے اور ہم نے ان کا محاصرہ کر لیا لیکن شدید تکلیف و پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر باب کامرانی کھول دیا جب شام ہوئی تو انہوں نے کثرت سے آگ جلائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آگ کیسی ہے؟ کیا پکا رہے ہو؟ عرض کیا گیا گوشت پکا رہے ہیں، آپ نے دریافت فرمایا: کیسا گوشت؟ عرض کیا گورخر کا گوشت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سالن کو انڈیل دو، یہ ہانڈیاں توڑ دو۔

جب صف آراستہ ہوئی تو مرحب تلوار ہلاتا اور یہ شعر پڑھتا نکلا۔

قد علمت خیبر انی مرحب۔

شاک السلاح بطل مجرب - اذا الحروب اقبلت تلتہب

یعنی: خیبر کو معلوم ہو چکا کہ میں مرحب ہوں۔

ہتھیاروں سے سجا ہوا۔ تجربہ شدہ بہادر ہوں۔ جب لڑائیاں آئیں تو شعلہ زن ہو جاتا ہوں۔

اس کے مقابلے میں عامرؓ یہ شعر پڑھتے مقابلے میں آئے۔

قد علمت خیبر انی عامر

شاک السلاح بطل مغامر

یعنی: خیبر کو معلوم ہو چکا کہ میں عامر ہوں۔

ہتھیار سجانے والا، بہادر (اور) نڈر جنگجو ہوں۔

چنانچہ آپس میں جھڑپ ہوئی اور عامرؓ کی ڈھال پر مرحب کی تلوار پڑی اور عامرؓ اسے نیچے سے جانے لگے۔ عامرؓ کی تلوار میں کچھ نقص تھا، تلوار کی دھار ان پر پڑی اور عامرؓ کی آنکھ پر لگی اس سے ان کی شہادت بھی ہو گئی۔

حضرت سلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ عامرؓ کا عمل برباد ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: جس نے یہ کہا اس نے جھوٹ بولا اس کے لیے دو اجر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور آپ نے دو انگلیوں کو جوڑ کر بتایا، وہ یقیناً جاہد و مجاہد ہے۔ بہت کم عربی ایسے ہیں جنہوں نے اس کی طرح جہاد کیا ہو۔

اہل خیبر کی بے خبری

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر تشریف لائے۔ وہاں صبح کی نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد مسلمان سوار ہوئے تو اہلِ خیبر اپنے کھیتوں اور کام کاج کی جگہوں کی طرف نکلے اور انہیں مسلمانوں کی آمد کا علم بھی نہ تھا بلکہ وہ اپنے کھیتوں کی طرف نکلے تھے، جب انہوں نے لشکر اسلام کو دیکھا تو کہنے لگے۔

محمد اللہ کی قسم محمدؐ اور خمس! (یعنی مالِ غنیمت کا حصہ)

چنانچہ اپنے شہر کی طرف بھاگتے ہوئے واپس ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر خیبر برباد ہو جائے، اللہ اکبر خیبر برباد ہو گیا۔ جب ہم ایک قوم کے علاقہ میں اترے تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بری ہوئی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے اور شہر پر نظر پڑی تو فرمایا: ٹھہر جاؤ، لشکر (اسلام) ٹھہر گیا۔ آپ نے یہ دعا پڑھی:

اللهم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضين السبع وما اقللن ورب الشياطين وما اضللن۔ فانا نسئلك خير هذه القرية وخير ما فيها ونعوذ بك من شر هذه القرية وشر ما فيها۔

اس کے بعد فرمایا: اللہ کے نام سے آگے بڑھو۔

حضرت علی کا شرف

جب داخلہ کی شب آئی تو آپ نے فرمایا کہ صبح اس آدمی کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔ لوگوں نے ان باتوں میں ہی رات گزار دی کہ دیکھیے صبح کس کو جھنڈا ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک چاہتا تھا کہ اسی کو جھنڈا عطا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا، علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کہاں ہے!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! اسے آشوب چشم کی شکایت ہے۔
آپ نے انہیں بلا بھیجا وہ حاضر ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب مبارک لگایا اور ان کے لیے دعا بھی فرمائی وہ تندرست ہو گئے گویا انہیں کچھ تکلیف ہی نہ تھی۔ اس کے بعد آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔
انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول کیا میں ان سے تب تک مقابلہ کروں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان) نہ بن جائیں!
آپ نے فرمایا ان کے علاقہ میں اترنے تک اپنے قاصدوں تک رہنے دو پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں اللہ کے حقوق کی خبر دو۔ اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ پر ایک آدمی کو ہدایت دے دے۔ تو تیرے لیے سُرخ ہو نٹوں سے بہتر ہے۔

مرحب اور حضرت علی کا مقابلہ،

پھر مرحب یہ (رجز) پڑھتے ہوئے نکلا۔

انا الذی سمتنی امی مرحب
شاك السلاح بطل مجرب
اذا الحروب اقبلت تلتهب

یعنی، میں وہ ہوں کہ جس کی ماں نے اس کا نام مرحب رکھا۔
ہتھیار پوش بہادر تجربہ شدہ۔
جب لڑائیاں آئیں تو شعلہ زن ہو جاتا۔

دوسری جانب حضرت علی یہ پڑھتے ہوئے میدانِ مقابلہ میں آئے۔

انا الذی سمتنی امی حیدر
کلیث غابات کریہ المنظر
أوفیهم بالصاع کیل السندر

یعنی، میں وہ ہوں کہ جس کی ماں نے حیدر نام رکھا۔
جنگلوں کے شیروں کی طرح خوفناک ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد (علیؓ) نے مرحب پر تلوار کا وار کیا، جس سے اس کی گردن دور جا پڑی اور مسلمانوں کو فتح ہو گئی۔

جب حضرت علیؓ قلعے کے قریب ہوئے تو قلعے کی چوٹی سے ایک یہودی نے سر نکالا اور پوچھا کر تو کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں علی بن ابی طالب ہوں! وہ یہودی بولا تم غالب آ گئے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت علیؓ نے مرحب کو قتل کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ محمدؓ بن مسلمہ نے اسے قتل کیا۔

حضرت جابر اپنی روایت میں فرماتے ہیں کہ خیبر کے قلعے سے مرحب یہودی نکلا اس نے خوب ہتھیار لگا رکھے تھے اور وہ رجز پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرے مقابلے میں کون آئیگا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون اس کا مقابلہ کرے گا! محمد بن مسلمہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول میں اس کا مقابلہ کروں گا! اللہ کی قسم میں بدلہ لوں گا، اس نے کل ہی میرے بھائی محمود بن مسلمہ کو شہید کیا ہے وہ خیبر میں شہید کر دیئے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا: اُٹھو اس کی جانب! اے اللہ (محمدؓ بن مسلمہ) کی اس کے مقابلہ میں مدد کرنا۔ جب دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو دونوں کے درمیان ایک درخت حائل ہو گیا۔ اس طرح ہر ایک اس درخت کی آڑ لینے لگا۔ جب دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کرنا چاہا تو ہر ایک نے سامنے کا حصہ کاٹ دیا اور ایک دوسرے کے سامنے کھل کر آ گئے اور اس درخت کا تنا دونوں کے درمیان ایک آدمی کی طرح آڑ بن گیا جس پر کوئی شاخ نہ تھی۔ پھر (مرحب) نے محمدؓ پر حملہ کیا انہوں نے چمڑے کی ڈھال سے وار بچایا۔ اس کی تلوار اس میں چلی گئی۔ اس کے بعد محمدؓ بن مسلمہ نے اس پر وار کیا اور اسے قتل کیا۔

یاسر اور حضرت زبیرؓ کا مقابلہ

مرحب کے مرنے کے بعد یاسر یہودی نکلا اس کے مقابلے میں حضرت زبیر نکلے، ان کی والدہ حضرت صفیہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرا لڑکا قتل ہو جائے گا! آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تیرا بیٹا انشاءاللہ یہودی کو قتل کرے گا۔

چنانچہ حضرت زبیرؓ نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ پھر قوم یہود اپنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قموص نام کے قلعے میں داخل ہو گئی تاکہ روکاٹ ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریباً بیس دن تک محاصرہ کیے رکھا۔ یہ زمین خراب اور سخت گرم تھی۔ مسلمانوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے گدھے ذبح کیے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھانے سے منع فرما دیا۔ اہل خیبر کا ایک سیاہ فام غلام آیا جو اپنے آقا کی بکریاں چرا رہا تھا جب اس نے اہلِ خیبر کو دیکھا کہ انہوں نے ہتھیار لگا رکھے ہیں ان سے پوچھا کیا ارادہ ہے؟

انہوں نے کہا ہم اس سے جنگ کرنا چاہتے ہیں جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس کے دل میں لگ گیا۔ وہ بکریوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، آپ کیا کہتے ہیں اور کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا! میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور تو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرے۔

غلام بولا اگر میں گواہی دے دوں اور اللہ عزوجل پر ایمان لے آؤں تو میرے لیے کیا اجر ہے!

آپ نے فرمایا تیرے لیے جنت ہے اگر تو اسی (ایمان) پر مرے۔

چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے پاس یہ بکریاں امانت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اپنے پاس سے ہنکا دے اور انہیں پتھر مار کر بھگا دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تیری جانب سے تیری امانت ادا کر دے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا، بکریاں مالک کے پاس پہنچ گئیں۔ یہودی کو یقین ہو گیا کہ اس کا غلام مسلمان ہو گیا۔

شہداء کی صف میں ایک نو مسلم غلام

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے، انہیں خطاب فرمایا، اور جہاد کی ترغیب دی۔ جب مسلمانوں اور یہودیوں میں جنگ ہوئی تو وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاہ غلام شہداء میں پڑا تھا۔ مسلمان اسے اٹھا کر اپنے لشکر میں لے آئے اور اسے خیمے میں داخل کر دیا۔ یوں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں دیکھا۔ پھر صحابہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو عزت بخشی اور نیکی کی طرف چلایا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے سر کے پاس دو خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہیں۔ حالانکہ اس نے اللہ کو ایک بھی سجدہ نہ کیا (یعنی نماز نہ پڑھ سکا کیونکہ اسلام لاتے ہی جہاد ہوا اور اس میں وہ شہید ہو گیا)۔

ایک اور پروانۂ شمع اسلام حماد بن سلمہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول میں سیاہ رنگ بدبودار آدمی ہوں، میرے پاس مال بھی نہیں ہے۔ اگر میں مقاتلہ کروں، یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں تو کیا مجھے جنت میں داخلہ مل جائے گا!

آپ نے فرمایا، ہاں!

پھر وہ بڑھا جنگ کی طرف، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اسے اسی حالت میں اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یقیناً اللہ نے تیرا چہرہ حسین کر دیا۔ تیری بو کو خوشبو میں (بدل) دیا۔ اور تیرے مال کو زیادہ کر دیا۔ پھر فرمایا میں نے اس کی دو خوبصورت آنکھوں والی بیویوں کو دیکھا کہ وہ اس سے اس کا پرانا لباس اتار رہی ہیں۔ اور نئے لباس اور جبہ میں داخل کر رہی ہیں۔

ایک من چلا اعرابی مشداد بن ہاد فرماتے ہیں۔ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان لایا اور اتباع کی۔ پھر کہنے لگا، میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ آپ نے کسی صحابی کو اس کے متعلق وصیت فرمائی۔ جب غزوہ خیبر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال غنیمت ہاتھ لگا۔ آپ نے اسے تقسیم فرمایا اور اعرابی کا حصہ بھی نکالا اور اس کا حصہ صحابہؓ کو محفوظ رکھنے کے لیے دیا۔ اس وقت وہ پشت پر پہرہ دے رہا تھا جب وہ حاضر ہوا تو صحابہؓ نے اس کا حصہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا، وہ کہنے لگا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ حصہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے الگ فرمایا۔ اس نے لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہو گیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تیرا حصہ الگ کیا ہے۔ وہ کہنے لگا، میں نے اس لالچ سے آپ کا اتباع نہیں کیا۔ بلکہ میں نے تو اس لیے اتباع کیا ہے کہ مجھے یہاں اس جگہ تیر لگے، پھر اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا اور کہا اور بس میں مر جاؤں۔ پھر مجھے جنت میں داخلہ مل جائے

آپ نے فرمایا اگر تو نے سچ کر دکھایا تو اللہ تعالیٰ تیری تصدیق (کا صلہ) دے گا۔ پھر دشمن کے ساتھ لڑائی شروع ہو گئی اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقتولین میں لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ وہی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں!

آپ نے فرمایا: اس نے اللہ کی تصدیق کی۔ اللہ نے اپنا (وعدہ) سچ کر دکھایا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جبہ مبارک کا اسے کفن دیا، پھر اسے لے گئے اور اس کے حق میں دعا فرمائی اور آپ اس کے لیے یہ دعا کر رہے تھے "اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے، تیرے راستہ میں مہاجر نکلا اور شہادت کے شوق میں قتل ہوا اور میں اس پر گواہ ہوں۔

واقدی فرماتے ہیں کہ یہود اپنے قلعے کی طرف واپس جا کر قلعہ بند ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تین دن ٹھہرے آخر ایک یہودی آیا۔ جسے غزال کہتے تھے۔ اس نے کہا اے ابو القاسم اگر آپ ایک ماہ بھی ٹھہرے رہیں تو بھی انہیں کچھ پرواہ نہیں۔ کیونکہ ان کے پینے کا پانی اور چشمے زمین کے نیچے ہیں۔ رات کو نکلتے ہیں۔ اس سے پی لیتے ہیں اور پھر دوبارہ قلعے میں لوٹ جاتے ہیں اور آپ سے بچاؤ کر لیتے ہیں۔ اگر آپ ان کا پانی کاٹ دیں تو سامنے آئیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے چشموں کی جانب تشریف لے گئے انہیں کاٹ دیا جب پانی بند ہو گیا تو اب نکلے۔ اور سخت ترین جنگ ہوئی کچھ مسلمان شہید ہوئے اور دس یہودی مارے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح حاصل ہوئی اسے فتح کرنے کے بعد آپ اہلِ کتیبہ وطیح اور سلالم.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف گئے جو ابن ابی حقیق کے قلعے تھے۔ انہوں نے سخت ترین قلعہ بندی کر لی۔ اور نطاۃ اور شق سے بھاگ کر یہ لوگ یہیں پناہ گزین ہو گئے، کیونکہ خیبر کے دو حصّے تھے شق اور نطاۃ پہلے تھے جو فتح ہو چکے تھے اور کتیبہ، وطیح اور سلالم بعد میں آئے تھے۔ وہ اپنے قلعوں سے باہر نہ آتے تھے۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ منجنیق گاڑ کر ان پر پتھر برسائے جائیں آخرانہیں ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ چودہ روز سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محاصرہ میں تھے تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی درخواست کی اور ابن ابی حقیق کو آپ کے پاس بھیجا تاکہ جنگ کے باعث ان کی جانوں کا نقصان نہ ہو اور ان کی اولاد انہیں بخشی جائے اور وہ خیبر سے چلے جائیں گے اور جو کچھ ان کے پاس مال و دولت، زمین، سونا چاندی ہے سب پیش کر دیں گے۔ سوائے اس لباس کے جو بدن پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے تحریر لکھ دو اور تم سے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ختم ہو چکا۔ انہوں نے اس پر مصالحت کر لی۔ حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: انہیں نافعؒ سے انہیں ابن عمر سے روایت ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر سے مقاتلہ فرمایا: آخر وہ اپنے قلعے کی طرف پسپا ہو کر محصور ہو گئے۔ کھیتی کھجور اور زمین کے عوض انہوں نے صلح کر لی کہ وہ اسے چھوڑ دیں گے اور ان کے سواری کے جانور جس قدر بوجھ اٹھا سکیں بس وہ لے لیں گے اور سونا اور چاندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو گا۔ آپ نے شرط لگائی کہ وہ چھپائیں گے نہیں اور نہ کوئی چیز آپؐ سے اوجھل کریں گے اگر انہوں نے ایسی حرکت کی تو پھر نہ ذمہ ہے اور نہ عہد (امن)

(لیکن) انہوں نے ایک مشک جس میں مال اور حی بن اخطب کے زیورات تھے۔ چھپا لیا وہ اسے بنو نضیر کی جلا وطنی کے وقت خیبر کی طرف اٹھا لایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حی بن اخطب کے چچا کو فرمایا۔ حی جو مشک بنو نضیر سے اٹھا کر لایا وہ کہاں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کہنے لگا، اخراجات اور جنگوں نے اسے ختم کر دیا۔

آپ نے فرمایا وہ عہد تو قریب کے زمانے کا ہے اور مال اس سے زیادہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت زبیرؓ کے حوالے کیا۔ انہوں نے کچھ سختی کی۔ اس سے قبل وہ ایک ویرانے میں گیا تھا۔ کہنے لگا میں نے دیکھا کہ وہ ویرانے میں پھر رہا تھا۔ ویرانے کی طرف گئے اور وہاں تلاش کیا تو مشک مل گئی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ابی حقیق اور اس کی ایک زوجہ صفیہ بنت حی بن اخطب کو قتل کر دیا اور اس کی عورتوں بچوں کو غلام بنا لیا اور مال کو تقسیم فرمایا۔ یہ برتاؤ ان کی مسلسل عہد شکنی کے باعث ہوا۔

اہلِ خیبر سے معاہدہ

نیز آپ کا ارادہ ہوا کہ انہیں وہاں سے ملک بدر کر دیں، لیکن وہ کہنے لگے اے محمدؐ ہمیں اسی زمین میں رہنے دیجیے ہم اس کی اصلاح کریں گے۔ اور اس کی حفاظت کریں گے۔ کیونکہ ہم آپ کی نسبت یہاں سے زیادہ واقف ہیں۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے پاس اس قدر آدمی بھی نہ تھے جو اس کا انتظام سنبھال سکتے۔ اور وہ خود اس کی حفاظت کے لیے فراغت نہ رکھتے تھے اس لیے آپ نے انہیں خیبر کا علاقہ اس شرط پہ دے دیا کہ جو پیداوار یا پھل ہو اس کا نصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا ہوگا۔ چنانچہ آپ عبداللہ بن رواحہ کو اندازہ کرنے ارسال فرمایا کرتے۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

خیبر کی پیداوار کی تقسیم

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی پیداوار چھتیس سہم میں تقسیم فرما دی۔ ہر سہم کی ایک سو سہم کا تھا۔ گویا کہ کل چھتیس سو سہم بن گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لیے اٹھارا سو سہم ہوتے اور باقی نصف یعنی اٹھارہ سو سہم اس کے محافظین اور وہاں پر اہل اسلام کے لیے چھوڑ دیے گئے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ خیبر کا ایک حصہ حملے سے اور ایک حصہ صلح سے مفتوح ہوا۔ چنانچہ جو حصہ لڑائی سے مفتوح ہوا اسے اہل خمس اور غانمین میں تقسیم کر دیا گیا اور جو حصہ صلح سے مفتوح ہوا اسے وہاں کے منتظمین اور مسلمانوں کے امور اور مصالح عامہ کے لیے چھوڑ دیا گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی کے انکار کی اساس و بنیاد

میں کہتا ہوں کہ یہی امام شافعی کے خیال کی اصل و بنیاد ہے کہ تمام غنائم کی طرح قوت سے مفتوحہ زمین کی تقسیم واجب ہوتی ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ خیبر کی زمین تقسیم نہیں ہوئی تو فرمایا یہ مصالحت سے مفتوح ہوا لیکن جو سیر و مغازی کا گہرا مطالعہ کرے گا۔ اس پر یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ خیبر قوت سے فتح ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزورِ قوت اس علاقہ پر قابض ہوئے۔ اگر محض مصالحت سے فتح ہوا ہوتا تو آپ جلاوطن نہ کرتے۔

خیبر اٹھارا ہزار حصوں پر تقسیم ہوا کیونکہ یہ اہل حدیبیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطیہ تھا جو اس میں شریک تھے اور ان کی تعداد چودہ سو تھی۔ نیز ان کے ہمراہ دو سو سوار بھی تھے۔ ہر گھوڑے کے دو حصے ہوتے۔ چنانچہ جملہ تعداد اٹھارہ سو سہم بن گئی اور جابر بن عبداللہ کے سوا اہلِ حدیبیہ میں سے کوئی بھی غزوہ خیبر کے موقع پر غیر حاضر نہ تھا۔ ان کا آپ نے دوسرے شریک جہاد صحابہؓ کی طرح سہم (حصہ) نکالا۔ سوار کے تین سہم نکالے اور پیدل کا ایک۔ یہ کل چودہ ہوتے۔ دو سو سوار تھے۔ یہی روایت صحیح ہے جس میں کوئی تردد نہیں۔

نیز ابو معاویہؒ کی حدیث میں ہے کہ انہیں عبداللہ بن عمرؓ سے انہیں نافعؒ سے انہیں حضرت ابن عمر سے روایت پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے لیے تین سہم ایک سہم اس کا اور دو گھوڑے کے لگائے اور یہ صحیحین میں مروی ہے۔ امام ثوری اور ابو اسامہ نے بھی عبداللہؓ سے اس طرح روایت کیا ہے امام شافعیؒ بتاتے ہیں کہ مجمع بن حارثہ نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں اٹھارہ سو سہم مقرر فرمائے۔ فوج کی تعداد پندرہ سو تھی۔ جن میں تین سو سوار تھے۔ آپ نے سوار کو دو سہم اور پیدل کو ایک سہم عطا فرمایا۔ شافعیؒ نے فرمایا کہ مجمع بن یعقوب یعنی اس حدیث کا راوی اپنے والد سے وہ اپنے چچا عبداللہ بن یزید سے وہ اپنے چچا مجمع بن حارثہ سے روایت کرتا ہے۔ جو غیر معروف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے عبداللہ کی روایت قبول کرلی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ اس کی معارض خبر کوئی نہیں اور ایک خبر کو صرف اس پایہ کی نہر سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس کے رد ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اس غزوہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے ابن عم جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھی بھی آ گئے۔ ان کے ہمراہ عبداللہ بن قیس ابو موسیٰ اور ان کے رفقا اشعری قبیلے کے لوگ تھے۔ نیز اسماء بنت عمیس بھی آئیں۔

ابو موسیٰ بتاتے ہیں کہ ہم یمن میں تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اطلاع ملی ہم ہجرت کرتے ہوئے نکلے۔ میں تھا اور میرے ساتھ میرے دو بھائی تھے۔ میں ان دونوں سے چھوٹا تھا۔ ایک کا نام ابو رہم اور دوسرا ابو بردۃ۔ ہماری قوم کے پچاس سے زیادہ افراد آ گئے۔ چنانچہ ہم ایک کشتی پر سوار ہو گئے یہ کشتی ہمیں حبشہ میں نجاشی کی طرف لے گئی۔ ہم وہاں جعفرؓ بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں سے جا ملے۔ حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور ہمیں یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اس لیے ہمارے ساتھ ہی ٹھہرو ہم انہی کے ساتھ ٹھہر گئے۔ آخر کار ہم سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے بعد فتح خیبر کے موقع پر ہمیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ہمارے لیے سہم نکالا۔ اور ہمارے علاوہ اور کسی غیر حاضر شخص کا حصہ اس میں سے نہیں نکالا۔ سوا ان صحابہ کے جو آپ کے ہمراہ تھے۔ یا حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے یا ہمارا اور ہمارے شرکائے سفینہ کا۔

حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت عمر میں سخت کلامی

لوگ کہنے لگے کہ ہمیں تم پر ہجرت میں سبقت حاصل ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس حضرت حفصہؓ کے پاس آئیں اور حضرت عمرؓ بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے پوچھا یہ خاتون کون ہیں؟ جواب دیا کہ اسماءؓ ہیں۔

حضرت عمر نے کہا، ہم نے تم پر ہجرت میں سبقت کی۔ اس لیے تم سے زیادہ ہم رسول اللہ کے حقدار ہیں۔ (حضرت اسماء) کو غصہ آ یا وہ کہنے لگیں۔ اے عمرؓ ہرگز نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، جو تم میں بھوکا ہوتا اسے وہ کھلاتے اور جو تم میں جاہل ہوتا وہ مال غنیمت پاتا۔ مگر ہم ایک دور دراز علاقے میں کٹھنائیاں برداشت کر رہے تھے اور یہ صرف اللہ اور اس کے رسول کی خاطر تھا۔ خدا کی قسم نہ میں کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک جو تم نے کہا ہے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض نہ کر لوں۔ ہمیں دکھ دیا جاتا ایذا دی جاتی اور ہم یہ سب خدا اور رسول کے لیے سہتے۔ میں یہ تمام ماجرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کروں گی اور خدا کی قسم خدا بھی نہ جھوٹ بولوں گی، نہ نمک مرچ لگا کر کہوں گی اور نہ مبالغہ کروں گی۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اسماءؓ نے عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول عمرؓ اس طرح کہہ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے انہیں کیا جواب دیا!

انہوں نے عرض کیا، میں نے جواب میں یہ یہ کہا۔

آپ نے فرمایا عمر اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے اہل سفینہ تمہاری دو ہجرتیں ہیں۔ ابو موسیٰ اور اہل سفینہ حضرت اسماء کے پاس گروہ در گروہ آیا کرتے اور اس حدیث کے متعلق پوچھ گچھ کیا کرتے تھے۔ ان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی بات فرحت بخش اور باعث مسرت نہ تھی۔ جتنی وہ بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمائی تھی۔

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے آپؐ کا والہانہ تعلق خاطر

جب حضرت جعفرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں اندازہ نہیں کر سکتا کہ آپ کو فتح خیبر سے زیادہ خوشی ہوئی۔ یا حضرت جعفرؓ کی آمد سے۔ اور واقدیؒ فرماتے ہیں کہ ابو ہشیم مزنی نے بتایا جو اسلام لا چکے تھے اور سچ یہ ہے کہ انہوں نے بہت عمدہ طور پر اس دین کو قبول کیا تھا کہ جب ہم عیینہ بن حصن کے ہمراہ واپس آئے اور عیینہ بھی واپس آیا۔ جب ہم خیبر کے قریب تھے تورات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہم اترے اور ہمیں گھبراہٹ لاحق ہوئی۔
عليبہ نے کہا خوش ہو جاؤ، میں نے رات کو خواب دیکھا ہے کہ مجھے خیبر کا ایک پہاڑ ذوالرقیبہ دیا گیا۔ جب ہم خیبر واپس ہوئے، عليبہ آیا اور دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ اس نے عرض کیا، اے محمدؐ! آپ نے میرے حلیفوں سے جو غنیمت لی ہے تو اس میں سے مجھے بھی عنایت کیجیے، کیونکہ میں آپ کو گزند پہنچانے سے ہٹ گیا حالانکہ ہم آپ کو پہچان چکے تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو شور سن کر اپنے گھر کی طرف بھاگا۔
اس نے کہا اے محمدؐ مجھے انعام دیجیے۔
آپ نے فرمایا تیرے لیے ذوالرقیبہ ہے۔
اس نے پوچھا ذوالرقیبہ کیا ہے!
آپ نے فرمایا، وہ پہاڑ جو تو نے خواب میں دیکھا کہ تو لے گا۔
چنانچہ عليبہ واپس ہوا، جب واپس پہنچا تو حرث بن عوف اس کے پاس آیا اور کہا میں نے کہا نہیں تھا کہ تجھ سے اور یہی معاملہ ہو گا۔ اللہ کی قسم محمدؐ مشرق و مغرب کی ہر (قوم) پر غالب آکر رہے گا۔ یہود ہمیں اس بات کی خبر دیا کرتے تھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں ابورافع سلام بن ابی حقیق کو کہتے سنا کہ ہم محمدؐ پر نبوت کے متعلق حسد کرتے ہیں کہ بنی ہارون سے نکل گئی حالانکہ آپ واقعی نبی مرسل ہیں۔ حرث کہتے ہیں میں نے سلام سے پوچھا کہ کیا وہ تمام زمین کے بادشاہ بنیں گے۔ اس نے کہا ہاں، اور کوئی یہودی نہیں چاہتا کہ میرے اس قول سے کوئی بھی واقف ہو جائے۔

آنحضرت کو زہر دینے کی کوشش

اس غزوہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا گیا۔ سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حرث یہودن نے آپ کو ایک بھنی ہوئی بکری بھیجی، جس میں زہر ملا دیا، وہ آئی اور پوچھنے لگی کہ کونسا گوشت آپ کو زیادہ پسند ہے! بتایا گیا کلائی کا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس نے کلائی میں زہر زیادہ ڈال دیا۔ جب اس پارچہ سے آپ نے کاٹا تو کلائی نے بتایا کہ مجھے مسموم کیا گیا ہے۔ آپ نے فوراً نوالہ پھینک دیا۔ پھر آپ نے فرمایا یہود کو جمع کرو، جب سب جمع ہو گئے تو ارشاد فرمایا! میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں، کیا تم سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں! اے ابوالقاسم۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟ وہ کہنے لگے، ہمارا باپ فلاں ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا، تمہارا باپ تو فلاں ہے۔ وہ بولے آپ نے سچ کہا۔ آپ نے فرمایا اگر میں کچھ پوچھوں تو سچ بولو گے: کہنے لگے ہاں! اے ابوالقاسم اگر چہ ہم نے آپ کی تکذیب کی لیکن آپ نے ہمارے باپ کے متعلق ہمارا کذب معلوم کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ نار کون ہے؟ وہ بولے ہم اس میں تھوڑی ہی مدت تک رہیں گے۔ پھر تم لوگ اس میں ہمارے بعد ہو گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم ہم وہاں کبھی بھی نہ جائیں گے۔

پھر آپ نے فرمایا اگر میں تم سے کچھ دریافت کروں تو سچ بولو گے؟ کہنے لگے ہاں!

آپ نے فرمایا تم نے اس بکری میں زہر ملا دیا ہے؟ کہنے لگے ہاں!

آپ نے فرمایا: کس بات نے تمہیں اس بات پر آمادہ کیا؟ بولے ہمارا ارادہ یہ ہوا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر نبی ہیں تو آپ کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ عورت بھی لائی گئی اس نے اقرار کیا کہ میں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالی تجھے کبھی بھی مجھ پر مسلط نہ کرتا۔ ابو سلمۃ بتاتے ہیں کہ بشر بن براء بن معرور اس بکری کے کھانے سے وفات پا گئے۔ آپ نے یہود سے کہلا بھیجا کہ تجھے کس بات نے اس کام پر آمادہ کر دیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ قتل کر دی گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس باب میں اختلاف ہے کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گوشت کھایا یا نہیں! زیادہ تر روایات کھانے کی تائید میں ہیں۔ اس واقعہ کے تین سال بعد تک آپ زندہ رہے۔ یہاں تک کہ مرض وفات کی تکلیف میں بھی آپ نے فرمایا کہ میں اس نوالے کا اثر محسوس کرتا رہا ہوں جو خیبر کے دن اس مسموم بکری سے کھایا تھا۔

زہریؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شہادت تھی۔

غزوہ خیبر کے سلسلہ میں احکام فقہیہ

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اشہر حرم میں کفار سے مقاتلہ و جنگ۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ میں حدیبیہ سے واپس آئے تو یہاں ٹھہرے۔ پھر آپ محرم میں خیبر کی طرف تشریف لے گئے۔ زہریؒ نے عروہ سے، انہوں نے مروان اور مسعد بن مخرمہ سے اس طرح نقل کیا ہے۔ نیز واقدی نے یہی کہا کہ آپ ۷ھ کی ابتداء میں نکلے لیکن یہ استدلال محل نظر ہے۔ کیونکہ اواخر محرم میں آپ نکلے ابتداء میں نہیں اور صفر میں فتح حاصل ہوئی اس سے زیادہ قوی دلیل بیعت رضوان ہے جو صحابہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے کی کہ وہ جنگ کریں گے اور راہ فرار اختیار نہ کریں گے۔ یہ واقعہ ذی قعدہ میں پیش آیا تھا۔ لیکن اس سے استدلال نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بیعت تب لی جب آپ کو حضرت عثمانؓ کی شہادت اور قریش سے ارادہ جنگ کی اطلاع ملی۔ ورنہ اشہر حرم میں قتال کوئی اختلافی مسئلہ نہیں۔

کیا اشہر حرم میں قتال کا آغاز جائز ہے

اختلاف تو اس میں ہے کہ کیا ان مہینوں میں قتال کا از خود آغاز کرنا جائز ہے یا نہیں؛ جمہور نے اسے جائز کیا ہے اور کہا ہے کہ تحریم قتال منسوخ ہو چکی ہے اور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مذہب ہے اور حضرت عطاء وغیرہ کا خیال یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں حضرت عطاءؒ اللہ کی قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ اشہر حرم میں قتال حلال نہیں اور اس کی حرمت منسوخ نہیں ہوئی۔

ان دونوں سے زیادہ قوی استدلال طائف کا محاصرہ ہے کیونکہ آپ شوال کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں اس طرف تشریف لے گئے اور بیس سے زیادہ دن تک محاصرہ کیے رکھا۔ محاصرے کا کچھ وقت ذی قعدہ میں آتا ہے۔ کیونکہ رمضان میں دس دن باقی تھے کہ فتح مکہ ہوا اور فتح مکہ کے بعد آپ انیس دن وہیں مقیم رہے اور نمازوں میں قصر کرتے رہے۔ اس کے بعد ہوازن کی طرف تشریف لے گئے۔ جب شوال میں بیس دن باقی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بنو ہوازن پر بھی آپ کو فتح عطا فرمائی۔ یہاں کے غنائم تقسیم کرنے کے بعد آپ طائف کی طرف تشریف لے گئے اور بیس سے زیادہ دن تک وہاں محاصرہ کیے رکھا۔ اس کے باجود اس واقعہ سے دلیل نہیں ملتی۔ کیونکہ غزوہ طائف دراصل بنو ہوازن کی جنگ کا تتمہ تھا اور انہوں نے پہلے سے ہی رسول اللہ علیہ وسلم سے قتال شروع کر رکھا تھا۔ جب انہیں شکست ہوئی تو وہ اپنے شہر میں داخل ہو گئے۔ اس طرح محاصرہ طائف نے دراصل پہلے سے شروع شدہ جنگ کا تتمہ تھا۔

انہی احکام میں ایک تقسیم غنائم کا مسئلہ ہے کہ سوار کے لیے تین سہم اور پیدل کے لیے ایک سہم، جس کے متعلق مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ نیز یہ کہ ایک فوجی کو یہ جائز ہے کہ اسے کھانا ملے تو کھالے اور اس کا خمس ادا نہ کرے۔ جس طرح حضرت عبداللہ بن مغفل کو چربی کی ایک بوریا ملی تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اسے اپنے لیے مخصوص کر لیا۔

نیز جنگ ختم ہو جائے اور اس کے بعد کچھ لوگ میدان میں آئیں تو انہیں حصہ نہیں ملے گا۔ جب تک تمام لشکر اجازت نہ دے دے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے اہل سفینہ کے متعلق اس وقت مشورہ فرمایا تھا جب جعفرؓ اور ان کے رفقاء خیبر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آیا انہیں حصہ دیا جائے؟ مشورے کے بعد انہیں حصہ دیا گیا۔

پالتو گدھوں کے گوشت کا مسئلہ

ان احکامات میں سے ایک پالتو گدھوں کے گوشت کی حرمت ہے۔ خیبر کے دن اس کی تحریم صحت کے ساتھ ثابت ہے اور اس کی تعلیل یوں ہے کہ یہ رجس ہے۔ یہ قول

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان صحابہ کے قول پر مقدم سمجھا جائے گا، جنہوں نے یہ علت بتائی ہے کہ یہ سواری اور بار برداری کا جانور ہے اور اس قول پر بھی مقدم ہے کہ اس کا خمس نہیں نکالا گیا تھا اور اس قول پر بھی مقدم ہے کہ یہ جانور بستی کے آس پاس کی گندگی کھاتا ہے۔ یہ تمام اقوال اگرچہ صحیح ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان زیادہ قابلِ ترجیح ہے کہ یہ رجس (ناپاک) ہے، سب پر مقدم ہوگا۔

متعہ کب حرام ہوا؟

متعہ فتح خیبر کے دن حرام نہیں کیا گیا بلکہ فتح مکہ کے موقع پر اسے حرام کہا گیا اور یہی درست تر رائے ہے۔

بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ آپ نے اسے فتح خیبر کے دن حرام بتایا اور انہوں نے صحیحین کی اس روایت سے دلیل لی ہے جو علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور صحیحین میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ کو عورتوں کے متعہ کے مسئلہ میں نرمی کرتے دیکھا تو فرمایا: اے عباسؓ ٹھہرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے اور جب لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے سال اسے مباح بتایا پھر حرام کیا تو کہنے لگے حرام ہوا، پھر مباح ہوا، پھر حرام ہوا۔

امام شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ متعہ کے سوا کوئی بات حرام کی گئی ہو۔ پھر مباح کی گئی ہو پھر دوبارہ حرام کی گئی ہو مروی ہے اکہ دوبارہ یہ حکم منسوخ ہوا اور بعد والوں نے اس کی مخالفت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ صرف فتح کے سال حرام ہوا اس سے قبل مباح تھا۔

متعہ کے بارے میں حضرت ابن عباس کا فتویٰ

اور خیبر کے واقعہ میں صحابہ کرام رضوان علیہم یہودی عورتوں سے متعہ نہیں کرتے تھے اور نہ انہوں نے اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور اس غزوہ میں کسی نے اس قسم کی بات نقل کی اور نہ اس واقعہ میں فعلاً و قولاً اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر ہوا۔ بخلاف فتح مکہ کے کہ اس میں فعلاً قولاً متعہ کا معاملہ سامنے آیا۔ یہ طریقہ دونوں سے زیادہ صحیح تر ہے۔

نیز تیسرا طریقہ بھی مروی ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مطلقاً حرام نہیں بتایا بلکہ ضرورت کے وقت جائز اور بلا ضرورت اسے حرام قرار دیا۔ (مروی ہے) کہ حضرت ابن عباسؓ اس کا فتویٰ دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ مردار، خون اور سؤر کے گوشت کی طرح ہے کہ ضرورت اور شدتِ حاجت میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ اسے نہ سمجھ سکے اور سمجھا کہ انہوں نے اسے مطلقاً مباح قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے یہ دیکھا تو رجوع کر لیا اور اس کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا۔

مساقات اور مزارعت کے جواز کا پہلو

نیز اس میں مساقات اور مزارعت کا جواز نکلتا ہے کہ زمین کی پیداوار پھل اور کھیتی کے ایک مقرر حصے پر معاملہ طے کیا جائے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر کے ساتھ معاملہ فرمایا تھا جو آپ کی وفات تک غیر منسوخ رہا اور بعد میں خلفائے راشدین کا بھی اس پر عمل رہا۔

اسی قبیل میں یہ بھی ہے کہ آپ نے دشمنوں کو زمین دی تاکہ اجرت پر کام کریں۔ زمین کو فروخت نہیں کیا اور نہ مدینہ سے بیج بھیجے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی سنتِ طیبہ یہ ہے کہ زمین کا مالک بیج دینے پر مجبور نہیں۔ البتہ یہ عامل کی جانب سے جائز ہے آپ کے بعد خلفائے راشدین کا بھی یہی معمول رہا۔

تقسیم الگ چیز ہے بیع جدا

کھجوروں کے پھلوں کا اندازہ کر کے سودا کرنا اور اسے تقسیم کرنا بھی (اس غزوہ سے جائز معلوم ہوتا ہے)۔ نیز یہ کہ تقسیم بیع نہیں ہوتی دوسرے یہ کہ اندازہ کرنے والا اور تقسیم کنندہ ایک ہی کافی ہے۔

نیز عقد صلح و امان کو مشروط کرنا بھی جائز ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط لگا دی کہ یہودی کچھ غائب نہ کریں گے اور نہ کچھ چھپائیں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز متہم لوگوں کو سزا دینا، یہ حکم شرعی عدالت ہے نہ کہ ظالمانہ سیاست!۔

نیز اگر اہلِ ذمہ اپنے آپ پر عائد شدہ شرائط میں سے کسی کی مخالفت کر دیں تو ان کا ذمہ ختم ہو جاتا ہے اور ان کا جان و مال حلال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا اور شرط لگا دی کہ وہ کچھ غائب نہ کریں گے اور نہ ہی کچھ چھپائیں گے اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کی جان و مال کا ذمہ ٹوٹ جائے گا۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے بھی اہلِ ذمہ کی شرائط کے متعلق سنت پر عمل کیا۔ اور (اہلِ ذمہ) پر شرط عائد کر دی کہ اگر انہوں نے کسی دفعہ کی مخالفت کی تو بدبختوں اور دشمنوں پر جو کچھ (وارد ہو گا ان پر بھی کچھ نہ ہو گا۔

نیز یہ کہ جس نے تقسیم سے قبل غنائم میں سے کچھ لیا وہ اس کا مالک نہ ہو گا۔ اگرچہ وہ چیز اس کے حق سے بھی کم ہو۔ بلکہ وہ تقسیم کے بعد ہی مالک ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے صاحب شملہ کے بارے میں جب اس نے غلو کیا تو فرمایا کہ یہ آگ بن کر اس پر جل رہی ہے اور تسمے والے کو فرمایا: آگ کا ایک تسمہ یا دو تسمے۔

نیز امام کو اختیار ہے کہ قوت کے بل پر فتح کیے ہوئے علاقے کو تقسیم کر دے یا اس کی تقسیم ترک کر دے یا بعض کو تقسیم کر دے اور بعض کو چھوڑ دے۔

نیز اہل ذمہ کو دارالاسلام سے خارج کرنا جائز ہے۔ جب مناسب ہو، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں یہاں ٹھہرائے گا، ہم بھی ٹھہرائے رکھیں گے۔ اور یہود کے سردار سے آپ نے فرمایا۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا۔ جب دن بدن تمہاری سواریاں شام کی طرف کوچ کریں گی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہیں شام کی طرف جلا وطن کر دیا۔ محمد بن جریر طبری کا یہی مذہب ہے۔

باندی کے ساتھ نکاح میں گواہوں کی ضرورت نہیں

نیز اپنی لونڈی کو آزاد کرنا پھر آزاد کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اس سے نکاح کرنا اور آزادی کو حق مہر مقرر کرنا جائز ہے اور لونڈی کے اذن اور گواہوں اور ولی کے بغیر اسے زوجہ بنالینا جائز ہے اور نہ فقط نکاح کرتا ہوں یا شادی کرتا ہوں کی ضرورت ہے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کے معاملہ میں کہا اور آپ نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ یہ طریقہ صرف میرے لیے مخصوص ہے۔ اور باوجود اس بات کے کہ آپ کو معلوم تھا کہ امت آپ کی سنت کا اتباع کرتی ہے۔ آپ نے اس طرف اشارہ بھی نہیں کیا اور نہ کسی صحابیؓ نے کہ یہ طریقہ آپ کے سوا دوسروں کو جائز نہیں بلکہ انہوں نے اس واقعہ کو امت کی طرف نقل کیا اور انہیں منع نہیں کیا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کی اقتدار سے منع فرمایا، حالانکہ اللہ تعالیٰ موہوبہ نکاح کے تعلق کو آپ نے خطاب کرکے فرمایا، خالصة لك من دون المؤمنين یعنی، خاص کرنے کے لیے دوسرے مومنین کے سوا؛"

اس لیے اگر امت سے علاوہ یہ بھی آپ سے مخصوص ہوتا تو اس کی تخصیص کا تذکرہ زیادہ اولیٰ ہے۔

نیز مرد کو اپنی بیوی کے ہمراہ خیمہ لگاکر رہنا اور سواری پر لشکر کے درمیان ایک ہی ہودج میں سوار ہونا بھی جائز ہے۔

نیز جو آدمی دوسرے کو زہر دے کر قتل کردے، اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ جیسے حضرت بشرؓ بن براء کو شہید کرنے کے عوض یہودیہ عورت کو قتل کیا گیا۔

کافر کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے

نیز کافر کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ شاید یہودی عورت کو عہد شکنی کے باعث قتل کیا گیا کہ اس نے زہر کھلایا نہ کہ قصاص کے باعث۔ اس کا جواب یہ ہوگا کہ اگر عہد شکنی کے باعث اسے قتل کیا جائے تو اقرار کے فوراً بعد قتل کردیا جاتا اور کھانے والے کی وفات تک اس کا قتل مؤخر کردیا جاتا۔ اور اگر کہا جائے کہ اسے عہد شکنی کے باعث قتل نہیں کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہی بات حجت ہے جو اس کے قائل ہیں کہ امام کو اسیر کی طرح عہد شکن کے متعلق اختیار ہے اگر کہا جائے کہ تم تو امام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد کی طرح وجوبِ قتل کے قائل ہو۔ اور قاضی ابو یعلی اور ان کے اتباع کا خیال یہ ہے کہ امام کو اس میں اختیار ہے تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ اگر صلح سے قبل (زہریلی بکری) کا واقعہ درپیش آیا تو پھر یہ حجت نہیں ہو سکتا اور اگر صلح کے بعد ہوا تو مسلمان کو قتل کرنے کی صورت میں عہد شکنی کے متعلق اختلاف ہے جو اسے عہد شکنی نہیں سمجھتے تو ظاہر ہے اور جو اسے عہد شکنی تصور کرتے ہیں ان میں بعض اس کے وجوب قتل کے قائل ہیں۔ بعض اختیارِ قتل کے بعد بعض اسبابِ عہد شکنی کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔

فتح خیبر کے سلسلہ میں اختلاف آراء

اور فتح خیبر کے قوت سے مفتوح ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ قوت سے مفتوح ہوا۔ بعض مصالحت سے فتح کے قائل ہیں۔ چنانچہ ابو داؤد نے حضرت انس رض کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا غزوہ کیا تو خیبر جنگ کے بعد قوت سے فتح ہوا اور قتال کے بعد بعض کو ملک بدر کر دیا گیا۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ ارض خیبر کے متعلق یہ صحیح تر روایت ہے کہ یہ تمام زمین قوت سے مفتوح ہوئی۔ بخلاف فدک کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تمام زمین غانمین پر تقسیم فرما دی۔ جنہوں نے گھوڑوں اور سواروں پر بیٹھ کر ہلّہ بولا تھا اور یہ اہل حدیبیہ ہی تھے اور علمائے کرام کا اس میں اختلاف نہیں کہ ارضِ خیبر تقسیم کردہ ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جب ملک غنیمت میں ہاتھ آجائے تو اسے تقسیم کیا جائے یا وقف کیا جائے! اہل کوفہ فرماتے ہیں کہ امام کو اس کی تقسیم اور موقف دونوں کا اختیار ہے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین کے متعلق کیا اور حضرت عمر رض نے عراق کے متعلق کیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام زمین تقسیم کر دی جائے گی۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین تقسیم فرما دی، کیونکہ زمین بھی کفار کے دیگر اموال کی طرح غنائم میں شامل ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رض کی اتباع کے باعث وقف کے قائل ہیں کیونکہ زمین غنائم میں مخصوص حیثیت رکھتی ہے جس طرح حضرت عمر رض نے صحابہ کی جماعت ہوتے ہوئے بھی ان مسلمانوں کے لیے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقف کر دیا جو بعد کے زمانے میں آنے والے ہیں۔

وادی قریٰ میں آپ کی تشریف آوری

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے چل کر وادی قریٰ تشریف لے گئے، وہاں یہود کی ایک جماعت تھی اور عرب (مشرکین) کا ایک گروہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو یہود نے تیر مارنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام مدعم قتل ہو گیا۔ لوگوں نے کہا اسے جنت مبارک ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو چادر اس نے خیبر کے روز تقسیم سے قبل لی تھی اس پر آگ بن کر شعلہ زن ہے۔ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یا دو تسمے لایا۔ آپ نے فرمایا، آگ کا ایک تسمہ یا دو تسمے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی، ان کی صف بندی فرمائی اور حضرت سعدؓ بن عبادہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ اور ایک جھنڈا جناب بن منذر کو ایک سہل بن حنیف کو اور ایک جھنڈا عبادۃ بن بشر کو عطا کیا۔ اس کے بعد یہود کو اسلام کی دعوت دی اور بتایا کہ تم اسلام لے آؤ تو تمہارے مال محفوظ ہوں گے، تمہاری جانوں کو امان ہو گا اور حساب اللہ پر ہو گا۔

حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ کی بہادری

اس کے بعد ایک آدمی نکلا اس کے مقابلے میں حضرت زبیرؓ بن عوام نکلے۔ حضرت زبیرؓ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر اور نکلا انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا پھر اور نکلا۔ اس کے مقابلے میں حضرت علیؓ بن ابی طالب نکلے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا اس طرح کفار کے گیارہ آدمی قتل ہو گئے۔ جونہی ایک قتل ہو جاتا، دوسروں کو دعوت اسلام دی جاتی۔ جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ صحابہ کے ہمراہ نماز ادا فرماتے۔ پھر واپس آکر انہیں اسلام، اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتے اس کے بعد مقاتلہ فرماتے۔ آخر شام ہو گئی اور جب صبح ہوئی اور ابھی سورج ایک نیزہ بھی اونچا نہ ہوا تھا کہ آپ نے اس علاقہ پر قبضہ کر لیا اور قوت کے ذریعہ سے آپ کو یہ فتح حاصل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوئی اور اللہ تعالٰے آپ کو ان کا مال غنیمت عطا کیا اور سامان و اموال کی ایک کثیر تعداد ہاتھ آئی۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی قریٰ میں چار دن تک مقیم رہے اور جو مال غنیمت حاصل ہوا اسے صحابہؓ پر تقسیم کر دیا اور زمین اور کھجور کے درختوں کو یہود کے پاس ہی رہنے دیا اور انہی کو کارندہ مقرر فرما دیا۔ جب یہود تیما کو خبر پہنچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر، فدک اور وادی قریٰ کے یہود کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو انہوں نے بھی آپ کے ساتھ مال پر صلح کر لی۔

حضرت عمرؓ اور یہودیانِ خیبر و فدک

اس کے بعد جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو انہوں نے خیبر اور فدک کے یہود کو ملک بدر کر دیا۔ تیما اور وادی قریٰ کے یہود کو رہنے دیا، کیونکہ یہ دونوں علاقے ارض شام کی حدود میں شامل ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اس سے نچلا علاقہ مدینے تک حجاز میں داخل ہے اور اس سے پرے کا علاقہ شام میں داخل ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔ واپسی پر ایک شب ایک جگہ اترے اور حضرت بلالؓ سے فرمایا:

رات کو پہرہ دیتے رہنا۔

چنانچہ حضرت بلالؓ کی آنکھوں میں نیند غالب آگئی۔ کیونکہ وہ اپنی سواری سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلالؓ اور تمام صحابہؓ میں سے کوئی بیدار نہ ہوا۔ یہاں تک کہ دھوپ نکل آئی۔ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور آپ گھبرا گئے۔ فرمایا: اے بلال یہ کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ جس ذات نے آپ کو سلا دیا اس نے مجھے بھی (سلا) دیا۔ چنانچہ سواریوں کو وہاں سے ہنکایا یہاں تک کہ اس وادی سے نکل گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے۔ جب پار چلے گئے۔ آپ نے انہیں اترنے اور وضو کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے فجر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سنتیں ادا کیں اور حضرت بلالؓ کو اذان اکا حکم دیا۔ آخر نماز کی اقامت ہوئی۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر فارغ ہو کر فرمایا۔

قضا نماز موقع ملتے ہی فوراً پڑھنی چاہیے

اے لوگو! اللہ نے ہماری ارواح قبض فرمائیں۔ اگر چاہتا تو اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت انہیں لوٹاتا۔ اس لیے جب تم میں سے کوئی نماز کے وقت سو جائے یا بھول جائے، اسے چاہیے کہ اس طرح پڑھے جیسے وقت پر پڑھنا تھا۔ پھر آپؐ نے حضرت ابو بکر کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کہ شیطان بلال کے پاس آیا وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے انہیں سُلانے کی کوشش کی اور انہیں تھپکنے لگا جیسے بچے کو تھپکایا جاتا ہے یہاں تک کہ سو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو بلایا اور انہیں بھی بتایا، جس طرح حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا تھا۔

اس واقعہ کے فقہی احکام

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جو نماز کے وقت سو جائے یا بھول جائے تو اس کا وقت اس کے لیے نماز کا وقت اس گھڑی میں ہوگا۔ جب وہ بیدار ہو یا اسے یاد آ جائے۔

نیز یہ کہ سنن راتبہ کی فرائض کی طرح قضا ہوگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض کے ساتھ ساتھ فجر کی سنن بھی قضا کیں اور ظہر کی سنن تنہا قضا فرمائیں اور آپ کی سنت طاہرہ یہ تھی کہ فرائض کے ساتھ ساتھ سنن راتبہ بھی قضا کرتے تھے۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قضا کی حالت میں اذان اور اقامت ہوگی، کیونکہ حالت سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت بلالؓ نے اذان کہی۔ اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے حضرت بلالؓ کو اذان اور اقامت کا حکم دیا (ابو داؤدؒ)

نیز اس واقعہ سے قضا نماز کو جماعت سے ادا کرنے اور بیدار ہونے کے فوراً بعد قضا کرنے کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے۔ جیسے آپ کا قول "اسے چاہیے کہ جب یاد آئے اسے ادا کرے"۔ اور مقام نزول سے ہٹ کر آپ نے نماز پڑھی اور تاخیر کی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شیطان کی جگہ تھی۔ آپ اس سے بہتر جگہ پر تشریف لے گئے۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے قضا نے نماز میں جلدی تاخیر میں شمار ہوگی۔ کیونکہ آپ بحالت سفر ایسے بھی امور ہی کے کام میں مشغول تھے۔

نیز اس سے شیطانی جگہوں پر نماز پڑھنے کی ممانعت بھی معلوم ہوتی ہے جیسے حمام یا باغ کیونکہ یہ وہ مقامات ہیں جہاں شیطان کثرت سے جاتا اور سکونت پذیر ہوتا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وادی میں نماز کی عجلت کو مؤخر کر دیا تو ان جگہوں کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جو شیاطین کا کھلم کھلا مسکن ہیں!

مہاجرین کی بلند حوصلگی

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آ گئے، مہاجرین کو خیبر کے مال سے حصہ ملا تو مہاجرین نے انصار کو ان کے عطیات واپس کر دیئے جو انہوں نے صحابہؓ کو دے رکھے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سریۂ ابوبکر صدیقؓ

خیبر سے واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شوال تک مدینہ میں رہے اور اس زمانہ میں آپ نے چھوٹے چھوٹے دستے روانہ فرمائے۔ ان میں سے ایک دستہ بنی فزارہ کے علاقہ نجد کی طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ارسال فرمایا۔ ان کے ہمراہ سلمہ بن اکوعؓ بھی تھے۔ ان کے حصہ میں ایک خوبصورت لونڈی آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لے لی، اور اس کے عوض ان مسلمان قیدیوں کو رہا کرایا گیا جو مکہ میں تھے۔

نیز تیس سواروں کا ایک دستہ حضرت عمرؓ بن خطاب کی زیر نگرانی ہوازن کی جانب بھیجا۔ جب انہیں اطلاع ہوئی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمان جب وہاں پہنچے تو کوئی بھی وہاں نہ تھا چنانچہ واپس مدینہ چلے گئے۔ رہنما نے پوچھا کیا آپ بنو خثعم کے گروہ سے مقابلہ کریں گے؟ جو چلے آرہے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم نہیں دیا اس لیے انھوں نے ان سے کچھ تعرض نہ کیا۔

نیز ایک تیس سواروں کا دستہ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی سرگردگی میں بھیجا گیا۔ ان میں عبداللہ بن انیس تھے۔ انھیں بشیر بن وارام یہودی کی طرف بھیجا گیا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ غطفان نے آپ سے جنگ کرنے کے لیے گروہ بندی کی ہے۔ وہ خیبر کے علاقہ میں لے آئے ہیں۔ اس طرح کہ انھوں نے یہ کہہ کر شروع کیا ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے تاکہ تجھے خیبر پر عامل مقرر کردیں۔ اس طرح یقین دلا کر تیس آدمیوں سمیت لے آئے۔ اس کا ایک ایک آدمی ایک ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو گیا۔ جب یہ لوگ خیبر سے چھ میل دور رہ گئے تو بشیر یہودی گھبرا گیا اور حضرت عبداللہ بن انیس کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا۔ وہ سمجھ گئے انھوں نے فوراً اپنے اونٹ کو چھوڑ کا اور اونٹ سے الگ ہو کر قوم کے آگے آگے چلنے لگے۔ پھر جب بشیر پر قابو پا لیا تو اس کی ٹانگ کاٹ دی۔ بشیر بھی الگ ہوا۔ اس کے ہاتھ میں شوحط کی لکڑی تھی اس نے اسے حضرت عبداللہ بن انیس کی آنکھ پر حملہ کیا جس سے زخم ہو گیا لیکن آنکھ محفوظ رہی اس پر ہر مسلمان نے ہر ساتھی یہودی سوار پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ سوا ایک آدمی کے (کہ وہ بچ کر بھاگ گیا) اس حادثہ میں کوئی مسلمان زخمی نہیں ہوا۔

یہ مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے عبداللہ بن انیس کے زخم چشم پر لعاب مبارک لگا دیا، جس سے نہ پیپ پڑی اور نہ وفات تک پھر کوئی تکلیف ہوئی۔

اسی طرح فدک میں بنو مرہ کی طرف حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی زیر سرکردگی میں ایک دستہ بھیجا گیا، جس میں تیس آدمی تھے۔ جب یہ نکلے تو چرواہوں سے ملے جو بکریاں اور چوپائے ہانک کر مدینہ واپس ہو گئے۔ انھوں نے ان کا پیچھا کیا اور رات کو ان تک پہنچ کر تیر برسانے لگے۔ آخر کار بشیر رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کے پاس تیر ختم ہو گئے۔ پھر بشیر رضی اللہ عنہ نے ان سے سخت قتال کیا اور ان کی بکریاں اور چوپائے لے کر واپس ہو گئے۔ بشیر رضی اللہ عنہ کو چوٹ آگئی اور وہ یہود کے ہاں مقیم رہے یہاں تک کہ صحت ہو گئی اور واپس مدینہ پہنچے۔

اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ کے خلاف ایک لشکر بھیجا جس میں اسامہ بن زید بھی تھے۔ جب یہ وہاں پہنچے تو امیر لشکر نے مخبر بھیجے وہ خبر لائے تو آگے بڑھے یہاں تک کہ ایک شب کو ان کے قریب جا پہنچے۔ پھر یہ کھڑے ہو گئے۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے جس کا کوئی شریک نہیں ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ تم میری اطاعت کرو۔ اور میری نافرمانی نہ کرو۔ اور میرے حکم کے خلاف نہ کرو۔ کیونکہ جس کی اطاعت نہ کی جائے اس کی رائے کچھ (وزن) نہیں رکھتی۔ پھر انھیں ترتیب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے کر کہا اسے فلاں تو اور فلاں اور اسے فلاں تو اور فلاں تم دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونا اور ایسی بات قطعاً نہ ہو کہ میں کہوں کہ تمہارا ساتھی کہاں ہے تو وہ کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ اور جب میں تکبیر کہوں تم بھی تکبیر کہو اور تلوار کھول لو۔ پھر انھوں نے تکبیریں کہیں اور متحد ہو کر حملہ کر دیا اور دشمن کو گھیر لیا دکفار کو اللہ کی تلواروں نے پکڑ لیا۔ جہاں مسلمان چاہتے مارتے اور اسی دن ان کا شعار امت امت تھا۔

حضرت اسامہ کی اجتہادی غلطی اور آں حضرت کی اس سے بیزاری

حضرت اسامہؓ ایک آدمی کے پیچھے نکلے جس کا نام نہیک بن مرداس تھا۔ جب اسامہ کے قریب آئے اور تلوار سے اس پر حملہ کیا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا۔

انھوں نے پھر بھی اسے قتل کر دیا۔ پھر انھوں نے بکریوں چوپایوں وغیرہ کو ہنکایا۔ ہر آدمی کے حصہ میں دس بکریاں یا اس کے برابر چوپائے آئے۔

جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ کو حضرت اسامہؓ کے فعل کی خبر کر دی گئی۔

آپ کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور فرمایا کہ کیا تو نے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی اسے قتل کر دیا! انھوں نے جواب دیا اس نے محض جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔

آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا! پھر فرمایا کہ:

قیامت کے دن لا الٰہ الا اللہ کے مقابلہ میں کون تیرا (مددگار) ہوگا! آپ یہی بات بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ اسامہؓ نے دل میں کہا۔ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔ پھر کہا اے اللہ کے رسول، میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی اس آدمی کو قتل نہ کروں گا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوگا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد!

حضرت اسامہؓ نے عرض کیا، آپ کے بعد!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سریہ غالب بن عبداللہ کلبی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ کلبی کو کدید میں بنی ملوح کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ ان سے جنگ کرو، ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے یعقوب بن عتبہ نے انھیں مسلم بن عبداللہ جہنی سے انھیں جندب بن مکیث جہنی سے روایت ملی کہ میں اس سریہ میں شریک تھا۔ ہم چلے جب ہم قدید پہنچے تو حرث بن مالک بن برصا لیثی سے ملے ہم نے اسے گرفتار کر لیا۔ وہ کہنے لگا، میں تو مسلمان ہونے کے لیے آیا ہوں۔

غالبؓ بن عبداللہ نے فرمایا۔ اگر تو مسلمان ہونے کے لیے آیا ہے تو ایک دن رات کی گرفتاری تیرے لیے کچھ مضر نہیں۔ اور اگر تو دوسری بات کے لیے آیا ہے تو بھی ہمیں وثوق ہو جائے گا چنانچہ انھوں نے اسے باندھ دیا اور ایک چھوٹے سے سیاہ فام آدمی کو اس پر مقرر کر دیا اور فرمایا اس کے پاس ٹھہرے رہو۔ ہم تمہارے پاس سے گزریں گے اگر یہ تمہارے ساتھ جھگڑا کرے تو اس کا سر اڑا دینا پھر ہم چلے اور وادی کدید میں پہنچے۔ ہم وہاں عصر کے بعد شام کے قریب اترے۔ میرے ساتھیوں نے مجھے ایک ٹیلے کی طرف بھیجا جس سے کہ وہ بستی نظر آتی تھی میں اس پر چڑھ گیا اور یہ غروبِ آفتاب سے قبل کا واقعہ ہے۔ اس بستی والوں میں سے ایک آدمی نکلا۔ اس نے غور کیا اور مجھے ٹیلے پر لیٹے دیکھا، اپنی بیوی سے کہنے لگا، میں اس ٹیلے پر کچھ سیاہی سی دیکھ رہا ہوں جو میں نے ابتدائے دن میں نہ دیکھی تھی۔ ذرا دیکھنا کوئی کتا برتنوں پر سے نہ گزرا ہو۔ اس نے دیکھا اور کہنے لگی اللہ کی قسم میں نے تو کوئی چیز نہیں دیکھی جو کھوئی گئی ہو، کہنے لگا، ذرا مجھے کمان اور تھیلے سے دو تیر دینا، اس نے اسے تیر دیئے اور اس کے بعد اس نے تیر مارا جو میرے پہلو میں لگا۔ میں نے اسے نکال دیا اور حرکت تک نہ کی۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا جو میرے کندھے میں لگا۔ میں نے اسے بھی نکال دیا اور حرکت بالکل نہ کی۔ وہ اپنی بیوی سے کہنے لگا، بخدا میرے تیر بے کار گئے، اگر کوئی (جاندار) ہوتا تو ضرور حرکت کرتا۔ صبح کو میرے تیر تلاش کرنا اور دونوں کو لے آنا کہیں انھیں کلاب نہ چبا جائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم ٹھہرے رہے، حتیٰ کہ شام ہو گئی۔ انھوں نے دودھ دوہا، اور خاموشی چھا گئی اور شب کا ایک حصہ گزر گیا۔ پھر ہم نے اچانک ان پر حملہ کر دیا اور بعضوں کو قتل کیا اور چوپائے ہنکائے اور واپس چل پڑے۔ ان کی چیخ پکار قوم تک پہنچی اور ہم تیزی کے ساتھ نکل آئے۔ آخر ہم حرث بن مالک اور اس کے ساتھی کے پاس سے گزرے۔ انھیں بھی ساتھ لیا اور لوگوں کی آوازیں ہم تک پہنچنے لگیں۔ اور وہ ہم تک پہنچ ہی رہے تھے اور ان کے درمیان صرف وادی کا میدان ہی رہ گیا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں سے چاہا پانی کا سیلاب بھیج دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ (اس وادی میں) اس سے قبل بارش ہوتی دیکھی ہی نہ تھی۔ اور اب اس قدر سیلاب آیا کہ لوگ اسے عبور نہ کر سکے۔ میں نے انھیں دیکھا کہ وہ ہماری جانب دیکھ رہے تھے اور ان میں سے کوئی بھی آگے بڑھ نہ سکتا تھا۔ اور ہم ڈھلوان پر اتر رہے تھے۔ چنانچہ ہم تیزی سے چلے اور جو کچھ ہمارے قبضہ میں تھا انھیں اس کے حاصل کرنے سے عاجز کر دیا۔

کہتے ہیں کہ یہی وہ سریہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

بشیر بن سعدؓ کی مہم

اس کے بعد حسیل بن نویرہ حاضر ہوئے۔ یہ خیبر کے علاقہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخبر تھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا۔ کیا خبر ہے!

انھوں نے کہا کہ یمن، غطفان اور حیان میں میں نے دیکھا کہ ایک لشکر جمع ہے۔ آپ نے ان کی طرف عیینہ کو بھیجا تھا کہ یا تو تم چلے آؤ، یا ہم تمہاری طرف آئینگے انھوں نے جواب بھیجا کہ تم ہماری طرف چلے آؤ اور وہ آپ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ سے مشورہ فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا کہ بشیرؓ بن سعد کو ارسال فرمایئے آپ نے انھیں تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ رات کو چلو اور دن کو چھپ جاؤ۔ حسیل بھی ان کے ہمراہ رہنمائی کے لیے نکلے۔ یہ رات کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے۔ یہاں تک کہ خیبر کے زیریں علاقہ میں پہنچ گئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دشمن کے قریب ہو گئے اور ان کے چوپاؤں پر حملہ بول دیا۔ جب انھیں خبر ہوئی تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ بشیر اپنے اصحاب سمیت بستی میں گئے اور دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ چنانچہ یہ لوگ چوپائے لے کر واپس آ گئے۔ بعد میں عیینہ نے ان کا ایک مخبر قتل کر دیا۔ اور دو آدمی گرفتار کر کے مدینہ لے آئے جو مسلمان ہو گئے۔

سریۂ ابی حدرد اسلمی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حدرد اسلمی کو ایک سریہ میں بھیجا۔ اس کا واقعہ ابن اسحٰق نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ جشم بن معاویہ کا ایک آدمی جس کا نام قیس بن رفاعہ یا رفاعہ بن قیس تھا، ایک بھاری جمعیت لے کر آیا اور میدان میں اترا تاکہ قبیلہ قیس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرنے کے لیے جمع کرے۔ یہ آدمی جشم میں نامور اور معروف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور دو مسلمانوں کو بلایا اور فرمایا کہ اس آدمی کی طرف جاؤ اور اس کی خبر لاؤ۔ آپ نے ہمیں ایک نحیف بڑی عمر کی اونٹنی عطا کی۔ ہم میں سے ایک آدمی اس پر سوار ہوا تو خدا کی قسم وہ ضعف کے باعث کھڑی نہ ہو سکی یہاں تک کہ لوگوں نے ہاتھوں کے ساتھ پیچھے سے اسے سہارا دیا تب وہ چلی۔

آپ نے فرمایا کہ تم اس سواری پر پہنچ جاؤ گے۔ ہم نکلے، ہمارے ساتھ ہمارے تیر اور تلواریں بھی تھیں۔ غروب آفتاب کے وقت ہم بستی کے قریب پہنچے۔ میں ایک سمت میں چھپ گیا اور ساتھی سے چھپنے کو کہا۔ وہ بھی بستی کے دوسری جانب چھپ گیا۔ میں نے کہا کہ جب تم میری تکبیر سنو۔ تو تم بھی تکبیر کہو۔ خدا کی قسم ہم اس حالت میں تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ ذرا صبح ہو جائے یا کچھ نظر آنے لگے۔ رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا۔ شہر والوں کے کسی چرواہے نے شب کو آنے میں دیر کر دی تھی۔ یہاں تک کہ انھیں خطرہ لاحق ہوا۔ اس پر ان کا سردار رفاعہ بن قیس کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی تلوار لے کر گلے میں لٹکائی اور کہنے لگا بخدا میں اس چرواہے کے نشانات پر جاؤں گا۔ خدا کی قسم اسے ضرور گزند پہنچا ہے۔ اس کے چند ساتھی کہنے لگے خدا کے لیے ہمارے بغیر مت جاؤ۔ وہ کہنے لگا، نہیں صرف میں ہی جاؤں گا۔ انھوں نے جواب دیا۔ ہم بھی تیرے ساتھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلیں گے۔ اس نے کہا، بخدا تم میں سے کوئی بھی میرے پیچھے نہ آئے۔

پھر وہ نکلا، یہاں تک میرے پاس سے گزرا۔ جب میری زد میں آیا تو میں نے اسے تیر مارا وہ اس کے دل پر لگا، واللہ اس نے بات تک نہ کی۔ میں اچھلا اور اس کا سر کاٹ دیا۔ پھر میں نے تکبیر کہی، میرے دو ساتھیوں نے بھی خوب زور سے نعرہ تکبیر لگایا۔ دشمن اتنا دہشت زدہ ہوا کہ اپنی عورتوں، بچوں اور ہلکے پھلکے سامان کو لے کر فرار ہوگیا اور ہم نے اونٹوں اور بکریوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو ہنکایا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور اس کا سر بھی میں اپنے ہمراہ اٹھا کر لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان میں سے تیرہ اونٹ مرحمت فرمائے جس سے میں نے اپنے خاندان کو بسایا (اس سے قبل) میں نے اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی تھی اور دو سو درہم اس کا حق مہر رکھا تھا۔ اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدد چاہنے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا میرے پاس (اس وقت) کچھ نہیں کہ تیری مدد کر سکوں" میں چند دن ٹھہرا رہا، اس کے بعد اس سریہ کا واقعہ پیش آیا، اور میں مالا مال ہوگیا۔

سریہ ابو قتادہ ومحلم بن جثامہ نیز آپ نے اضم کی طرف ایک سریہ بھیجا۔ اس میں مسلمانوں کے گروہ میں حضرت ابو قتادہؓ اور محلم بن جثامہ بھی شامل تھے اور عامر بن اضبط دودھ کا ایک مشکیزہ لے کر اونٹنی پر سوار اس کے پاس سے گزرا اور انھیں اسلام کے طریق پر سلام کہا، انھوں نے جواب نہ دیا۔ محلم بن جثامہ نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، کیونکہ ان دونوں میں پہلے سے کچھ عداوت سی تھی۔ جب یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو آپ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی جس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

یا ایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا تبتغون عرض الحیاۃ الدنیا فعند اللہ مغانم کثیرۃ کذلک کنتم من قبل فمن اللہ علیکم فتبینوا ان اللہ کان بما تعملون خبیرا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی "اے ایمان والو، جب سفر کرو اللہ کی راہ میں تو تحقیق کر لو اور مت کہو جو شخص تمہاری طرف سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں، چاہتے ہو مال دنیا کی زندگی کا تو اللہ کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں۔ تم ایسے ہی تھے پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کرو، اللہ تمہارے کام سے واقف ہے۔"

واپسی پر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ تو نے آمنت باللہ (میں اللہ پر ایمان لایا) کہنے کے بعد اسے قتل کر دیا!

خیبر کے سال عیینہ بن بدر حاضر ہوا اور عامر بن اضبط اشجعی کا دم طلب کیا۔ یہ قیس کا سردار تھا۔ اقرع بن حابس غلم کی جانب سے تحفظ کر رہا تھا اور یہ خندف کا سردار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کے لوگوں کو فرمایا کیا تم اب ہم سے پچاس اونٹ لے لو گے اور جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو پچاس پھر دے دیں گے!

عیینہ بن بدر نے جواب دیا، اللہ کی قسم میں اسے ہرگز اس دن تک نہ چھوڑوں گا جب تک اس کی عورتوں کو بھی وہی تکلیف نہ پہنچا دوں جو اس نے میری عورتوں کو پہنچائی ہے۔ اس طرح کافی بحث مباحثہ کے بعد یہ لوگ دیت پر رضامند ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کا سریہ

صحیحین میں حضرت سعیدؓ بن جبیر سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا، فرمایا کہ یہ آیت یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم حضرت عبداللہؓ بن حذافہ کے حق میں نازل ہوئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک سریہ میں بھیجا۔ صحیحین میں اعمش کی حدیث سے بھی ثابت ہے۔ انھوں نے سعید بن عبیدہ سے انھوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے، انھوں نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سریہ میں ایک انصاری آدمی کو امیر بنایا اور حکم دیا کہ اس کا حکم سنو اور اطاعت کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ انھوں نے امیر کو کسی بات میں ناراض کر دیا، امیر نے کہا، لکڑیاں جمع کرو۔ انھوں نے لکڑیاں جمع کر دیں۔ پھر کہنے لگا، آگ جلاؤ، انھوں نے آگ جلائی، پھر کہنے لگا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہ دیا تھا کہ میرا حکم سنو اور اطاعت کرو۔

انھوں نے جواب دیا، ہاں کہا تھا۔

اس پر وہ بولا، اس آگ میں کود پڑو۔

راوی کہتے ہیں، پھر انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کہنے لگے کہ ہم آگ سے بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے۔ اتنے میں امیر کا غضب بھی تھم گیا اور آگ بھی بجھ گئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے تو اس کا تذکرہ ہوا۔

آپ نے فرمایا، اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو اس سے کبھی نہ نکلتے۔ اطاعت امیر صرف معروف میں ہے۔

امیر کی اطاعت کے حدود و شرائط

یہ امیر، عبداللہ بن حذافہ سہمی تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو وہ اپنے خیال میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے داخل ہوتے گویا از روئے تاویل وہ مخلص سمجھے جاتے اس لیے جہنم میں وہ دائمی طور پر کیسے رہ سکتے!

اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ آگ میں اپنے آپکو ڈالنا معصیت ہے۔ اس لیے خودکشی کرنے کی پاداش میں وہ ہمیشہ اس میں رہتے۔ کیونکہ خالق کی نافرمانی کرتے ہوئے مخلوق کی اطاعت جائز نہیں اور اطاعت امیر سے آگ میں داخل ہونا اللہ اور اس کے رسول کی معصیت ہوگی۔ اس طرح یہ اطاعت ہی سزا کا مستوجب ہو جاتی۔ کیونکہ یہ حرکت خود ہی معصیت کی حیثیت رکھتی ہے اور اگر داخل ہو جاتے تو گویا اللہ اور اسکے رسول کے نافرمان ہوتے۔ اس آدمی کے متعلق جو خودکشی کرے ایسا حکم ہے تو جو آدمی دوسرے آدمی کو امیر یا بادشاہ کے حکم سے ناجائز ایذا دے اس کے رغبت یا عذاب کی کیا حالت ہوگی! اور آگ میں کودنا اگر اسطرح ناجائز ہے تو ایسے بازی گروں کے بارے میں کیا کہا جائیگا۔ جو آگ میں کود جاتے ہیں اور جہلا سمجھتے ہیں کہ یہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی میراث ہے اور سمجھتے ہیں کہ جسطرح ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بن گئی، اسیطرح ان پر بھی برداً و سلاماً بن جائیگی اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ حال رحمانی میں آگ کے اندر کود رہے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ حال شیطانی میں داخل ہوئے کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ یہ بازی گر ایک خاص قسم کا لباس استعمال کرتے ہیں اور لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اولیاء الرحمٰن میں سے ہیں، حالانکہ وہ اولیاء شیطان میں سے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرۂ قضا

نافع فرماتے ہیں کہ ۷ھ ذی قعدہ کے مہینے میں یہ عمرہ کیا گیا، سلیمان تیمی فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس آئے۔ انھوں نے سرایا بھیجے، اور مدینہ میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ذی قعدہ کا چاند نکل آیا۔ پھر آپ نے لوگوں کو نکلنے کا حکم دیا۔ موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ پھر حدیبیہ سے اگلے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۷ھ ذی قعدہ میں عمرہ کرنے کے لیے نکلے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں مشرکین نے آپ کو مسجد حرام کی زیارت سے روکا تھا، پھر آپ نے تمام جنگی ہتھیار، تیر، نیزے وغیرہ اتار دیئے اور صرف تلواروں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوگئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے اور آپ نے فرمایا، اپنے کندھوں کو کھول دو اور طواف بھی سعی کرو۔ تاکہ مشرکین قوت وسطوت کا مظاہرہ دیکھ لیں اور آپ حسب امکان ان کے سامنے مظاہرہ قوت کرتے رہے۔ چنانچہ مکہ کے مرد عورتیں اور بچے جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دیکھنے لگے۔ یہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلوار سونتے رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله	قد انزل الرحمٰن فی تنزیله
کفار کی اولاد کو ان کی راہ سے ہٹا دو	رحمٰن نے اسے قرآن میں نازل فرمایا ہے
فی صحف تتلیٰ عن رسوله	یا رب انی مومن بقیله
ان صحیفوں میں جو اس کے رسول پر پڑھے جاتے ہیں	اے پروردگار میں اس کے فرمان پر ایمان لایا
ضربا یزیل الهام عن قیله	ویذهل الخلیل عن خلیله
ایسی ضرب جو گردن کو جدا کر دے	اور دوست کو دوست سے الگ کر دے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مشرکین کے بعض لوگ آپ کو سخت غصے اور غیظ کے عالم میں دیکھ رہے تھے۔

حضرت میمونہؓ سے آپؐ کا نکاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک مکہ میں قیام فرمایا، چوتھے روز صبح کو آپ کے پاس سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ آئے۔ آپ انصار کی مجلس میں حضرت سعدؓ بن عبادہ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ حویطب چلایا اور کہنے لگا ہم اللہ اور عہد کا واسطہ دیتے ہیں کیا تم ہماری سرزمین سے نہیں رخصت ہوگے؟ حالانکہ تین دن گذر چکے ہیں۔

سعدؓ بن عبادہ نے کہا، بدبخت تو نے جھوٹ بولا۔ زمین نہ تیری ہے اور نہ تیرے آباؤ اجداد کی ہے۔ اللہ کی قسم ہم نہیں نکلیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حویطب یا سہیل کو خطاب کرکے فرمایا، میں نے ایک خاتون سے شادی کی ہے کیا ولیمہ تک نہ ٹھہر جاؤں؟ ہم بھی کھائیں گے اور تم بھی کھاؤ، اس میں تمہارا کوئی نقصان بھی نہیں۔

انھوں نے جواب دیا کہ ہم تجھے اللہ اور وعدہ کا واسطہ دیتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ کیا تو ہمارے یہاں سے نہ جائے گا؟ چونکہ معاہدہ حدیبیہ میں وعدہ کیا گیا تھا کہ مسلمان اگلے سال آئیں گے اور تین روز رہ کر چلے جائیں گے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافعؓ کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور آپ بھی سوار ہوگئے یہاں تک کہ آپ مقام سرف پر اترے اور وہاں ٹھہرے اور ابورافعؓ حضرت میمونہؓ کو لانے کیلئے پیچھے رہ گئے آپ وہاں اقامت پذیر ہوئے تاآنکہ حضرت میمونہؓ اور ان کے ساتھ کے لوگ بھی آگئے۔ ان جہلا مشرکین اور ان کے بچوں سے انھیں از حد اذیتیں پہنچیں پھر آپ نے سرف میں خیمہ لگوایا۔ آپ نے ملاقات کی۔ اس کے بعد کوچ کیا اور مدینہ پہنچ گئے اور اللہ کی تقدیر دیکھیے کہ حضرت میمونہؓ کی قبر بھی اسی جگہ بنی جہاں کہ سرف کے مقام پر آپ نے خیمہ لگوایا تھا۔

کیا حالت احرام میں نکاح ہو سکتا ہے؟

اور حضرت عباسؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت میمونہؓ سے نکاح فرمایا اور خیمہ لگوایا تو آپ غیر محرم تھے۔ یہ ثابت نہیں ہے اور اسے وہم سمجھا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یزید بن اصم حضرت میمونہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا، جب ہم دونوں سرف میں غیر محرم تھے (مسلم)

اور حضرت ابورافع نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال ہونیکی حالت میں حضرت میمونہ سے نکاح فرمایا اور مکان یا خیمہ بنوایا تو بھی آپ حلال تھے، اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا۔ یہ ان سے صحیح روایت میں مروی ہے۔

سعیدؒ بن مسیب فرماتے ہیں کہ عبداللہؓ بن عباس جو سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ احرام میں حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو حل اور نکاح ایک ہی وقت میں ہوئے، جس وجہ سے انھیں تو شبہ ہوگیا کہ آپ نے احرام سے قبل نکاح کیا۔ یہ بات محل ہے۔ سوا اس کے انھیں احرام سے قبل اس کا وکیل بتایا گیا ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ شافعیؒ نے بھی اس کے متعلق ایک قول ذکر کیا ہے۔ اب اقوال تین ہیں۔

ایک یہ کہ آپ نے عمرہ سے حلت کے بعد نکاح فرمایا۔ یہ خود حضرت میمونہؓ اور ان دونوں کے درمیان قاصد حضرت ابورافعؓ کا قول ہے۔ نیز حضرت سعید بن مسیب اور جمہور محدثین کا یہی قول ہے۔

www.KitaboSunnat.com

دوسرا یہ کہ آپ نے حالتِ احرام میں نکاح کیا۔ ابن عباسؓ اہل کوفہ اور ایک گروہ کا یہی خیال ہے۔

تیسرا یہ کہ آپ نے ان سے احرام سے قبل نکاح فرمایا۔ صحیح مسلم میں حضرت عثمانؓ بن عفان سے منقول ہے انھوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ محرم نہ نکاح کرے۔ نہ نکاح کرائے اور نہ منگنی کرے اب اگر قول اور فعل کو متعارض تسلیم کر لیا جائے تو قول کو مقدم سمجھا جائے گا۔ کیونکہ فعل تو برائت اصلیہ کے مطابق ہوتا ہے اور قول اس کا ناقل ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حمزہؓ کی بچی کی تولیت پر جھگڑا

تمام قریبی عزیزوں اور رشتے داروں پر خالہ کو ترجیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنت عم

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت حمزہ کی بچی ان کے پیچھے چل پڑی اور آوازیں دینے لگی، چچا! چچا! حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اسے گود میں اٹھالیا اور حضرت فاطمہؓ سے کہا تمہارے چچا کی بیٹی ہے۔ انہوں نے اسے اٹھالیا۔ اس پر حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت زید رضی اللہ عنہم نے نزاع کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اسے اٹھایا تھا اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے مزید براں اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کے حق میں فیصلہ فرما دیا اور فرمایا خالہ ماں کی قائم مقام ہے۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ تو شکل اور اخلاق میں میرے مشابہ ہے۔ اور حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولا ہے۔ اس کی صحت پر اتفاق ہے۔ اس واقعہ میں فقہی مسئلہ یہ ہے کہ والدین کے بعد حضانت کے زمانہ میں خالہ تمام اقارب پر فوقیت رکھتی ہے اور اگر عورت بچے کے قریبی سے نکاح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے تو اس کی حضانت ساقط نہیں ہوتی۔ اس واقعہ میں لوگوں کے لیے استدلال ہے۔ جنھوں نے پھوپھی پر خالہ پر اور باپ کا قرابت پر ماں کی قرابت کو مقدم سمجھا ہے کیونکہ آپ نے بھی بچی کی خالہ کے حق میں ہی فیصلہ دیا۔ حالانکہ اس وقت اس کی پھوپھی حضرت صفیہ وہاں موجود تھیں۔ امام شافعیؒ، مالکؒ، ابو حنیفہ کا یہی مسلک ہے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔ امام احمد سے دوسری روایت بھی منقول ہے جس میں انھوں نے پھوپھی کو خالہ پر مقدم بتایا ہے اور ہمارے شیخ الاسلام ابن تیمیہ قدس سرہ کا یہی مسلک ہے۔ اس طرح باپ کی جانب سے عورتیں ماں کی جانب کی عورتوں پر مقدم ہوں گی، کیونکہ اصل میں بچے کی ولایت باپ کے لیے ہے اور ماں کو مصلحت طفل اور تربیت و شفقت کی خاطر ترجیح دی گئی اور اس معاملہ میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ مضبوط ہوتی ہیں لیکن جب معاملہ محض عورتوں یا محض مردوں پر پڑے تو اس وقت باپ کی قرابت ماں کی نسبت مرجوع ہوگی، جیسے ہر مرد سے باپ اول ہوتا ہے۔ اور یہی قوی قول ہے اور حضرت زیدؓ کا یہ فرمانا کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ ان کا مطلب اس اخوت سے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت حمزہؓ کے درمیان قائم کیا تھا۔ جب آپ نے اخوت قائم فرمائی۔

صحابہ کے درمیان مواخات یعنی بھائی چارہ

آپ نے اپنے صحابہ کے درمیان دو بار مواخات قائم کی۔ ایک بار ہجرت سے قبل صرف مہاجرین میں حق و مواسات پر مواخات قائم کی۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابو بکر اور عمرؓ کے درمیان۔ حضرت حمزہؓ اور زید بن حارثہ کے درمیان۔ حضرت عثمان اور عبد الرحمٰن بن عوف کے درمیان۔ حضرت زبیرؓ اور ابن مسعودؓ کے درمیان۔ حضرت عبیدہؓ بن حارث اور بلالؓ کے درمیان۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان۔ حضرت ابو عبیدہؓ اور سالمؓ مولیٰ ابو حذیفہ کے درمیان۔ حضرت سعیدؓ بن زید اور طلحہؓ بن عبید اللہ کے درمیان۔ اور دوسری بار مدینہ تشریف لانے کے بعد حضرت انس بن مالک کے گھر میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک فقہی بحث

اس عمرہ کو عمرہ قضاء کہنے میں اختلاف ہے۔ کیا یہ اس عمرہ کی قضاء تھی جس سے آپ کو روکا گیا تھا، یا یہ عمرہ مقاضاہ تھا!

واقدیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے عبداللہؓ بن نافع سے انہیں اپنے والد محترم سے انہیں حضرت ابن عمرؓ سے روایت پہنچی کہ یہ عمرہ قضاء نہ تھا، بلکہ یہ مسلمانوں پر شرط میں آیا تھا کہ وہ اس مہینے میں جس میں مشرکین نے انہیں روکا ہے۔ عمرہ کریں گے اور تین روز قیام کریں گے اس لیے اس کے متعلق فقہاء کے چار اقوال ملتے ہیں۔

ایک یہ کہ جسے عمرہ سے روک دیا جائے۔ اس پر ہدی اور قضائے عمرہ لازم ہے۔ امام احمدؒ سے مروی دو روایات میں سے ایک یہ ہے، بلکہ زیادہ اشہر روایت یہی ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ہدی واجب ہے اور قضاء واجب نہیں۔ یہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا مسلک ہے اور امام احمدؒ سے ابوطالب کی ایک روایت کے مطابق ان کا بھی یہی مذہب ہے

تیسرا قضائے عمرہ لازم ہے لیکن ہدی لازم نہیں، یہ ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

چوتھا، نہ اس پر قضائے عمرہ ہے اور نہ ہدی لازم ہے۔ امام احمدؒ سے مروی ایک قول یہ بھی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محصر کی قربانی

ایک اہم تحقیقی مسئلہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا گیا تو حالت حصر میں آپ کا نحر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ محصر کو حصر کے وقت قربانی کرنا چاہیے۔ اگر عمرہ کا احرام باندھ رکھا ہو اس صورت میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں۔

اور اگر مفرد یا قارن ہو تو اس میں دو قول ملتے ہیں ایک یہ مسئلہ حسب مذکورہ ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ دو قربانیوں میں سے ایک ہے۔ جب اس سے حل جائز ہوا تو عمرہ کی طرح وقت حصر قربانی بھی جائز ہے کیونکہ عمرہ فوت نہیں ہوتا۔ اور آئندہ تمام زمانہ اس کے لیے وقت ہے۔ پھر جب اس سے حل جائز ہوا اور اس کے فوت کے خطرہ کے بغیر قربانی کر لی تو حج جس کے فوت کا خطرہ بھی ہے، اس میں قربانی بطور اولیٰ جائز ہے

امام احمد نے ایک روایت میں فرمایا ہے، کہ اسے چاہیے کہ یوم النحر تک نہ حلال ہو اور نہ ہی نحر کرے۔ اس کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ ہدی کے لیے ایک مخصوص زمانہ اور مکان ہے۔ مگر جب وہ مخصوص مکان میں ادا کرنے سے عاجز آگیا، تو اس سے مخصوص زمانہ کا محل ساقط نہ ہوگا جب کہ وہ مخصوص وقت اور زمانہ میں اسے ادا کر سکتا ہے۔ اس قول کی بنا پر اسے یوم النحر سے قبل حلال ہونا جائز نہیں، کیونکہ فرمان یہ ہے:۔

لا تحلقوا رءوسكم حتى يبلغ الهدى محله یعنی "اور حجامت نہ کرو، سر کی جب تک پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرہ میں محصر حلال ہو سکتا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نحر اور حل اس بات کی دلیل ہے کہ عمرہ میں محصر حلال ہو سکتا ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمرہ کرنے والے کو حلال نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس کے فوت ہونے کا کچھ خطرہ نہیں۔

امام مالک سے اس قول کی صحت نسبت بعید سی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آیت حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ عمرے کا احرام باندھے تھے۔ پھر سب نے احرام اتار دیا۔ اور اس باب میں اہل علم کے اندر کسی کو شک نہیں۔

محصر کہاں نحر (قربانی) کر سکتا ہے؟

حدیبیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذبیحہ کے بارے میں سمجھنا چاہیے کہ یہ بالاتفاق حلال ہونے کے بعد ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محصر حل یا حرم میں جہاں بھی اسے حصر واقع ہو نحر کر سکتا ہے۔ جمہور علمائے کرام۔ احمدؒ، مالکؒ اور شافعیؒ کا یہی قول ہے۔

دوسری روایت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ محصر کو صرف حرم کے اندر قربانی کرنے کی اجازت ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ ہدی کو حرم میں بھیجے اور ایک آدمی کو حلال ہونے کے وقت حرم میں جا کر نحر کرنے پر مقرر کرے۔ ابن مسعودؓ۔ تابعین کی ایک جماعت اور ابو حنیفہؒ کا یہی قول ہے یہ قول اگر ان سے صحیح ہے تو اسے مخصوص حصر پر قیاس کیا جائیگا۔ وہ یہ کہ کوئی ظالم کسی جماعت یا فرد کو روک دے۔ رہا حصر عام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس کے خلاف پائی جاتی ہے۔ مقام حدیبیہ تمام لوگوں کے اتفاق رائے سے حل میں شامل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جگہ کچھ حل میں اور کچھ حرم میں شامل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا مطلب یہ تھا کہ اس کے اطراف حرم میں ہیں ورنہ یہ جگہ بالاتفاق حل میں ہے اور اصحاب احمد کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ حرم کے کسی حصہ میں جا سکنے کی قوت رکھتا ہو تو کیا اسے وہیں جا کر نحر لازم ہو گا؟ یا نہیں۔

صحیح یہ ہے کہ یہ لازم نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف حرم پر قدرت رکھتے ہوئے بھی حل میں نحر کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ موتہ شہادت کا شوق فراواں

خدا کے راستے میں جان دینے والوں کی جرأت اور بے خوفی

یہ علاقہ ارضِ شام میں بلقاد کے قریب واقع ہے یہ غزوہ ۸ھ جمادی الاول میں ہوا۔

اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لہب کے ایک آدمی حوث بن حیر ازدی کے ہاتھ شام کی طرف شاہ روم یا حاکم بصریٰ کی طرف ایک نامہ مبارک روانہ فرمایا۔ شرجیل بن عمرو غسانی نے قاصد کو گرفتار کر لیا اور اسے باندھ دیا۔ پھر آگے بڑھ کر اس کی گردن ماردی۔ اس قاصد کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپ کو سخت رنج ہوا۔ آپ نے فوج کا ایک دستہ روانہ فرمایا اور زیدؓ بن حارثہ کو امیر مقرر فرما دیا اور فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب کو امیر بنا لینا۔ اگر جعفرؓ شہید ہو جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ کو امیر بنا لینا۔ چنانچہ لوگ تیار ہوئے ان کی تعداد تین ہزار تھی۔ جب کوچ کا وقت آیا تو لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ امیروں کو الوداع کہا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رو پڑے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں کہنے لگے۔ اللہ کی قسم مجھے نہ دنیا کی محبت ہے اور نہ تم سے لگاؤ۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھتے سنا جس میں نار کا ذکر آتا ہے کہ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا۔ یعنی اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر۔ ہو چکا تیرے رب پر ضرور مقرر۔ اس لیے مجھے کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ ہم داخل ہونے کے بعد کیسے نکلیں گے؟ مسلمانوں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھے اور تم سے رنگ اور دور کرے اور تمہیں ہماری طرح صالح حالت میں لوٹائے۔

عبد اللہ بن رواحہ نے جواب میں چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں اللہ سے بخشش کا طالب ہوں۔ پھر یہ لشکر چل پڑا۔ آخر معان میں اترے تو پتہ چلا کہ ہرقل بلقاء میں ایک لاکھ رومی فوج لے کر ڈیرے ڈالے ہے اور لخم، جذام، بلقین، بہراء اور بلی کے تمام لوگوں کو اس نے ساتھ ملا لیا تھا۔

جب مسلمانوں کو یہ اطلاع ملی تو یہ معان میں دو راتیں پڑے رہے اور اس معاملہ پر غور کرتے رہے اور کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کی تعداد کی اطلاع دیتے ہیں۔ تاکہ یہ یا تو مزید فوج ارسال فرمائیں یا کوئی حکم دیں اور ہم اس پر عمل کریں۔

یا فتح یا شہادت

اتنے میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے لوگوں کو ہمت دلائی اور کہا اے لوگو! اللہ کی قسم جس بات سے تم گریزاں ہو اس کے لیے نکلے ہو، تم شہادت کے طالب بن کر آئے ہو اور ہم تعداد اور کثرت کے بھروسہ پر جنگ نہیں کرتے بلکہ اس دین کی خاطر برسر پیکار ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شرف بخشا، اس لیے دو نیکیوں میں سے ایک ضرور حاصل ہوگی، یا فتح یا شہادت۔

چنانچہ لوگ چل پڑے اور جب بلقاء میں پہنچے تو ایک بستی جس کا نام مشارف تھا وہاں انہیں ایک جتھہ ملا۔ اب دشمن بھی قریب تھا۔ مسلمان موتہ کی طرف بڑھے۔ وہیں دشمن سے ملاقات ہوئی اور جنگ برپا ہوئی۔

حضرت زید بن حارثہ کی شہادت

اس جنگ میں حضرت زید بن حارثہ کے ہاتھ میں جھنڈا تھا وہ جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ دشمنوں کے نیزوں کی زد میں آگئے اور شہید ہوگئے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب کی بے نظیر بہادری

پھر حضرت جعفر نے جھنڈا اٹھا لیا اور جنگ کی، جب گھمسان کا رن پڑا تو گھوڑے سے اتر آئے وہ زخمی ہوگیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے پاپیادہ مقاتلہ کیا آخر وہ بھی شہید ہوگئے اسلام میں حضرت جعفرؓ پہلے آدمی ہیں جن کا گھوڑا جنگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے موقع پر زخمی ہوا ان کا دایاں بازو کٹ گیا تو انھوں نے بائیں ہاتھ میں جھنڈا اٹھا لیا پھر بایاں بھی کٹ گیا تو انہوں نے سینہ سے لگا لیا یہاں تک کہ شہادت پا گئے۔ ان کے بدن پر تینتیس نشانات تھے۔

اب حضرت عبداللہ بن رواحہ آگے بڑھے یہ گھوڑے پر سوار تھے اور گھوڑے سے اترتے وقت کچھ تردد کرنے لگے۔ آخر اتر آئے۔ ان کا چچازاد بھائی ایک گوشت کا ٹکڑا لے آیا۔ اور کہنے لگا اسے کھا کر ذرا کمر کو مضبوط کر لو، کیونکہ ان دنوں آپ کو کافی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ انہوں نے اسے ہاتھ میں لے لیا اور ایک ٹکڑا دانتوں سے کاٹا، پھر ایک طرف لوگوں کا شور و غل سُنا۔ اور کہا تو دنیا میں معروف ہے، یہ کہہ کر اسے پھینک دیا، تلوار اٹھائی اور آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے

امارت خالد بن ولید کے ہاتھ میں

ان کے بعد حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا لیا جو بنی عجلان کے بھائی تھے اور کہنے لگے اے مسلمانو! ایک آدمی پر اتفاق کر لو، انہوں نے کہا کہ تم ہی امیر بن جاؤ! انہوں نے کہا میں امیر نہیں بنوں گا۔ لوگوں نے خالد بن ولید پر اتفاق کر لیا۔ جب خالد نے جھنڈا لیا تو انہوں نے قوم کو پیچھے ہٹا لیا اور لوگوں کو لے کر میدان سے ایک طرف ہو گئے۔

ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کی شکست ہو گئی اور صحیح بخاری میں ہے کہ اہل روم کو شکست ہوئی اور صحیح وہ ہے جو ابن اسحاق رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہر فریق دوسرے سے علیحدہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی تمام واقعات کی خبر کر دی۔

موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بن منبہ اہل موتہ کی خبر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تو چاہے تو مجھے اطلاع دے اور اگر چاہے تو میں خود بتا دیتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ بتا دیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام واقعات بتا دیے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام حالات کی خبر دے دی۔

اور کہنے لگے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ نے ایک بات بھی نہیں چھوڑی، جس کا تذکرہ نہ کیا ہو۔ اور واقعات اس طرح ہیں جیسے آپ نے بیان فرمائے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے زمین پیش کر دی گئی یہاں تک کہ میں نے ان کا معرکہ ہوتے دیکھا اور اس دن جعفرؓ، زیدؓ بن حارثہ، عبداللہؓ بن رواحہ، مسعودؓ بن اوس، وہبؓ بن سعد بن ابی سرح، عباد بن قیس، حارثہؓ بن نعمان، سراقہ بن عمرو بن عطیہ عمرو بن زید کے دونوں بیٹوں ابو کلیبؓ جابرؓ اور سعد بن حرث کے دونوں بیٹوں عامرؓ اور عمرو وغیرہ نے شہادت پائی۔

عبداللہ بن رواحہؓ کے ابیات

ترمذیؒ وغیرہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کے سامنے ابیات پڑھ رہے تھے۔ خلوا بنی الکفار عن سبیلہ۔ لیکن یہ وہم ہے کیونکہ ابن رواحہؓ تو اس غزوہ میں شہید ہو گئے تھے اور یہ غزوہ فتح مکہ سے چار ماہ قبل پیش آیا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ ذات السلاسل

یہ وادی قریٰ کے آگے ہے "سین" مضموم اور مفتوح دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کے اور مدینہ کے درمیان دس دن کی مسافت کا فاصلہ ہے یہ غزوہ جمادی الآخرہ ۸ھ میں ہوا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قضاعہ کی ایک جماعت اکٹھی ہو کر اطراف مدینہ کی طرف بڑھنا چاہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاص کو بلایا اور انہیں ایک سفید جھنڈا دیا، ایک اور جھنڈا ساتھ کر دیا اور انہیں مہاجرین و انصار کے تین سو سواروں کے ہمراہ بھیجا ان کے پاس تیس گھوڑے بھی تھے اور حکم دیا کہ بلی عذرہ اور بلقین کے جو لوگ بھی گذریں ان کا تعاون بھی حاصل کر لیا جائے۔ چنانچہ یہ لوگ دن کو چھپ جاتے اور رات کو سفر کرتے۔ جب دشمن کے قریب پہنچے تو پتہ چلا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لیے رافع بن مکیث جہنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزید کمک کے لیے درخواست بھیجی۔ آپ نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ فرمایا اور انہیں بھی ایک جھنڈا عنایت کیا اور بڑے بڑے مہاجرین و انصار روانہ کیے، جن میں ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے اور انہیں حکم دیا کہ عمروؓ سے جا ملیں اور اتحاد قائم رکھیں، اختلاف نہ کریں۔

بے نفسی اور بے لوثی

جب یہ دستہ پہنچا تو ابو عبیدہؓ بن جراح نے امامت کرنا چاہی عمروؓ نے کہا کہ آپ کو میری مدد کے لیے بھیجا گیا ہے۔ امیر تو میں ہوں۔

ابو عبیدہؓ نے اس کی اطاعت کر لی۔ چنانچہ عمروؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے اور برابر بڑھتے رہے، یہاں تک کہ قضاعہ کے علاقے کو روندتے ہوئے آخری حصہ میں پہنچ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ یہاں ایک اور لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی، مسلمانوں نے اس پر بھی حملہ کر دیا۔ دشمن شہروں کی طرف بھاگ کھڑا ہوا اور منتشر ہو گیا۔

پھر عوف بن مالک اشجعی کو صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نامہ بر بنا کر بھیجا گیا۔ انہوں نے آپ کو خبر دی کہ مسلمان فتح و ظفر کے ساتھ واپس لوٹ رہے ہیں اور جنگ کے تمام حالات دمرض کیے ابن اسحاق نے فرمایا ہے کہ جذام کے علاقہ میں چشموں پر اترنے کے باعث جسے سلسال کہا جاتا ہے اس غزوے کو ذات السلاسل کا نام دیا گیا۔

عمرو بن عاص کا اجتہاد اس غزوے میں امیر لشکر حضرت عمرو بن عاص کو بدخوابی ہوئی یہ سخت جاڑے کی رات تھی پانی سے انہیں جان کا خطرہ لاحق ہوا اس لیے انہوں نے تیمم کر لیا اور اپنے اصحاب کو نماز پڑھا دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس واقعہ کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔

اسے عمرو تو نے اپنے اصحاب کو حالت جنابت میں ہی نماز پڑھا دی؟ انہوں نے غسل کی رکاوٹ کا تذکرہ کیا اور عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما یعنی: اور اپنے آپ کو قتل مت کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔

اس واقعہ سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے، جن کا قول یہ ہے کہ تیمم رافع حدیث نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تیمم کے بعد بھی جنب کا ہی نام دیا اور جنہوں نے ان سے نزاع کیا ہے انہوں نے تین جواب دیے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ جب صحابہؓ نے شکایت کی تو عرض کیا کہ انہوں نے ہمیں نماز پڑھا دی جبکہ یہ جنبی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا اور فرمایا: کیا تم نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، حالانکہ تم جنبی تھے؟ آپ نے یہ سوالیہ طور پر کلام فرمایا، جب انہوں نے عذر پیش کیا اور بتایا کہ میں نے اس ضرورت کے باعث تیمم کر لیا تھا تو آپ نے اسے قبول کر لیا۔

(۲) دوسرے یہ کہ روایت میں اختلاف ہے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے غسل کیا اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز کے لیے وضو کیا۔ پھر نماز پڑھائی اور یہ روایت تیمّم کی روایت سے زیادہ قوی ہے۔ عبدالحق نے بتایا ہے کہ یہ (وضو کی) روایت پہلی سے زیادہ متصل ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروؓ کے ترک غسل میں فقاہت معلوم کرنے کی غرض سے دریافت فرمایا اور جب انہوں نے جواب دیا کہ میں نے فلاں ضرورت کے باعث تیمّم کیا تھا تو آپ نے انکار نہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمروؓ نے سردی سے ہلاکت کے باعث تیمّم کرنے اور تیمّم سے نماز پڑھانے کا جو فعل کیا وہ جائز تھا۔ لہٰذا اس کے عامل پر اعتراض نہ کیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے ان کی فقاہت اور علم کی خاطر استفسار فرمایا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سریۂ خبط

اس سریہ کے امیر ابو عبیدہؓ بن جراح تھے۔ یہ ۸ھ رجب میں پیش آیا۔

صحیحین میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین سو سواروں کے ہمراہ بھیجا۔ ہمارے امیر ابو عبیدہؓ بن جراح تھے۔ ہم قریش کے ایک قافلے کا پیچھا کر رہے تھے کہ ہمیں سخت بھوک لگی۔ ایک آدمی نے تین اونٹ ذبح کئے، پھر تین اونٹ ذبح کیے، پھر تین اونٹ ذبح کئے۔ اس کے بعد ابو عبیدہؓ نے منع کر دیا۔ اس کے بعد سمندر نے ہماری طرف ایک جاندار پھینکا۔ جسے عنبر کہتے ہیں۔ ہم نے نصف ماہ تک اس کا گوشت کھایا اور اس کا تیل استعمال کیا۔ حتیٰ کہ ہمارے بدن اس سے مضبوط اور قوی ہو گئے۔ ابو عبیدہ نے اس کی ایک پسلی پکڑ لی، اور لشکر کے سب سے طویل آدمی اور طویل اونٹ کو دیکھا اور اس پر لاد دی اور اس کے نیچے سے گزرے۔ ہم نے اس کے گوشت کا ایک حصہ زادِ سفر کے لئے بھی لے لیا۔ جب ہم مدینہ واپس پہنچے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔

آپؐ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رزق کی صورت پیدا کی۔ کیا تم تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے جو تم ہمیں بھی کھلا دو؟ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا، آپؐ نے اُسے تناول فرمایا۔

اس واقعہ سے متعلق احکاماتِ فقہ

اس سے شہر حرام میں جواز قتال کا پتہ چلتا ہے اگر اس کی تاریخ محفوظ طور پر رجب میں ہو اور ظاہر طور پر یہ وہم ہے۔ ویسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محفوظ نہیں ہے کہ یہ غزوہ شہر حرام میں ہوا ہو اور نہ آپ نے اس ماہ میں اچانک حملہ کیا اور اس میں کوئی سریہ بھیجا اور مشرکین نے علاوہ ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرمی کے واقعہ کے متعلق اوائل رجب میں قتال پر مسلمانوں کو عار دلائی اور کہا کہ محمدؐ نے شہر حرام کو حلال کرلیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یسألونك عن الشهر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر ۔۔۔ (الآیۃ) اور یہ حکم کسی نص سے منسوخ نہیں ہوا اور نہ ہی امت کا اس کے نسخ پر اجماع ہے اور شہر حرام میں حرمت قتال پر اس آیت سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔

فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم یعنی، پس جب گزر جائیں حرمت کے مہینے تو مشرکین کو قتل کرو جہاں بھی تم ان کو پاؤ اس میں کوئی حجت نہیں کیونکہ یہاں اشہر حرم دراصل اشہر سفر ہیں، جن میں مشرکین مامون ہو کر زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور ان کی ابتداء دسویں ذی الحجہ سے اور انتہاء دسویں ربیع الثانی پر ہوتی ہے۔

نیز اس غزوہ سے یہ حکم بھی نکلتا ہے کہ تکلیف کے وقت درخت کے پتے کھانے جائز ہیں۔ نیز زمین کی جڑی بوٹیوں کا معاملہ بھی اس طرح ہے۔

نیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام اور امیر لشکر کو اجازت ہے کہ سواریوں کے جانور ذبح کرنے کی ممانعت کر دی۔ اگرچہ کھانے کی ضرورت ہو۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ دشمن کے مقابلہ پر ان کی ضرورت ہوگی اور اس پر ممانعت میں امیر کی اطاعت لشکر پر واجب ہے۔

نیز اس میں سمندر کے مردار کے کھانے کا جواز بھی نکلتا ہے اور یہ مردار حرمت علیکم المیتة والدم کی آیت کے تحت نہیں آتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔ احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم یعنی، حلال کیا گیا تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے نفع کے لیے۔

اور صحیح روایت میں حضرت ابوبکر صدیق اور عبداللہ بن عباس اور صحابہ کی ایک جماعت رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ صید البحر سے مراد جو اس سے شکار کیا جائے اور طعامہ سے مراد جو جانور اس میں مر جائے۔

اور سنن میں حضرت ابن عمرؓ سے مرفوع اور موقوف روایت ہے کہ ہمارے لیے دو مردے اور دو خون حلال ہیں۔ مردوں میں مچھلی اور مکڑی اور خون میں جگر اور تلی شامل ہیں۔

(حدیث حسن)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتہاد حیات نبوی میں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی اجتہاد کو نہ صرف جائز رکھا گیا بلکہ اس پر عمل درآمد ہوا لیکن یہ معاملہ اس وقت ہوگا، جب نص موجود نہ ہو اور حقیقتاً اجتہاد کی ضرورت درپیش ہو اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے کسی مواقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اجتہاد کیا اور آپ نے اُسے تسلیم کرلیا۔ لیکن یہ معاملہ فروعی احکام میں تھا۔ کلی اور عام امور میں ایسا طریقہ نہ تھا۔ کیونکہ موثر صورت میں اجتہاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی بھی صحابی کی جانب سے سرزد نہیں ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ، تاریخ اسلام کا عظیم واقعہ

رحمت عالمؐ کی شفقت ورحمت مجرموں اور خطا کاروں پر

ابوسفیان کا جھکا ہوا سر جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین، اپنے رسول، لشکر اور حرب امین کو عزت بخشی اور جس کے ذریعہ اپنا شہر اور اپنا گھر کفار ومشرکین سے آزاد کرایا۔ جسے عالمین کے لیے ہدایت بنایا گیا تھا۔

یہی وہ فتح اعظم تھی جس سے آسمان والے خوش ہوئے اور برج جوزا پر خیمے گاڑ دیے اور لوگ گروہ در گروہ اللہ کے دین میں داخل ہوئے۔ اس سے رخ زمین چمکا اور روشن ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے لشکر اور رحمٰن کی جماعتیں لے کر دس رمضان ۸ھ کو مدینہ سے نکلے اور ابورہم کلثوم بن حصین غفاری کو مدینہ کا عامل مقرر فرمایا ابن سعد فرماتے ہیں عبداللہ بن ام کلثوم کو عامل فرمایا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان صلح حدیبیہ ہوئی تو اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ قبائل عرب میں سے جس کا جی چاہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدے میں شریک ہو جائے اور جس کا جی چاہے قریش کے ساتھ معاہدے میں شریک ہو جائے۔ چنانچہ بنو بکر نے قریش سے معاہدے کرلیا اور بنو خزاعہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدے میں شریک ہو گئے۔ (بنو بکر اور بنو خزاعہ کی قدیم زمانے سے آپس میں عداوت چلی آرہی تھی) اس لیے بنو بکر نے بنو خزاعہ سے انتقام لینے کا موقع دیکھا اور ارادہ کیا کہ بنو خزاعہ سے قدیم عداوت کا بدلہ لیا جائے۔

قریش کی شرارت چنانچہ نوفل بن معاویہ دیلی بنو بکر کی ایک جماعت لے کر نکلا اور بنو خزاعہ کے قریب رات کو ٹھہرا وہ مطمئن تھے۔ چنانچہ ان پر حملہ کرکے ان کے چند

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی مار دیئے۔ پھر ان کی آپس میں لڑائی ہوئی اور قتل و غارت برپا ہوا اور قریش نے ہتھیاروں کے ساتھ بنو بکر کی مدد کی اور قریش میں سے بعض لوگوں نے چھپ کر رات کو ان سے مل کر مقابلہ بھی کیا۔ چنانچہ بنو خزاعہ کا ایک آدمی عمرو بن عاص خزاعی نکل کر مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صحابہؓ کے ہمراہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس نے آپ کے سامنے کچھ اشعار پڑھے، جن میں بنو بکر کے حملے اور غارت گری کا قصہ بیان کیا۔ بنو خزاعہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدے کا ذکر کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی اور امداد کی درخواست کی۔

رسول اللہ کا پاس عہد

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو بن سالم تمہیں مدد دی جائے گی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک بادل کا ٹکڑا پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ بادل بنی کعب کی مدد کے لیے آئے گا پھر بدیل بن ورقاء بنو خزاعہ کی ایک جماعت لے کر آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو تمام واقعات کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ قریش نے بھی بنو بکر کے ساتھ مل کر حملہ کیا۔ اس کے بعد وہ لوگ مکہ واپس چلے گئے۔

بیٹی نے باپ کو بستر رسول اللہ پر نہیں بیٹھنے دیا

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گو ابو سفیان تمہارے پاس آیا ہے تاکہ دوبارہ عہد کیا جا سکے اور مدتِ معاہدہ میں اضافہ ہو جائے۔ جب بدیل بن ورقاء اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس آ رہا تھا تو انہیں عسفان بن ابو سفیان ملا، جسے قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب تجدید معاہدہ کے لیے بھیجا۔ اس کے بعد ابو سفیان مدینہ پہنچا اور اپنی بیٹی ام حبیبہؓ کے گھر میں ٹھہرا۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو ام حبیبہؓ نے بستر لپیٹ دیا۔

ابو سفیان کہنے لگا اے بیٹی کیا تو نے اس بستر کے باعث میری طرف سے اعراض کر لیا؟ یا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملنے کے باعث میری طرف سے منہ پھیر لیا؟

ام حبیبہؓ نے جواب دیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور آپ ناپاک مشرک ہیں۔

وہ کہنے لگا اللہ کی قسم میرے بعد تجھے خرابی ہو گی۔

ابو سفیان کی التجا پر آپ کی خاموشی

پھر نکلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپ سے گفتگو کی۔ لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر وہ ابو بکرؓ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس گیا انہوں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات کرو۔ وہ کہنے لگا، میں یہ کرنے والا نہیں ہوں۔

پھر حضرت عمرؓ بن خطاب کے پاس آیا ان سے بھی بات کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تمہاری سفارش نہیں کر سکتا ہوں اور اگر میں ایک قعدہ بھی پاتا تو اس کے لیے کوشش کرتا۔

حضرت علی کا جواب ابوسفیان کو

پھر حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس آیا ان کے پاس فاطمہؓ بھی تھیں اور حسنؓ ابھی چھوٹے تھے۔ جو ان کے پاس پیٹ کے بل چل رہے تھے۔ وہ کہنے لگا اے علیؓ کل تم ہمارے عزیز قریب تھے میں ایک ضرورت کے باعث آیا ہوں مجھے نامراد واپس نہ کرو۔ محمدؐ سے میری سفارش کر دو۔

انہوں نے جواب دیا اے سفیان تیرا برا ہو، اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بات کا عزم فرمالیا ہے کہ جس سے متعلق ہم ان سے کلام نہیں کر سکتے۔

حضرت فاطمہ کا جواب ابوسفیان کو

پھر وہ حضرت فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کیا تو اپنے اس بیٹے (حسن) کو حکم دے گی کہ یہ لوگوں کے درمیان صلح کرا دے؟ یہ آخر زمانہ تک عرب کا سردار رہے گا۔ انہوں نے جواب دیا میرا بیٹا ابھی اس عمر تک نہیں پہنچا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔

ابوسفیان کہنے لگا، اے ابوالحسنؓ میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ سخت تر ہو چکا ہے مجھے نصیحت کرو۔

انہوں نے فرمایا، اللہ کی قسم میں کوئی ایسی تدبیر نہیں جانتا کہ جو تجھے فائدہ دے سکے۔ البتہ تو ہی کنانہ کا سردار ہے اس لیے اٹھ کر لوگوں میں خود (اعلانِ تجدید عہد) کر دے اور اپنے شہر میں واپس چلا جا۔

اس نے کہا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ میرے لئے فائدہ ہوگا؟

انہوں نے کہا نہیں، اللہ کی قسم لیکن مجھے اس کے سوا کچھ چارہ کار نظر نہیں آتا۔

ابوسفیان اٹھ کر مسجد میں آیا اور کہنے لگا: اے لوگو! میں نے تجدید معاہدہ صلح کر لی اور پھر اونٹ پر سوار ہو کر چلا گیا۔

جب قریش کے پاس پہنچا تو کہنے لگے کیا خبر لائے ہو؟

اس نے کہا میں محمدؐ کے پاس گیا، ان سے گفتگو کی۔ اللہ کی قسم انہوں نے جواب نہ دیا پھر میں ابن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی محافہ کے پاس گیا، وہاں بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پھر میں عمر بن خطاب کے پاس گیا میں نے اسے سخت ترین دشمن محسوس کیا، پھر میں علیؓ کے پاس گیا میں نے انہیں قوم میں سب سے زیادہ نرم دیکھا۔ انہوں نے مجھے ایک بات کا مشورہ دیا وہ کر گزرا۔ اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھے کچھ فائدہ دے سکے گا یا نہیں

قریش نے پوچھا کیا محمدؐ نے بھی توثیق کی؟

وہ بولا نہیں!

کہنے لگے تیری خرابی ہو، اللہ کی قسم تیرے ساتھ تو صرف مذاق ہی ہوا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہی محسوس کیا ہے۔

فتح مکہ کی تیاری

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں اور تمام صحابہ کو تیاری کا حکم دے دیا۔ حضرت ابوبکر اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان سفر درست کر رہی تھیں۔

انہوں نے پوچھا، اے بیٹی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں تیاری کا حکم دیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا ہاں!

انہوں نے پوچھا تمہارے خیال میں آپؐ کا کس طرف ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا، اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بتایا کہ آپؐ مکہ کی طرف جا رہے ہیں اس لیے انہیں تیزی سے تیاری کرنے کا حکم دیا اور دعا کی۔

اے اللہ قریش سے تب تک خبروں اور مخبروں کو روکے رکھنا جب تک کہ ہم ان کے علاقے میں نہ پہنچ جائیں۔

ایک مسلمان کی مخبری مسلمانوں کے خلاف

لوگوں نے تیاری کی تو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو ایک مکتوب لکھا، جس میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع دے دی اور ایک عورت کو خط دے دیا اور اسے قریش تک پہنچانے کا کچھ معاوضہ بھی مقرر کر لیا۔ اس عورت نے یہ خط اپنے بالوں کی مینڈیوں میں چھپا لیا اور چل پڑی۔

اس پر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے حاطبؓ کے اس فعل کی خبر دے دی گئی۔ آپؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے علیؓ، زبیرؓ یا علیؓ اور مقدادؓ کو بھیجا اور فرمایا کہ جب تم لوگ خاخ کے باغ تک پہنچو تو وہاں ایک عورت ملے گی جس کے پاس قریش کی طرف لکھا خط ہوگا۔

چنانچہ یہ دونوں صحابیؓ گھوڑے دوڑاتے چل پڑے اور اسی جگہ عورت کو پایا۔ انہوں نے اسے اترنے کا حکم دیا اور کہا کہ تیرے پاس خط ہے وہ کہنے لگی میرے پاس کوئی خط نہیں۔ انہوں نے اس کے علاوہ سامان کی تلاشی لی اس میں کچھ بھی نہ تھا۔

قول رسول، حضرت علی کا اعتماد

حضرت علیؓ نے کہا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط کہا نہ میں نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم یا تو تجھے خط نکالنا ہوگا اور یا پھر ہم تیرا اجھاڑا لے کر رہیں گے۔ جب عورت نے یہ شدت دیکھی تو کہنے لگی تم دوسری طرف منہ کر لو۔ انہوں نے چہرہ گھما لیا۔ اس نے سر کی مینڈھیاں کھولیں خط نکالا اور انہیں دے دیا۔

یہ خط لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے قریش کے نام تھا۔ اس میں قریش کو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر دی تھی۔

نبی صلی اللہ نے حاطب کو بلایا اور فرمایا۔

اے حاطب یہ کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسولؐ مجھ پر جلدی نہ کیجئے۔ خدا کی قسم میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہوں، نہ میں مرتد ہوا ہوں اور نہ میں نے دین بدلہ ہے۔ بلکہ میں قریش میں رہ رہا تھا۔ مگر میں خود ان میں سے نہیں ہوں ان کے ہاں میرے بال بچے ہیں۔ قبیلہ اور رشتہ کا ہے اور قریش سے میری کوئی قرابت نہیں کہ وہ ان کی حفاظت کریں اور جو صحابہؓ آپؐ کے ساتھ ہیں ان کی قریش میں رشتہ داریاں ہیں۔ جس سے وہ ان کی اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ میں ان پر احسان کر دوں تاکہ میرے اقارب کی حفاظت کریں۔

حضرت عمر اور ابو سفیان

حضرت عمرؓ بن خطاب نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھے اجازت دیجئے۔ میں اس کی گردن مار دوں۔ اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیانت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے بدر میں حصہ لیا تھا اور اے عمر تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھا اور فرمایا: اب تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔

اس پر حضرت عمر کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے۔ آپ روزے سے تھے اور لوگ بھی روزے سے تھے جب یہ لوگ کدید پہنچے، اس شہر کو آج کل لوگ قدید کہتے ہیں تو آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی افطار کیا۔ پھر سفر شروع ہوا۔ آخر کار مرالظہران پہنچے۔ یہ وادی امر کا درمیانی حصہ ہے۔

دس ہزار کا لشکر مکہ کی طرف

آپ کے ہمراہ دس ہزار کا لشکر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قریش کو اہل اسلام کی آمد سے بے خبر رکھا۔ اس لیے وہ دہشت زدہ انتظار (خوف) میں مبتلا تھے۔ ابوسفیان تجسس کے لیے باہر نکلا۔ اس کے ساتھ حکیم بن حزام اور تاء بن ہدیل بھی تھا۔ یہ لوگ خبریں حاصل کرنے کے لیے نکلے تھے۔

حضرت عباس رضؓ ان سے قبل ہی اپنے اہل و عیال لے کر اسلام قبول کر کے ہجرت کی غرض سے نکل چکے تھے۔ چنانچہ یہ مقام جحفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ راستہ میں ان کا چچا زاد بھائی ابوسفیان بن حرث اور عبداللہ بن ابی امیہ ابراء کے مقام پر ملے۔ یہ دونوں آپ کے چچا اور پھوپھی زاد بھائی تھے آپ نے ان دونوں سے بیجا درابا ندہی کے باعث اعراض فرمالیا۔

حضرت علی نے ابوسفیان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سامنے سے حاضر ہو، اور وہی کلمات عرض کر جو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے عرض کیے تھے۔ بولے قسم اللہ۔ البتہ پسند کر لیا تجھ کو اللہ نے ہم سے اور ہم تھے چوکنے والے۔ قالو تاالله لقد اثرك علينا وان كنا لخاطئين۔ کیونکہ آپ احسن قول کے سوا راضی نہ ہونگے۔ ابوسفیان نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔

قال لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین یعنی کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشے اللہ تم کو اور وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان۔

اس کے بعد وہ اسلام لے آیا۔

ابوسفیان رضؓ کی ندامت

کہا جاتا ہے۔ کہ ابوسفیان رضؓ نے اسلام لانے کے بعد حیا کے باعث کبھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کا خیال کرتے تھے۔ اور اس کے جنتی ہونے کی بھی گواہی دی۔ اور فرمایا مجھے امید ہے، کہ یہ حمزہؓ کے خلف ہونگے۔ اور جب ابوسفیانؓ کی وفات قریب ہوئی۔ تو انہوں نے کہا، مجھ پر مت رونا۔ اللہ کی قسم اسلام لانے کے بعد میں نے ایک بھی گناہ نہیں کیا۔

اصل واقعہ یعنی فتح مکہ، کی طرف عود

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران میں اترے۔ تو عشاء کا وقت تھا۔ آپؐ نے لشکر میں آگ جلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ دس ہزار جگہ آگ روشن ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے پر حضرت عمرؓ بن خطاب کا پہرہ تھا۔ حضرت عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر پر سوار ہوئے اور کسی کی تلاش میں نکلے تاکہ قریش کو اطلاع دی جائے اور وہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دخول مکہ سے قبل ہی امان کی درخواست پیش کریں۔

راوی فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں جا رہا تھا، کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی گفتگو سنی ابوسفیان کہہ رہا تھا، میں نے آج کی رات سے زیادہ کبھی بھی نہ آگ دیکھی اور نہ لشکر۔

بدیل نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم یہ بنو خزاعہ کا لشکر ہے۔ جو جنگ کے ارادہ سے آئے ہیں)

ابوسفیان بول اٹھا، بنو خزاعہ تو بہت ہی کم تعداد میں ہیں اس قدر آگ اور لشکر ان کا نہیں ہو سکتا۔

راوی کہتے ہیں، کہ میں نے اس کی آواز پہچان لی۔ اور کہا، اے ابو حنظلہ! اس نے میری آواز بھی پہچان لی اور جواب میں پوچھا، کیا تو ابوالفضل ہے؟

میں نے کہا ہاں! اس نے کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ کیا معاملہ ہے؟

میں نے کہا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ہمراہ ہیں اور قریش کی بربادی آگئی۔

ابوسفیان پناہ اور اماں کا طالب

اس نے پوچھا، اب کیا ہونا چاہیئے؟ میرے ماں باپ تجھ پر قربان میں نے کہا، اگر تجھے انہوں نے پکڑ لیا تو یقیناً تیری گردن مار دیں گے۔ اس لئے تو میرے پیچھے اس خچر پر سوار ہو جا۔ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلتا ہوں۔ اور امان دلا دیتا ہوں۔ وہ میرے پیچھے سوار ہو گیا اور اس کے دونوں ساتھی واپس چلے گئے جب ہم مسلمانوں کی آگ کے پاس سے گذرتے تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کو دیکھتے تو کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آپؐ کی خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ ہم عمرؓ بن خطاب کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگ کے پاس سے گذرے۔ انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اور میری طرف بڑھے۔ جب ابوسفیان کو خچر پر پیچھے بیٹھے دیکھا۔ تو کہا، ابوسفیان! اللہ کا دشمن اللہ کی ہزاروں تعریفیں کہ جس نے کسی عہد اور وعدہ کے بغیر تجھ پر قابو دیا، پھر تیزی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خچر تیز ہو کر ان سے آگے بڑھ گیا۔ عباس خچر سے اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ بعد میں عمرؓ بھی آ گئے۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ ابوسفیان ہے۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔

(حضرت عباسؓ) فرماتے ہیں کہ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ میں نے اسے پناہ دی ہے۔

عباسؓ کی سفارش آنحضرت کا ارشاد

کچھ دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباسؓ اسے لے جاؤ، صبح کو پیش کرنا۔

میں اسے لے گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں اسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا:

اے ابوسفیان ابھی تک وقت نہیں آیا کہ تجھے یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس نے جواب دیا، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپ کس قدر حلیم، کریم اور وصل کرنے والے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا۔ تو ضرور مجھے کچھ نہ کچھ فائدہ دیتا۔

رسالت مآب نے دوبارہ بھی فرمایا: اس نے یہی جواب دیا اور کہا، یہ بات یعنی (لا الہ الا اللہ) اب تک میرے دل میں نہیں اتری۔

قبول اسلام کی دعوت

حضرت عباسؓ نے فرمایا، تیرا ناس ہو اسلام قبول کر لے اور قبل اس کے کہ تیری گردن اڑے کلمہ پڑھ لے۔ اس نے اسلام قبول کیا اور شہادت دے دی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود کارساز نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عباسؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ابوسفیانؓ فخر کو پسند کرتا۔ اس لیے کوئی اعزاز عطا فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا، ہاں! جو ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے امان ہے۔ اور جو خود اپنے دروازے بند کرے اسے امان ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ ابوسفیانؓ کو روک لو۔ اور پہاڑ پر لے جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ کا لشکر گذرے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ اسے دیکھ رہا ہو، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ مختلف قبائل جھنڈے لے کر گزرے اور حضرت عباسؓ اسے بتاتے رہے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کے لشکر میں گزرے یہ لشکر لوہے میں ڈوبا تھا۔ اور آنکھوں کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔

لشکرِ اسلام سے ابوسفیان کی مرعوبیت

ابوسفیانؓ نے کہا سبحان اللہ اسے عباس یہ کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مہاجرین وانصار آپ کے ہمراہ ہیں۔

اس نے جواب دیا۔ ایسے لوگ اس سے قبل نہ تھے۔ اور نہ ہی ایسے لوگوں سے مقابلہ کی قوت کوئی رکھتا ہے۔

اس کے بعد ابوسفیانؓ واپس گیا، جب قریش کے پاس پہنچا۔ تو زور سے آواز دی۔ اے قریش کے گروہ یہ محمد ایسا بڑا لشکر لے کر آگئے کہ ان کا مقابلہ ناممکن ہے۔ اس لئے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔

ان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ اٹھی اس نے ان کی مونچھ پکڑ لی۔ اور کہنے لگی اس تیز چربی والے بھونڈے پنڈلیوں والے کو قتل کردو۔

انھوں نے جواب دیا۔ تمہارا ناس ہو۔ تمہیں دھوکہ نہ ہو۔ یہ تم میں سے ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس قدر لشکر لے کر آئے ہیں۔ کہ تم سے ان کا مقابلہ ناممکن ہے۔ اور جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔ اور جو مسجد (حرام) میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے۔

قریش کہنے لگے، اللہ تجھے ہلاک کرے تیرا گھر ہمارے لئے کیسے کفایت کرے گا؟

انھوں نے جواب دیا۔ اور جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا اسے امان ہے۔ اور جو مسجد میں داخل ہوا اسے امان ہے۔

چنانچہ لوگ منتشر ہو کر اپنے گھروں اور مسجد میں داخل ہو گئے۔

اگر کوئی مقابلہ کرے تو ڈٹ کر لڑو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلندی کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے وہاں آپ کا خیمہ لگا دیا گیا اور آپ نے خالدؓ بن ولید کو زیریں حصہ سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ دائیں جانب تھے ان میں اسلم، سلیم، غفار، مزینہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہلینہ اور دوسرے عرب قبائل تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ پیدل والوں کے ساتھ تھے ان کے پاس ہتھیار نہ تھے آپؐ نے حضرت خالدؓ اور ان کے اصحاب سے فرمایا کہ اگر قریش میں سے کوئی مقابلے پر آئے۔ تو اسے پیس کر رکھ دو۔ یہاں تک کہ صفا کے مقام پر مجھ سے آن ملو۔ چنانچہ جو بھی ان کے مقابلے پر آیا۔ انہوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

قریش کے سفہا کی جنگی تیاریاں پھر قریش کے چند سفہا جمع ہوئے۔ جو عکرمہ بن ابی جہل۔ صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو کے ساتھ خندمہ میں آئے۔ تاکہ مسلمانوں سے جنگ کریں جماس بن قیس جو بنو بکر میں سے تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے دخولِ مکہ سے قبل ہتھیار تیز کرنے لگا۔ اس کی بیوی نے پوچھا یہ ہتھیار کس لیے تیار کر رہے ؟

وہ بولا محمدؐ اور اس کے اصحاب کے لیے۔

اس نے جواب دیا۔ محمدؐ اور اس کے اصحاب کے مقابلہ پر کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔

وہ کہنے لگا، اللہ کی قسم مجھے امید ہے کہ میں تیرے لیے ان میں سے بعض خادم لے آؤں گا پھر اس نے بہادری جتانے کے لیے چند شعر پڑھے۔

اس کے بعد صفوان۔ عکرمہ اور سہیل بن عمرو کے پاس خندمہ چلا گیا۔ جب مسلمانوں سے سامنا ہوا۔ معمولی سا قتال ہوا، تو کرز بن جابر فہری اور خنیس بن خالد بن ربیعہ شہید ہو گئے۔ یہ دونوں خالدؓ بن ولید کے دستہ کے ساتھ تھے۔ لیکن ان سے الگ ہو کر دوسرے راستے چل پڑے تھے، اس لیے دونوں شہید ہوئے اور مشرکین کے بارہ آدمی داخل جہنم ہوئے۔ اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے ان میں حماس ہتھیار تیز کرنے والا بھی تھا۔

جب وہ بھاگ کر گھر میں داخل ہوا، تو بیوی سے کہنے لگا۔ مجھ پر دروازہ بند کر دو۔ وہ کہنے لگی۔ وہ شیخیاں کہاں گئیں ؟ تو اس نے میدانِ جنگ کی دہشت کا نقشہ بناتے ہوئے چند اشعار پڑھے اور خاموش ہو گیا۔ آخر کار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد کے قریب حجوں کے مقام پر رسول اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیا گیا۔
اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے مہاجرین اور انصار آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں تھے۔ آپ مسجد میں داخل ہوئے حجر اسود کی طرف تشریف لائے اور استلام کیا (بوسہ دیا) پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ کے ہاتھ میں کمان تھی۔ آپ بیت اللہ کے گرد پھرے اس وقت وہاں تین سو ساٹھ بت تھے آپ انہیں کمان سے مارتے اور یہ آیت پڑھتے۔
جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۔ یعنی حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور بے شک باطل مٹنے ہی کی چیز ہے اور بت چہروں کے بل گرتے جاتے آپ نے سواری پر چڑھ کر طواف کیا اور طواف پر ہی اقتصاد فرمایا۔

کلید بردار کعبہ کی طلبی

طواف ختم کرنے کے بعد آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا، اور اس سے کعبہ کی کنجی لے لی اور دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ دروازہ کھولا گیا اور آپ کعبہ کے اندر داخل ہوئے آپ نے وہاں تصویریں دیکھیں، ایک جگہ ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں دیکھیں۔ کہ ازلام سے تقسیم کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا! اللہ انہیں (مشرکین کو) ہلاک کرے۔ انہوں (ابراہیم، اسماعیل) نے کبھی بھی یہ کام نہیں کیا۔
کعبہ میں آپ نے لکڑی کا کبوتر دیکھا۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے توڑ دیا، اور تصویروں کو مٹانے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے اپنے اور اسامہ رض اور بلال رض کے لیے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا۔ اور دروازے کے بالمقابل دیوار کی طرف آپ نے رخ کر لیا، یہاں تک کہ آپ کے اور دیوار کے درمیان میں تین ذراع کا فاصلہ رہ گیا۔ آپ نے کھڑے ہو کر وہاں نماز پڑھی پھر بیت اللہ کا چکر لگایا۔ اور اس کی اطراف میں تکبیر کہی اور اللہ کی توحید بیان کی۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطا کار اور مجرم فاتح کے سامنے

اتنے میں قریش سے مسجد بھر گئی اور وہ قطاروں میں بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔ کہ اب آپؐ کیا سلوک کرتے ہیں؟ آپؐ نے دروازے کے دونوں اطراف کو پکڑ لیا۔ قریش نیچے تھے۔

آپؐ نے کہا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اس نے وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے ہی گروہوں کو شکست دی یاد رکھو۔ مال یا خون میرے ان دونوں قدموں کے نیچے نہیں۔ سوائے بیت اللہ کی خدمت اور حجاج کی سقایت کے (پانی پلانا) یاد رکھو قتل خطا میں دیت مغلظہ ہوگی جو سو اونٹ ہوں گے جن میں سے چالیس حاملہ ہوں گے اے قریش کی جماعت بے شک اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر بڑائی ہٹا دی۔ تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور مٹی سے بنے تھے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی ہم نے تمہیں نر اور مادہ کی صورت میں پیدا کیا۔ اور تمہیں قبائل اور خاندانوں میں تقسیم کر دیا تاکہ پہچانے جا سکو۔ بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت مند وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک اللہ علیم و خبیر ہے۔

اے قریش کی جماعت تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا۔ آپؐ شریف بھائی۔ شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ (ہمیں آپؐ سے) اچھی توقعات ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، کہ میں تم سے اسی طرح کہتا ہوں۔ جیسے یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا لاتثریب علیکم الیوم، آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں جاؤ تم آزاد ہو۔

پھر آپ مسجد میں بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ آپ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ کنجی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول دربانی اور سقایہ ہم میں جمع کر دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، عثمان بن طلحہ کہاں ہیں؟ اسے بلایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا اے عثمان یہ لو اپنی کنجی آج نیکی اور وفا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دن ہے طبقات ابن سعد میں حضرت عثمان بن طلحہ سے مروی ہے - انہوں نے بتایا کہ ہم زمانہ جاہلیت میں پیر اور جمعرات کو کعبہ مشرفہ کو کھولتے تھے - ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے - آپ لوگوں کے ہمراہ کعبہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے تھے - مگر میں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا اور سختی سے پیش آیا -

لیکن آپؐ نے حلم اختیار کیے رکھا پھر فرمایا!

اے عثمان شاید تو دیکھے گا، کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی - اور جسے میں چاہوں گا دوں گا -

میں نے کہا! تو اس دن قریش ہلاک ہو چکے ہوں گے؟

آپؐ نے فرمایا! نہیں بلکہ اس دن بہ عزت مند اور آباد ہوں گے -

پھر آپؐ کعبہ میں داخل ہو گئے اور میرے قلب میں ان کی یہ بات اٹک کر رہ گئی - اور میں اسی وقت سمجھ گیا کہ یہ کام اسی طرح ہو گا جیسے آپؐ نے فرمایا ہے، جب فتح کا دن آیا، تو آپ نے فرمایا - اے عثمان کنجی لاؤ - میں لے کر حاضر ہوا - آپؐ نے اسے میرے ہاتھ سے لے لیا - اور پھر واپس کر دی اور فرمایا، اسے لو ہمیشہ کے لیے نسلاً بعد نسلاً ظالم کے سوا کوئی تم سے نہ چھینے گا، اے عثمان اللہ نے تمہیں اپنے گھر کا امین بنایا ہے - اس لیے اس گھر سے جو ملے نیکی کے ساتھ کھاؤ - راوی کہتے ہیں کہ جب میں لوٹا - تو آپؐ نے مجھے آواز دی - میں واپس آپؐ کی طرف گیا - آپؐ نے فرمایا کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا؟ (عثمان بن طلحہ) کہتے ہیں - کہ پھر مجھے مکہ میں ہجرت سے قبل آپ کا قول یاد آ گیا - کہ "شاید تو دیکھے گا کہ یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور جسے میں چاہوں گا دوں گا؟ میں نے عرض کیا ہاں! میں گواہی دیتا ہوں - کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں -

آں حضرتؐ اُمِ ہانی کے گھر میں

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم حضرت ام ہانی رضؓ کے گھر میں داخل ہو گئے - آپؐ نے وہاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسل فرمایا۔ اور انہی کے گھر میں آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔ اس لیے بعض لوگوں نے اسے صلوٰۃ الضحیٰ (نماز چاشت) سمجھ لیا۔ حالانکہ یہ نماز فتح تھی اور امراسلام کا یہ دستور تھا۔ کہ وہ جب کوئی شہر یا قلعہ فتح کرتے، تو فتح کے بعد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم کی اقتدا کرتے ہوئے آٹھ رکعات نماز فتح پڑھا کرتے۔

وہ لوگ جنہیں اماں نہیں ملی

جب مکہ فتح ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے نو آدمیوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی ان نو کے متعلق آپؐ نے فرمایا یہ اگر کعبہ کے پردوں کے نیچے ملیں تو بھی انہیں قتل کردو۔

ان کے نام یہ ہیں۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔

عکرمہ بن ابی جہل۔

عبدالعزیٰ بن خطل۔

حارث بن نفیل بن وہب۔

مقیس بن صبابہ

ہبار بن اسود۔

ابن خطل کی دو لونڈیاں۔ جو گا گا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہجو کیا کرتی تھیں۔

اور سارہ جو بنو عبدالمطلب کی ایک لونڈی تھی۔

چنانچہ ابن ابی سرح سلام لے آیا اور حضرت عثمانؓ بن عفان اسے لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے لئے امان لے دی، آپ نے اسے روک رکھا تاکہ کہیں کوئی صحابی اسے قتل نہ کردے۔ اس آدمی نے اس سے قبل بھی مسلمان ہوکر ہجرت کی تھی، اس کے بعد پھر مرتد ہُوا اور مکہ واپس لوٹ آیا۔ عکرمہ بن ابی جہل بھاگ گیا لیکن اس کی بیوی نے اس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے امان حاصل کرلی چنانچہ یہ حال نہ ہوا اور مسلمان ہوگیا اور ابن خطل حارث مقیس اور ایک لونڈی یہ سب قتل ہوگئے۔ مقیس اس سے قبل اسلام لاکر مرتد ہوچکا تھا۔ اس نے قتل بھی کیا تھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مشرکین سے مل گیا تھا۔ ہبار بن اسود نے بھی اسلام قبول کر لیا اور ایک لونڈی اور سارہ کے لئے اس نے امان حاصل کر لی۔ آپ نے ان دونوں کو امان دے دی۔ چنانچہ یہ دونوں مسلمان ہو گئیں۔

فتح کے دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور خوب طرح تمجید بیان کی پھر فرمایا۔

"اے لوگو! جس دن سے زمین و آسمان پیدا ہوئے (اسی دن سے) اللہ نے مکہ کو حرم قرار دیا اس لئے قیامت کے دن تک اللہ کی حرمت کے باعث یہ شہر قابل احترام ہے، کسی مومن کو جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کہ وہ اس شہر میں خون بہائے یا کوئی درخت کاٹ دے اس لئے اگر کوئی تیرے قتال کے باعث اس کی رخصت دے تو کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اس کا اذن دیا تھا اور تمہیں اذن نہیں دیا اور میرے لئے دن کی ایک ساعت میں (یہ کام) جائز کیا اور کل کی طرح آج اس کی حرمت لوٹ آئی پس موجودہ کو چاہیئے کہ وہ غائب کو پہنچا دے۔

انصار مدینہ کی تشویش

جب مکہ فتح ہو گیا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن اور جائے پیدائش تھا، اس لئے انصار آپس میں باتیں کرنے لگے کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے علاقے اور اپنے شہر پر فتح عطا کرے گا تو وہ اسی شہر میں رہائش پذیر ہو جائیں۔

اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے تھے، جب آپ دعا سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا، تم نے کیا کہا!

انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول کچھ نہیں،

آپ کے اصرار پر انہوں نے بتا دیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری زندگی اور موت اب تمہارے ساتھ ہی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاتلانہ حملہ کی تیاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کر رہے تھے تو فضالہ بن عمیر بن ملاح نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، جب آپ کے قریب ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیا فضالہ ہے؟ اس نے کہا، ہاں اے اللہ کے رسول۔

آپؐ نے فرمایا: تو اپنے دل میں کیا سوچ رہا تھا؟

اس نے کہا کچھ نہیں۔ میں تو اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، پھر آپؐ نے فرمایا، اللہ سے بخشش چاہو۔ پھر آپؐ نے اس کے سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا۔ اس کے دل کو سکون ہو گیا۔

فضالہ کہتے ہیں خدا کی قسم آپؐ نے ہاتھ اٹھایا بھی نہ تھا کہ میرا سینہ ایسے ہو گیا کہ اللہ کی تمام مخلوق میں سے آپؐ مجھے سب سے زیادہ محبوب بن گئے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو توڑنے کے لئے سرایا بھیجے جو کعبہ کے ارد گرد تھے۔ چنانچہ تمام بت توڑ دیئے گئے جن میں لات اور عزیٰ بھی تھے اور منات ثالث بھی انہیں میں شامل تھا۔

منادی کرنے والے نے منادی کر دی۔ کہ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے گھر میں کوئی صنم (بت) نہ رہنے دے بلکہ اسے توڑ دے۔ نیز آپؐ نے خالد بن ولیدؓ کو عزیٰ کی طرف بھیجا ابھی رمضان میں پانچ دن باقی تھے۔ تاکہ اسے توڑ کر ختم کر دیا جائے (خالدؓ بن ولید) تیس سواروں کے ہمراہ نکلے۔ اور وہاں پہنچ کر اسے توڑ دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔

آپؐ نے دریافت فرمایا، کیا تم نے کوئی چیز دیکھی ہے؟

انہوں نے جواب دیا نہیں۔

آپؐ نے فرمایا۔ تم نے اسے ابھی تک تباہ نہیں کیا، اس لئے لوٹ کر جاؤ اور تباہ کر دو۔

حضرت خالدؓ دوبارہ گئے اور سخت غیظ میں تھے، انہوں نے تلوار میان سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکال رکھی تھی۔ اچانک ایک برہنہ سیاہ رنگ کی عورت بال بکھیرے سامنے آئی، جس کے بال کھلے تھے اور دربان اس کے ساتھ چیخنے لگا۔ حضرت خالدؓ نے اس پر تلوار ماری اور اس کے دو ٹکڑے کر دیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس واپس ہو گئے، اور اطلاع کی۔

آپؐ نے فرمایا: ہاں یہ عزیٰ تھی اور یہ مایوس ہو گئی کہ تمہارے شہر میں اب اس کی عبادت نہیں کی جائے گی۔

اور ایک کھجور کے درخت کے پاس بت تھا۔ یہ قریش اور تمام بنی کنانہ کا بت تھا اور ان کے نزدیک سب سے بڑا بت یہی تھا، بنی شیبان اس کے دربان تھے

بُت شکنی

پھر آپؐ نے عمروؓ بن عاص کو سواع کی طرف بھیجا۔ یہ ہذیل کا بت تھا تاکہ اسے توڑ دیا جائے۔ عمروؓ فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں پہنچا تو اس کا دربان وہیں تھا۔ وہ کہنے لگا، کیا ارادہ ہے۔

میں نے کہا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا ہے کہ اسے توڑ دوں۔

Www.KitaboSunnat.com

وہ کہنے لگا؟ تم اس کی قدرت نہیں رکھتے۔ میں نے کہا کیوں؟

کہنے لگا! وہ اپنا بچاؤ کرے گا۔ میں نے کہا اب تک؟ تو غلط ہے تیرا ناس ہو، کیا یہ سنتا یا دیکھتا ہے؟ (عمروؓ) فرماتے ہیں کہ میں قریب ہوا اور اسے توڑ دیا اور میں نے اپنے اصحاب کو حکم دیا اسے گرا دو، انہوں نے گرا دیا تو اس میں کچھ نہ تھا۔ میں نے پھر پہرےدار کو کہا، کیا خیال ہے؟

وہ کہنے لگا، میں اللہ پر ایمان لے آیا۔

پھر آپؐ نے سعدؓ بن زید اشہلی کو مناۃ کی طرف بھیجا۔ یہ اوس و خزرج اور غسان وغیرہ کا بت تھا اور قدید کے قریب تھا۔ حضرت سعدؓ اس طرف گئے۔ ان کی طرف بھی ایک برہنہ سیاہ رنگ کی عورت بال بکھیرے نکلی اور اپنا سینہ پیٹ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی تھی اور واویلا مچا رہی تھی، باہر بدار نے اسے خطاب کر کے کہا۔
اسے مناۃ اپنے نافرمانوں سے مقابلہ کرو، حضرت سعد نے اسے قتل کر دیا اور
بت کی طرف بڑھے اور اسے توڑ دیا اور اس کے خزانہ میں کچھ نہ ملا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنوجذیمہ کی طرف خالد بن ولید کا سریہ

جب حضرت خالدؓ بن ولید عزیٰ کو لوٹ کر واپس ہوئے تو صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامتِ مکہ کے دوران میں خالدؓ بن ولید کو بنوجذیمہ کی طرف اسلام کی دعوت کے لیے بھیجا مگر جنگ کے لیے نہیں

خالد تین سو پچاس مہاجرین و انصار کے ہمراہ نکلے۔ بنی سلیم بھی ان کے ہمراہ تھے وہاں پہنچے تو پوچھا تم کون ہو؟

انہوں نے کہا، ہم مسلمان ہیں۔ ہم نے نماز پڑھی۔ محمدؐ کی تصدیق کی اور اپنے علاقے میں مساجد بنائیں اور ان میں اذانیں دیں۔

انہوں نے پوچھا تمہارے بدن پر ہتھیار کیسے ہیں؟

انہوں نے کہا کہ ہمارے اور عرب قوم کے درمیان عداوت ہے، ہمیں خطرہ ہوا کہ کہیں وہی ہمارے دشمن نہ ہوں۔

ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے گھبراہٹ میں کہا ہم صابی ہو گئے ہم صابی ہو گئے اور اچھے انداز سے یوں نہ کہا کہ ہم مسلمان ہو گئے۔

اس گفتگو کے بعد انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔

پھر خالدؓ نے حکم دیا انہیں گرفتار کر لو۔ وہ گرفتار کر لیے گئے۔ اور بعض کو باندھ دیا اور انہیں اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا۔ جب سحر ہوئی تو خالد بن ولید نے آواز دی کہ جس کے ساتھ کوئی قیدی ہو اسے قتل کر دو۔ بنوسلیم نے اپنے اپنے قیدیوں کو قتل کر دیا۔ اور مہاجرین و انصار نے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالدؓ کے فعل سے آپؐ کی برأت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خالدؓ بن ولید کے اس فعل کی خبر ملی تو آپؐ نے فرمایا۔

"اے اللہ خالد نے جو کچھ کیا میں اس سے بری ہوں"

پھر حضرت علیؓ کو بھیجا تاکہ ان کے مقتولوں کا خون بہا ادا کیا جائے۔

حضرت خالدؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف میں تلخ کلامی

حضرت خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہوگئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو فرمایا اے خالد ٹھہرو۔ میرے صحابہؓ کو اپنی ایذا سے (محفوظ) رکھو اللہ کی قسم اگر احد کا پہاڑ سونا بن جائے اور تو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو بھی میرے ایک صحابی کے صبح یا شام کو (اللہ کی راہ میں نکلنے کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت حسانؓ کی شعر خوانی

پھر حضرت حسان بن ثابت نے عمرو حدیبیہ کے متعلق اشعار پڑھے اور ان میں کفار کی ہجو کا بھرپور جواب دیا اور انہیں مسلمانوں کے لشکر کے عزائم اور قوتِ حرب سے آگاہ کیا اور کفار کو سخت ترین طعن اور ملامت کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکّہ اور دوسرے غزوات سے

اہم فقہی مسائل کا استنباط

صلح حدیبیہ اس فتح عظیم کا مقدمہ اور تمہید تھی۔ اس عہد نامہ سے لوگوں کو امان مل گئی۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو اور مباحثہ کا موقع ہاتھ آیا۔ اور مکہ میں جو مسلمان اظہار اسلام سے ڈرتے تھے اور اس کے متعلق دعوت دینے اور مباحثہ کرنے سے خوف محسوس کرتے تھے۔ وہ دور ہوگیا۔ اس وجہ سے ایک کثیر تعداد اسلام میں داخل ہوگئی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے فتح کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا انا فتحنا لك فتحا مبينا اور یہ سورہ حدیبیہ کی صلح کے متعلق نازل ہوئی۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا یہ فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں!

اہل حرب سے عہد

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اہل عہد اگر جنگ کریں جو قوم کے امام المسلمین کے ساتھ عہد کر کے ذمی بن چکے اور امام کی پناہ میں آچکے ہیں تو اس حرکت کے باعث وہ محارب کہلائیں گے اور ان کے درمیان اور اس امام کے درمیان معاہدہ ختم ہو جائے گا اس لیے امام کو جائز ہوگا کہ ان کے علاقے میں رات گزار لے اور انہیں اس کی اطلاع دینے کی ضرورت بھی نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں جب ان سے خیانت کا خطرہ ہو تو پھر اطلاع دے دینی ضروری ہو گی۔ اور جب خیانت پائی جائے تو انہیں عہد شکن سمجھا جائے گا۔

نقض عہد کی سزا

نیز اس سے ناقض عہد کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ اس پر رضامندی ظاہر کریں اور اقرار کریں اور انکار نہ کریں، تو تمام افراد کو عہد شکن سمجھا جائے گا کیونکہ قریش میں سے بعض لوگوں نے بنو بکر کی حمایت کی اور قریش کے تمام افراد نے ان کے ہمراہ مقابلہ نہیں کیا۔ لیکن اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ جنگ کی۔ یہ اس لیے تھا جیسے تمام قریش عہد کرتے وقت عہد میں تبعاً شریک ہو گئے۔ اور جب انہوں نے صلح پر رضا و اقرار کیا تو کوئی فرد بھی الگ نہ رہا۔ اس طرح عہد شکنی کے موقعہ پر ہوا۔ یہی نبی اقدس صلی اللہ وسلم کی سنت طیبہ ہے۔

معاہدہ صلح و جنگ میں پوری قوم شریک ہوگی

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بنو قریظہ سے جنگ کی، اور کسی آدمی سے دریافت نہیں فرمایا کہ کیا اس نے عہد شکنی کی تھی یا نہیں؟ اسی طریقہ پر بنو نضیر کا اخراج بھی عمل میں آیا اور یہی صائب رائے ہے اور یہی احمد رحمۃ اللہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

اہل حرب کے ساتھ مدت معاہدہ

اسی سے اہل حرب کے ساتھ دس سال تک جنگ بندی کا معاہدہ کر لینے کا جواز نکلتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ اس سے زیادہ مدت کے لیے جائز ہے یا نہیں؟

صحیح یہ ہے کہ مصلحت اور ضرورت کے پیش نظر جائز ہے۔ مثلاً مسلمانوں میں کمزوری ہو اور دشمن ان سے زیادہ طاقتور ہو۔ اس صورت میں دس برس سے مدت کی زیادتی مصلحت اسلام کی صواب دید پر ہو گی۔

امام کی خاموشی رضامندی نہیں ہے

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب امام سے ناجائز یا غیر واجب بات کے لیے پوچھا جائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ خاموش رہے تو اس کی خاموشی رضامندی نہیں بن سکتی۔ جیسے ابوسفیان نے صلی اللہ علیہ وسلّم سے تجدید عہد کی درخواست کی۔ آپؐ خاموش رہے، تو آپؐ کی خاموشی سے تجدید عہد کا فائدہ نہ اٹھایا جاسکا۔

کفار کے قاصد قتل نہیں کیے جاسکتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ ابوسفیان پر عہد شکنی کے باعث حد ثابت ہوچکی تھی، لیکن چونکہ وہ اپنی قوم کی جانب سے قاصد بن کر آیا تھا اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسے قتل نہیں کیا۔

محارب کفار پر اچانک حملہ جائز ہے نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کفار کے ملک میں شب گزارنا اور ان پر اچانک حملہ کرنا جائز ہے جب کہ انہیں دعوتِ اسلام پہنچ چکی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے سرایا کفار کے علاقہ میں رات گزارتے اور جب انہیں دعوت پہنچ جاتی تو ان پر غارت گری بھی کرتے۔

جاسوس کے قتل کا جواز نیز اس میں جاسوس کے قتل کا جواز بھی ملتا ہے اگرچہ مسلمان ہو کیونکہ حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے حاطب بن ابی بلتعہ کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ جب انہوں نے اہل مکہ کو خبر بھیجی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ مسلمان ہے اس کا قتل جائز نہیں، بلکہ فرمایا، تمہیں کیا علم اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کو دیکھا، تو فرمایا، اب تم جو چاہو کرو، یعنی جواب دیا کہ ان کے قتل میں ایک رکاوٹ ہے اور وہ بدر میں حاضری ہے۔ اس جواب سے جاسوس کے قتل کے جواز کا ثبوت ملتا ہے بشرطیکہ اس کے لیے اس قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ امام مالکؒ اور ایک روایت کے مطابق احمدؒ کا بھی مذہب ہے۔ شافعیؒ اور ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اسے قتل نہ کیا جائے۔ اور احمدؒ کا ظاہر بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ دونوں فریق حاطبؓ کے واقعہ سے استدلال کرتے ہیں اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اس کا قتل امام کی رائے پر منحصر ہوگا۔ اگر امام اس کے قتل میں مسلمانوں کی مصلحت سمجھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اسے قتل کر دے اور اگر اس کا زندہ رکھنا فائدہ بخش ہو تو قتل نہ کرے ، واللہ اعلم۔

عورت کی تلاشی لی جاسکتی ہے

اس میں عورت کو ضرورت اور مصلحت عامہ کی خاطر برہنہ کرنے کی اجازت بھی ہے۔

(لیکن یہ کام صرف متشرع سپاہی ہی کر سکتے ہیں) کیونکہ علیؓ اور مقدادؓ نے اس عورت سے کہا تھا کہ یا تو مکتوب نکال دے ورنہ ہم ضرور تیرے کپڑوں کی تلاشی لیں گے۔

جذبہ دینی کے باعث کفر کا الزام گناہ نہیں

اس میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول اور دین کی خاطر غصّے میں صحیح تاویل سے کافر کہہ دے اور اس میں ذاتی ہوٰی اور حظ نفسانی شامل نہ ہو اس پر قائل کی تکفیر نہ ہوگی۔ بلکہ وہ گناہ گار بھی نہ ہوگا ، بلکہ یوں کہیے کہ نیت و قصدِ صحیح پر اسے ثواب بھی ملے گا ، لیکن اہل ہوٰی اور اہل بدعت کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہو سکتا۔

حسنات سے سیئات مٹ جاتے ہیں

اس میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ شرک سے کم کبائر گناہ گا ہے گا ہے کبائر حسنات سے مٹ جاتے ہیں جیسے حاطب کے شہود بدر نے ان کی جاسوسی کا گناہ مٹا دیا کیونکہ یہ عظیم نیکی جس میں اللہ کی رضا و محبت اور ملائکہ کے سامنے فخر و مباہات ایسی بات ہے کہ اس کے فاعل کی شان اس قدر بلند ہوتی ہے کہ اس کا جاسوسی کا گناہ (اسے کچھ گزند نہیں پہنچا سکتا) تو گویا قوی نیکی ضعیف گناہ پر غالب آگئی اور طبعی تقاضا کے مطابق اسے زائل اور باطل کر کے رکھ دیا۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کے فرمان میں برائیاں نیکیوں سے محو ہوتی ہیں۔ اس کا اصول بیان ہوتا ہے۔

ان الحسنات یذھبن السیئات ، یعنی بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ اور اللہ کا فرمان ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ "برائی کے بعد نیکی کرو۔ وہ برائی کو مٹا دے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب حضرت حاطبؓ کی قوتِ ایمانی کا اندازہ کیجئے جس کے باعث وہ بدر میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اپنی جان پیش کر دی۔ نیز اپنی قوم اور قبیلہ اور قرابت داروں کے مقابلہ میں اللہ اور اس کے رسول پر جان قربان کرنے کو تیار ہو گئے اور حالت یہ تھی کہ یہ دشمنوں کے نرغے میں اور ان کے علاقہ میں تھے اس کے باوجود انہوں نے اپنے اہل اور قبیلہ کے مقابلہ سے اعراض نہ کیا اور نہ ان کے پائے ثبات میں تزلزل ہوا اور نہ ایمان و یقین میں نرمی آئی۔ پھر جب جاسوسی کی تو تو بر قوتِ (شہود بدر) مقابلے میں آئی چونکہ بحران صالح تھا اس لیے مرض دفع ہو گیا اور مریض اس طرح ہو گیا جیسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

خوارج کی مثال

اور اس کے برعکس ذوالخویصرہ تمیمی اور اس جیسے خوارج کہ نماز روزہ اور قرأۃ میں جن کی مشقتیں اور محنیں یہاں تک جا پہنچی ہیں کہ صحابہ بھی ان کے مقابلہ میں اپنے اعمال کو حقیر جاننے لگے۔ آپ نے ان کے متعلق یہ حکم فرمایا کہ اگر میں نے انہیں پا لیا، تو انہیں قوم عاد کی طرح قتل کروں گا اور فرمایا، انہیں قتل کرو، کیونکہ ان کے قتل کو اللہ کے ہاں اجر ملے گا اور فرمایا، آسمان کی چھت کے نیچے سب سے بدترین مقتول یہ خوارج ہیں چنانچہ انہیں فاسد عقائد کی وجہ سے ان کے مشقت آمیز اعمال نے بھی کچھ فائدہ نہ دیا اور خود ہی نجس بن گئے۔

نیز ابلیس کی حالت پر غور کرو، چونکہ مہلک مادہ (کفر) اس کے قلب میں چھپا ہوا تھا اس لیے اسے کی سابقہ طاعات نے کچھ فائدہ نہ دیا اور وہ اپنی (بدترین) حالت پر لوٹ آیا۔ اس لیے تمام اعمال کا دار و مدار سرائر، مقاصد اور ارادہ اور نیت پر موقوف ہے۔ یہی چیز اعمال کو یا سونا بنا دیتی ہے یا ناپاک اور نجس کر دیتی ہے اور توفیق خدا کے ہاتھ ہے جسے کچھ بھی عقل و خرد ہو وہ اس مسئلہ کی اہمیت کو خوب سمجھ سکتا ہے۔

معاہدین سے جنگ

اس قصہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر معاہدین عہد شکنی کریں تو ان پر دفعتہً حملہ کرنا اور انہیں آنے کی اطلاع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دیجئے بغیر ان پر غارت گری کرنا جائز ہے اور جب تک وہ عہد کے پابند رہیں تب تک یہ بات جائز نہیں یہاں تک کہ دونوں فریق مساوی طور پر معاہدے کو توڑ دیں۔

دشمن کے مقابلہ میں شان وشوکت کا اظہار

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام کی کثرت اور شان وشوکت اور قوت کا اظہار نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے جب کہ دشمن کے قاصد آئے ہوں جیسے اسلام کے بادشاہوں کا طریقہ ہے اور جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں داخلہ کی شب آگ جلانے کا حکم دیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابو سفیان کو روک لو اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر عساکر اسلام اور توحید کے لشکروں کا معائنہ کرادو اور ہتھیاروں میں ڈوبے ہوئے مسلمان جانثاروں کا گروہ دکھا دو۔

احرام کے بغیر قتال مباح

نیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ میں احرام کے بغیر قتال مباح جائز ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان داخل ہوئے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ اس میں اختلاف ہے کہ جو حج یا عمرہ کے ارادہ سے داخل ہوا سے احرام باندھنا ضروری ہے ان کے علاوہ صورتوں میں اختلاف ہے جب کہ کسی کو بار بار داخلہ کی ضرورت ہو جیسے لکڑ ہارا یا گھاس بیچنے والا۔

ان کے متعلق تین اقوال ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ انہیں احرام کے بغیر داخل حرم ہونا ناجائز ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک قول کے مطابق یہی مذہب ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ چونکہ یہ لکڑ ہارا اور گھاس والا ہے۔ احرام کے بغیر حرم میں داخل ہو سکتا ہے۔ یہ امام شافعیؒ کا دوسرا قول ہے اور ایک روایت امام احمدؒ کی بھی مؤید ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ اگر وہ مواقیت کے اندر رہتا ہو تو احرام کے بغیر داخل ہو سکتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اگر مواقیت سے باہر رہائش پذیر ہو تو احرام کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں یہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

مکہ بزور قوت فتح ہوا، صلح سے نہیں

نیز اس میں صاف وضاحت ہے کہ مکہ قوت سے فتح ہوا۔ یہی جمہور اہل علم کی رائے ہے اور شافعیؒ کے سوا اس میں کسی کا اختلاف منقول نہیں۔ ایک قول کے مطابق احمدؒ بن حنبل کا بھی اختلاف ہے۔

صلح سے فتح ہونے کے قائل کہتے ہیں کہ اگر قوت سے فتح ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے غانمین میں تقسیم فرما دیتے جیسے آپؐ نے خیبر اور تمام دوسری جائدادوں کو تقسیم فرمایا، آپؐ خمس نکالتے اور باقی کو تقسیم کر دیتے تھے۔ نیز یہ کہ جب ابو سفیان نے اسلام لانے کے بعد اہل مکہ کے لیے امان طلب کی تو آپؐ نے انہیں امان دے دی، یہ گویا عقد صلح ہی تھا اور اگر قوت سے فتح ہوتا تو غانمین اس کی زمینوں اور مکانات کے مالک بن جاتے اور وہ اہلِ مکہؓ سے زیادہ مستحق بھی تھے۔ نیز اہلِ مکہ کا اخراج بھی جائز ہوتا، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا، بلکہ مہاجرین کے وہ مکانات بھی واپس نہیں کیے جن سے انہیں نکالا گیا تھا اور انہیں نکالنے والوں کے ہی قبضہ میں رہنے دیا گیا۔ اور ان مکانات کی بیع و شراء اجارہ اور سکونت کو جائز قرار دیا۔ یہ معاملہ قوت سے فتح کرنے کے احکامات سے منافی ہے۔

قوت سے فتح کے قائلین نے کہا ہے کہ اگر آپؐ نے مصالحت سے فتح کیا ہوتا تو ہر آدمی کو اپنے گھر میں داخل ہونے، دروازہ بند کرنے اور ہتھیار ڈالنے سے امان کو مشروط کرنے کا کچھ فائدہ نہ تھا اور نہ خالد بن ولید ان سے متقابلہ کرتے حتیٰ کہ انہوں نے چند آدمی قتل بھی کر دیئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ تعرض نہ کیا۔

نیز اگر مکہ محض صلح سے فتح ہوتا تو آپؐ یوں نہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے دن کی ایک ساعت (مقاتلہ) حلال کر دیا، کیونکہ اگر مصالحت سے مفتوح ہوتا تو اس کی حرمت قائم رہتی کیونکہ مصالحت سے ایک جگہ حرمت سے خارج نہیں ہوا کرتی۔ حالانکہ آپؐ نے بتایا کہ اس گھڑی میں یہ (مقاتلہ) حرام نہ تھا۔ اور جنگ کی ساعت ختم ہونے کے بعد اس کی پہلی حرمت پھر لوٹ آئی۔

نیز اگر یہ محض مصالحت سے فتح ہوتا تو آپؐ اپنے سوار اور پیادہ لشکر دائیں بائیں ہتھیار بند حالت میں نہ رکھتے۔

(مزید براں) آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا، انصار کو میرے پاس بلاؤ۔ انہوں نے آواز دی وہ حاضر ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد کھڑے ہو گئے۔

آپ نے فرمایا، تم قریش کے آوارہ لوگوں اور ان کے اتباع کو دیکھ رہے ہو؟ پھر آپؐ نے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا، انہیں مکمل طور پر پیس کے رکھ دو۔ یہاں تک کہ تم مجھے صفا پر ملو، اس پر ابو سفیان کہنے لگا اے اللہ کے رسولؐ قریش کو مباح کر دیا گیا۔ آج کے بعد قریش نہ ہوں گے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا دروازہ بند کر دے اسے امان ہے، مصالحت کے ساتھ ساتھ اس قسم کی باتیں محال ہیں۔

رہا یہ کہنا کہ مکہ قوت سے فتح ہوتا تو یہ غانمین میں تقسیم کر دیا جاتا۔ یہ تو تب ہوتا کہ زمین غنائم میں شامل ہو، جیسے اللہ تعالیٰ کی خمس نکالنے کے بعد غانمین میں تقسیم فرما دے، حالانکہ جمہور صحابہؓ اور ان کے بعد ائمہؒ اس سے اختلاف رکھتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ زمین ان غنائم میں شامل نہیں جن کی تقسیم واجب ہو۔ خلفائے راشدینؓ کی سیرت بھی یہی تھی کیونکہ حضرت بلالؓ اور ان کے اصحابؓ نے جب نئی مفتوحہ زمین کی تقسیم کا مطالبہ کیا جو شام اور اس کے ارد گرد واقع ہے اور کہا کہ اس کا خمس لے لیا جائے، اور باقی کو (لشکر) پر تقسیم کر دیا جائے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ غیر مال ہے، ہاں میں اسے بطور فے کے روک رکھوں گا، تاکہ تمہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عام مسلمانوں کو فائدہ دے سکے۔ حضرت بلال رض اور ان کے اصحاب رض نے پھر تقسیم کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمر رض نے دعا کی۔ اے اللہ بلال رض اور ان کے اصحاب رض کو کفائت عطا کر۔ چنانچہ سال بھی نہ گزرا تھا کہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضرت عمر رض سے اتفاق کر لیا۔

اسی طرح جب مصر، عراق، فارس کا علاقہ اور تمام دیگر ممالک قوت سے فتح ہوئے ان میں سے خلفائے راشدین نے ایک گاؤں بھی تقسیم نہ فرمایا اور یہ بھی صحیح نہیں کہ انہوں نے خوشی سے قبول کر لیا اور ان کی رضا سے انہیں وقف قرار دیا کیونکہ صحابہ رض نے ان سے اس سلسلہ میں نزاع کیا اور حضرت عمر رض مسلسل انکار کرتے رہے اور یہ محض توفیق الٰہی سے ہوا، کیونکہ اگر زمین تقسیم ہو جاتی تو وراثت چل پڑتی اور چلتے چلتے۔ بستی اور شہر ایک عورت یا ایک چھوٹے بچے کے قبضہ میں رہ جاتا اور جنگ کرنا ان کے بس کی بات نہ ہوتی۔ اس میں سخت تر بن فساد اور ضرور ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہی خطرہ تھا اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کی تقسیم نہ کرنے کے سبب سے اور اسے وقف قرار دینے سے اہل اسلام کو اس بات کی توفیق بخشی کہ آخری مسلمان بھی جنگ کرنے پر اتر آئے اور اسلام اور اہل اسلام سے تعاون کرتے اور اس کے جھنڈے کی برکت ظاہر ہوئی۔ چنانچہ جمہور ائمہ رح نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ کی شرعی و فقہی نوعیت و حیثیت

رہا مکہ تو اسے تقسیم کر دینے کے سلسلے میں ایک اور مانع نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس صورت میں دوسرے علاقوں کی تقسیم واجب ہوتی تو بھی یہ تقسیم نہ ہوتا، کیونکہ یہ مملوکہ نہیں ہے یہ دار النسک (قربانیوں کا گھر) ہے اور مخلوق کی عبادت گاہ اور پروردگار کریم کا حرم ہے جسے اس نے یہاں کے باشندوں اور باہر والوں کے لیے حرم قرار دیا ہے۔ اس طرح یہ اللہ کی جانب سے مینے والوں پر وقف ہے۔ اس میں ہر شخص برابر کا حصہ دار ہے اور منیٰ موقوف ہے جو بھی سبقت کر کے پہنچ جائے۔ اسی طرح حرم، اس کے مشاعر مثلاً صفا، مروہ، منیٰ، عرفہ اور مزدلفہ کسی ایک آدمی کے ساتھ مختص نہیں بلکہ تمام لوگوں میں مشترک نہیں کیونکہ یہ ان کی قربانیوں اور عبادت کی جگہیں ہیں۔ اور اللہ کی جانب سے جائے عبادت اور وقف ہیں۔ اس نے اسے مخلوق کے لیے بنایا۔ اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں گرمی سے بچنے کے لیے خیمہ لگانے سے منع فرمایا اور فرمایا۔

منیٰ پر اس آدمی کی جائے وقوف ہے جو سبقت کرے اس لیے سلف و خلف کے جمہور ائمہ رحمہ اللہ نے یہی فرمایا ہے کہ مکہ کی اراضی کی خرید و فروخت اور وہاں کے مکانات کو کرایہ پر دینا جائز نہیں۔ اہل مکہ [illegible]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل مدینہ میں سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اور اہل عراق میں سے امام ابو حنیفہ رح سفیان ثوری رح۔ امام احمد بن حنبل رح اور اسحٰق رح بن راہویہ کا یہی مذہب ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے علقمہ رض بن نضلہ سے روایت کیا بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رض اور عمر رض کے عہد میں مکہ کی زمینوں کو سوائب کیا جاتا تھا۔ جو چاہتا ٹھہر جاتا اور جو مستغنی ہو جاتا وہ دوسرے کو ٹھہرا دیتا (کرایہ کے بغیر) نیز انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جس نے مکہ کے مکانات کا کرایہ کھایا وہ جہنم کی آگ کھاتا ہے (دار قطنی مرفوعاً)

نیز اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم قرار دیا۔ اس لیے اس کی زمینوں کو بیچنا اور اس کی قیمت کھانا حرام ہے۔ امام احمد رح فرماتے ہیں کہ ہمیں اسحٰق بن یوسف نے بتایا۔ انہیں عبدالملک نے بتایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح نے اہلِ مکہ کے امیر کو خط لکھا جس میں انہوں نے مکہ کے مکانات کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا۔

ایک دوسری دلیل

بیع و اجارہ کو جائز سمجھنے والے دلیل دیتے ہیں کہ کتاب اللہ سنتِ رسول اللہ اور آپ کے اصحاب رض اور خلفائے راشدین کا عمل جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم ——— یعنی "فقراء مہاجرین کے لیے کہ جن کو کہ نکالا گیا ان کے گھروں اور اموال سے"

نیز فرمایا والذين هاجروا واخرجوا من ديارهم "یعنی اور وہ جنہوں نے ہجرت کی اور نکالا گیا انہیں ان کے گھروں سے" یعنی ان میں مکانات کی اضافت اہل مکان کی طرف کی گئی۔

یہ اضافتِ تملیک ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب عرض کیا گیا کہ کل آپ کہاں اتریں گے؟ مکہ میں اپنے گھر کے اندر؟

آپ نے فرمایا "کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی جگہ رہنے دی ہے؟"

آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا یہاں کوئی گھر نہیں بلکہ اضافت کے ساتھ اقرار کرلیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بتایا عقیل اس کے مالک بن چکے ہیں۔ اور آپؐ نے ان سے اُسے چھینا نہیں۔ اور احادیث میں مکانات کی اضافت کئی مقامات پر آتی ہے، جیسے کہ ام ہانی کا گھر۔ حضرت خدیجہؓ کا گھر، ابو احمد بن جحش کا گھر وغیرہ۔ اور پھر یہ وارث بھی بنتے تھے، جیسے منقولہ جائداد کے وارث ہوتے ہیں اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر رہنے دیا؟ اور عقیل اپنے والد ابوطالب کے مکانات کے وارث بنے۔ لیکن علی وارث نہ ہوئے کیونکہ وہ مکان شرع تھا۔ اور حضرت علی مسلمان تھے۔ یہ اختلافِ دین کے باعث وارث نہ بن سکے۔ نیز صفوان بن امیہ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کے ہاتھ ایک مکان چار ہزار درہم میں بیچا اور اس کے اسے قید خانہ بنا لیا۔ پھر جب بیع اور میراث جائز ہے تو کرایہ پر اٹھانا بدرجہ اولیٰ جائز ہوا۔ لیکن ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ بیع اور نقلِ ملک جو رباع میں ہے وہ دراصل مکانات پر ہو سکتی ہے اور مکہ کی زمین پر نہیں ہو سکتی۔ اب اگر کہا جائے کہ کرایہ کو منع کیا اور نہ بیع کو ناجائز قرار دیا۔ کیا شریعت اور معہود شریف میں اس کی کوئی مثال ہے؟ کیا کہ اجارہ بیع سے وسیع تر ہے لیکن کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ بیع ممنوع ہو اور اجارہ جائز ہو جیسے وقف اور حرارت۔

اس کا جواب یہ ہوگا، بیع اور اجارہ ہر ایک مستقل عقد ہے جو دوسرے کے جواز ممانعت کو مستلزم نہیں بن سکتا۔ ان کے مواقع احکام بھی مختلف ہیں۔ بیع جائز ہے اس لیے کہ بائع نے ایک فعل کے ساتھ اسے یعنی مکان بنا کر مخصوص کر دیا ہے اور اجارہ منفعت میں شمار ہوگا اور یہ مشترک چیز ہے۔ اور جو بھی سبقت کر کے آجائے اسے معاوضہ دیئے بغیر وقوف کا حق پہنچتا ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے بیع کو جائز کہا اور اجارہ (کرایہ) کو ناجائز قرار دیا۔ اور اگر تم مثال کے [illegible] کی مثال مکاتب میں ملتی ہے کہ اس کے آقا کو اس مکاتب غلام کی بیع جائز ہے اور اب یہ نئے خریدار کے پاس مکاتب غلام ہوگا۔ ورثے کرایہ پر دینا جائز نہ ہوتا کیونکہ اس میں اس کے منافع باطل ہوتے ہیں۔ اور عقد کتابت کے بعد اس کی ملکیت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسبیہ پر زد پڑتی ہے۔

مزارعین مکہ پر خراج

اور جب مکہ قوت کے بل پر مفتوح ہوا تو کیا اس کے مزارعین پر خراج عائد کرنا جائز ہوگا جیسے کہ تمام دیگر اراضی عنوہ (قوت سے مفتوحہ) کا معاملہ ہے؟

اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ منصوص بات کے بغیر کوئی قول جائز نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ مزارع پر خراج نہ ہوگا۔ اگرچہ اسے قوت سے فتح کیا گیا۔ کیونکہ یہ زمین اس بات سے بلند و بالا ہے کہ اس پر خراج عاید کیا جائے۔ خراج دراصل زمین کا جزیہ ہوتا ہے اور یہ زمین پر عاید کیا جاتا ہے جیسے صاحب استطاعت اصحاب پر جزیہ عاید کیا جاتا ہے اور پروردگار کا حرم اس بات سے بلند و برتر ہے کہ اس پر جزیہ عائد کیا جائے اور فتح ہونے کے بعد مکہ کی زمین لوٹ کر دوبارہ امن والی حرم بن چکی ہے جس میں تمام اہل اسلام مشترک طور پر حصہ دار ہیں۔ کیونکہ یہ ان کی قربانیوں اور عبادات کی جگہ ہے اور اہل زمین کا قبلہ ہے۔

دوسرا قول اصحاب احمدؒ کا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے مزارع پر خراج عاید ہوگا جیسے دیگر علاقوں کے مزارعین پر عاید ہوتا ہے۔ حالانکہ امام احمدؒ کی نص کے خلاف اور غلط ہے۔ نیز یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے عمل کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے یہ آخری قول ناقابل التفات ہے۔

فتح کے دوسرے روز کے خطبہ میں علمی جواہر پارے

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکہ حرم ہے اور اسے لوگوں نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے۔ اس لیے اس کی تحریم شرعی قدیمی ہے۔ اس عالم کی پیدائش سے قبل ہی اس کی حرمت ہو چکی تھی۔ اس کے بعد اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس کا اظہار ہوا جیسے صحیح روایت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا:

اے اللہ تیرے خلیل ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم کہا اور میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔"

یہ روایت اس بات کی خبر دیتی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس کی حرمت کا اظہار ہوا جو کہ زمین و آسمان کی پیدائش سے قبل ہی مقدر ہو چکی تھی۔ اس لیے اہل اسلام میں سے کسی نے بھی اس کی حرمت کا انکار نہیں کیا۔ اگرچہ مدینہ کی حرمت میں قدرے نزاع کیا ہے، اور صائب رائے میں اس کی تحریم بھی ثابت ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس سے زیادہ احادیث مروی ہیں جن میں کسی طرح کا طعن نہیں۔

حرم میں کوئی خون مباح نہیں

نیز آپؐ نے فرمایا کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس تحریم کے باعث ایسا خون بہائے جو دوسری جگہ مباح ہو سکتا ہے یہاں اس مقام کی حرمت کے باعث احرام ہوگا جیسے یہاں پر درخت کاٹنا۔

گری پڑی چیز بھی نہ اٹھاؤ

لقطہ (گری پڑی چیز) کو اٹھانا حرام ہے اور یہ یہیں مخصوص ہے اور دوسری جگہ مباح ہے۔ اس کی کئی انواع ہیں۔ ایک وہ جو ابو شریحؓ عدوی نے بتایا ہے۔ اس وجہ سے وہ گروہ جو امام کی بیعت سے انکار کرتا ہے۔ اس سے جنگ ترک کی جائے گی۔ خصوصاً اس حالت میں جب اس کے پاس کوئی تاویل بھی جیسے اہل مکہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور حضرت ابن زبیرؓ کی بیعت کرلی۔ چنانچہ ان سے جنگ کرنا اور نص و اجماع سے اللہ کے حرم کو حلال کرنا جائز نہیں، ہاں البتہ ایک خبیث فاسق عمرو بن سعد اور اس کے گروہ نے اپنی رائے اور خواہش نفس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نص کی مخالفت کی اور کہنے لگا۔

حرم نافرمان کو نہیں بچاتا، چنانچہ اسے جواب دیا جاتا کہ اللہ کے عذاب سے نہیں بچاتا، اور اگر لوگوں کو خون بہانے سے بھی نہ بچائے تو حرم ہی نہ رہے گا اور اگر یہ پرندوں اور چوپاؤں کے لیے بھی حرم ہے تو آدمیوں کے لیے بدرجہ اولیٰ حرم ہی نہ رہے گا اور واقعہ یہ ہے کہ حرم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے لے کر عصاۃ کو بچا رہا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسلام نے بھی اسی کو قائم رکھا۔ باغی تقیس بن حبابہ اور ابن خطل اور ان کے ہمراہیوں کو نہیں بچایا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس ساعت میں یہ حرم نہ تھا۔ بلکہ حل بن چکا تھا جب ساعت حرب ختم ہو گئی تو وہی حرمت لوٹ آئی جو زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت تھی اور عرب بھی زمانہ جاہلیت میں اگر اپنے باپ یا بیٹے کے قاتل کو حرم میں دیکھتے تو کچھ نہ کہتے اور یہ چیز ان میں مخصوص طور پر پائی جاتی تھی جس سے یہ حرم ہو گیا۔ اس کے بعد جب اسلام آیا۔ اس نے اس کی تاکید کی اور اس مسئلہ کو اور زیادہ قوی کر دیا۔ امام احمد نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد خطابؓ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں حرم میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو دیکھ لوں تو اسے بالکل نہ چھیڑوں۔ یہاں تک کہ وہ یہاں سے نکل جائے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

اگر میں یہاں عمرؓ کے قاتل کو دیکھ لوں تو بھی اس سے تعرض نہ کروں۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اگر میں حرم میں اپنے والد کے قاتل کو دیکھ لوں تو بھی یہاں سے نکل جانے تک سے کچھ نہ کہوں۔

جمہور تابعین اور ان کے بعد کے علمائے کرام کا یہی قول ہے بلکہ کسی تابعیؒ یا صحابیؓ سے اس کے خلاف منقول نہیں۔ ابوحنیفہؒ اور اہل عراق امام احمد اور دیگر اہل حدیث کا مذہب بھی یہی ہے۔

امام مالکؒ اور امام شافعی کے اقوال

اور امام مالکؒ اور شافعی کا قول یہ ہے اس کی حرم میں بھی ویسے ہی گرفت کی جائے گی جیسے حل میں ہوتی ہے۔ ابن منذرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ رہا یہ قول کہ حرم نافرمان کو نہیں بچاتا۔ یہ عمرو بن سعید فاسق اور کلام جسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے طور پر پیش کرتا تھا اور یہ کہتا کہ حرم اسے نہیں بچاتا جو حرم کے اندر فساد کر کے حرم کی ہتک کرتا ہے کیونکہ وہ ایسی حرکت کا مرتکب ہوا۔ جس کی وجہ سے اس پر حد لازم ہو گئی ایسے حرم کی طرف پناہ لینے والا خواب دیکھتا ہے اور اللہ تعالٰی اس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولؐ اور صحابہؓ نے ان دونوں صورتوں میں کیا فرق کیا ہے؟ امام احمدؒ نے عبدالرزاق سے انہوں نے معمر سے انہیں ابن طاؤس سے انہیں اپنے والد سے انہیں حضرت ابن عباسؓ سے روایت پہنچی۔ فرمایا کہ جس نے حل میں چوری کی یا قتل کیا۔ پھر وہ حرم میں داخل ہو گیا تو نہ اس کے پاس بیٹھو اور نہ بات چیت کرو، حتیٰ کہ وہ وہاں سے نکل جائے۔ نکل جانے کے بعد اسے پکڑ کر اس پر حد قائم کی جائے گی۔ اور اگر اس نے حرم کے اندر چوری کی یا قتل کیا تو اس پر حرم ہی میں حد قائم کی جائے گی۔

اثرمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ جو حرم کے اندر کوئی جرم کرے اسے حرم ہی میں جرم کی سزا دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو حرم میں قتل کرے اسے (حرم میں) ہی قتل کر دیا جائے۔ فرمایا: وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ۔

حرم میں پناہ لینے کا مسئلہ اب پناہ لینے اور (حرم) میں ہتک کرنے والے میں فرق کئی وجوہ سے ہے، ایک یہ ہے کہ حرم میں جرم کرنے والا، اس کے اندر جرم کر کے حرم کی حرمت توڑنے کا مجرم ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے کہ جو حرم سے باہر جرم کرے اور پھر حرم میں پناہ لے لے کیونکہ وہ حرم کی عزت کرنے والا اور یہاں پناہ لے کر اس کا احترام کرنے والا ہوتا ہے۔ اس لیے ایک کا دوسرے پر قیاس کرنا باطل ہے۔

دوسرے یہ کہ مجرم کی حیثیت ایسی ہے کہ اس نے بادشاہ کے گھر میں اس کے حرم میں اور اس کے دستر خوان (کرم) پر جرم کیا ہے اور جو باہر جرم کر کے یہاں آکر پناہ چاہے اس کا معاملہ اس طرح ہے جیسے کہ ایک آدمی نے بادشاہ کی بساط وحرم سے جرم کیا اس کے بعد پناہ لینے کے لیے حرم میں داخل ہو گیا۔

تیسرے جرم میں جرم کرنے والا ایسا ہے جس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حرم اور بیت اللہ کی توہین کی، گویا وہ دوسرا جرم ہے۔ بخلاف دوسرے کے کہ اس کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھے یہ کہ اگر جرائم پیشہ لوگوں پر حرم میں سزا عائد نہ کی جائے تو اللہ کے حرم میں فساد ہو جائے گا اور ایک عظیم شر پیدا ہو جائے گا، کیونکہ دوسروں کی طرح اہل حرم بھی اپنی جان و مال اور عزت کو بچانا چاہتے ہیں اور اب اگر جرائم کے مرتکب پر حرم کے اندر ہی سزا عائد نہ کی جائے تو اللہ کے حدود معطل ہو کر رہ جائیں گے اور حرم اور اہلِ حرم کو ضرر عمومی پہنچے گا۔

حرم کے درخت نہ کاٹے جائیں

نیز آپؐ نے فرمایا کہ یہاں درخت نہ کاٹا جائے گا دوسرے الفاظ یہ ہیں کہ کانٹا بھی نہ توڑا جائے۔ اس میں اختلاف نہیں کہ خشکی کا وہ درخت جس کو آدمی خود کاشت نہ کرے یہاں وہ مراد ہے۔ البتہ جسے آدمی خود حرم میں کاشت کرے اس میں اختلاف ہے اور اس صورت میں تین اقوال ملتے ہیں۔

ایک تو احمدؒ کے مذہب میں یہ ہے کہ انسان کو اکھڑنے کی اجازت ہے اور اس پر کوئی ضمان نہ ہوگی۔ ابن عقیل اور ابی خطاب وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔

دوسرا قول اسے اکھیڑنے کا اختیار نہیں اور اگر اس نے ایسا کیا تو ہر حالت میں اس پر ضمان ہوگا۔ یہ امام شافعیؒ کا قول ہے۔ ابن بناء نے خصال ثالث میں اس کا ذکر کیا ہے۔

تیسرے جو حل میں اگایا جائے اور پھر حرم میں بو دیا جائے ان میں فرق ہے یا جو ابتداء ہی میں حرم کے اندر بو دیا جائے۔ چنانچہ پہلی صورت میں ضمان نہ ہوگا اور دوسری صورت میں اسے اکھاڑنے کی اجازت نہیں اور اس پر قطعاً ضمان لازم آئے گا۔ یہ قاضی کا قول ہے۔

ایک چوتھا قول بھی ہے۔ وہ یہ کہ بعض پودے آدمی اپنے مطلب کے اگاتا ہے اور کھجور وغیرہ اور بعض ایسے ہیں جو اس جنس کے نہیں ہوتے اور آدمی اسے کاشت نہیں کرتے۔ پہلی صورت میں ان کا اکھاڑنا جائز ہے اور اس میں ضمان نہیں۔ دوسری صورت اکھاڑنا جائز نہیں اور اس میں ضمان ادا کرنا ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز حدیث نے سبز اور خشک میں فرق نہیں کیا لیکن علمائے کرام نے خشک کے کاٹنے کو جائز قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہ خشک پودے مردے کے قائم مقام ہیں اور اس میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں۔

خود بخود درخت گر جائے تو انتفاع جائز ہے

نیز حدیث میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ جب درخت خود بخود اکھڑ جائے یا اس کی ایک شاخ ٹوٹ جائے اس سے استفادہ جائز ہے کہا جاتا ہے کہ امام احمدؒ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ جس نے ایسے شکار سے تشبیہ دی ہے، وہ اس کی لکڑی سے انتفاع نہیں کرتا اور فرمایا، میں نے نہیں سنا کہ کٹ جانے کے بعد اس نے اس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ اس کے علاوہ ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ غیر قاطع کو اس سے انتفاع جائز ہے کیونکہ یہ اس کے فعل کے بغیر کٹ گیا۔ اس لیے اسے انتفاع کا حق حاصل ہے، جیسے کہ آندھی سے اکھڑ جائے۔ پتے کاٹنے کی صحت کے بارے میں بھی صراحت موجود ہے۔ امام احمدؒ کا یہی مذہب ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اسے پتے لینے کا حق ہے۔ عطاؒ سے بھی یہی مروی ہے لیکن ظاہر نص اور قیاس کے اعتبار سے پہلی صورت زیادہ صحیح ہے کیونکہ درخت کے پتوں کی حیثیت درخت کے لیے ایسی ہی ہے جیسے پرندے کے لیے پر ہوتے ہیں۔ نیز پتے کاٹنا شاخوں کے خشک ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ ان کا لباس ہیں۔ اور ان کے تحفظ کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

حرم کی گھاس بھی نہ کاٹی جائے

آپؐ کا یہ فرمان کہ حرم کی گھاس وغیرہ بھی نہ کاٹی جائے اس میں کوئی اختلاف نہیں اور اس سے مراد وہ ہی پودے ہیں جو خودرو ہوں۔ وہ مراد نہیں ہیں جنہیں لوگ کاشت کریں۔ اور خشک بھی حدیث میں داخل نہ ہوں گے بلکہ یہ حکم مخصوص طور پر سبز پودوں کے متعلق ہے، اور مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ (خشک) گھاس چن لیتے تھے، اور اذخر، نص سے مستثنیٰ ہے اور اس کا استثناء ہی اس بات کی دلیل ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ حکم (اذخر) علاوہ باقی کے سب پر حاوی ہے۔
اگر کہا جائے کہ چرانے پر بھی عاید ہو گا یا نہیں ؟ اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ صحابی عاید نہ ہو گا۔ اس صورت میں چرانا جائز ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے دوسرا یہ کہ معنوی طور سے اس پر بھی عاید ہو گا۔ اگرچہ بظاہر الفاظ اس پر حاوی نہیں۔ لہٰذا چرانا ناجائز ہو گا۔ یہ امام احمدؒ کا مذہب ہے اور اصحاب احمدؒ کے دو قول ملتے ہیں۔ حرام قرار دینے والے کہتے ہیں کہ چوپائے کے سامنے پیش کرنے، اخلاء اور چوپائے کو اس پر چھوڑنے میں کہ اسے وہ چرے کیا فرق ہے ؟ اور جائز بتانے والے فرماتے ہیں کہ چونکہ ہدایا (قربانی کے جانور) کا طریق کار یہ بھی رہا ہے کہ وہ حرم میں داخل ہوتے اور کثرت کے ساتھ آیا کرتے۔ اور یہ بھی کسی سے منقول نہیں کہ ان کے منہ باندھ دیئے جاتے تھے۔ اس سے چرانے کا جواز نکلتا ہے۔ حرم بتانے والے اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ چرنے کے لیے جانور کو خود بھیجنے اور آئے ہوئے جانور کے خود بخود چرنے میں فرق ہے۔ بغیر اس بات کے کہ جانور کو اس پر مسلط کر دیا جائے اور اس پر یہ واجب نہیں کہ اس کا منہ باندھ دے، جیسے احرام کی حالت میں خوشبو کو سونگھنے سے بچنے کے لیے ناک کو بند کرنا واجب نہیں، اگرچہ قصداً خوشبو سونگھنا قطعاً جائز۔

حرم کے شکاری جانور نہ ستائے جائیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ حرم کے شکار کو پریشان نہ کرنا چاہیئے یہ اس بات کی صراحت ہے کہ قتل شکار اور اس کی گرفتاری کا کسی طریقہ سے بھی سبب بننا حرام ہے، حتیٰ کہ اسے اپنی جگہ سے بھگانا بھی نہیں چاہئے کیونکہ اس جگہ وہ ایک محترم حیوان ہے، اور وہ سبقت کر کے ایک جگہ حاصل کر چکا ہے اس لیے وہ اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حرم کا جانور اگر کسی جگہ سبقت کر کے پہنچ جائے تو اسے وہاں سے پریشان کر کے (بھگایا) نہ جائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرم کے اندر گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ حرم میں گری ہوئی چیز کو جاننے والے کے سوا کوئی نہ اٹھائے اور ایک جگہ یہ الفاظ ہیں کہ اس کے لقطہ کو اٹھانا تعارف کرانے والے کے سوا جائز نہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حرم کا لقطہ (گری پڑی چیز) کسی حال میں کسی کا مملوکہ نہیں اور اسے صرف اس کے مالک کو یا جاننے والے کو ہی اٹھانا چاہیئے نہ کہ مالک بننے کے لیے، ورنہ (حرم) سے تخصیص کا کچھ بھی فائدہ نہ رہے گا۔

البتہ اس میں اختلاف بھی ہے، امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ حل اور حرم کے لقطہ کا ایک ہی حکم ہے۔ احمدؒ اور شافعیؒ کے دو اقوال ور وایات میں سے ایک روایت اور قول یہی ہے اور ابن عمرؓ ابن عباسؓ اور عائشہؓ سے بھی یہی مروی ہے۔ دوسری روایت میں امام احمدؒ نے اور دوسرے قول میں امام شافعیؒ نے فرمایا۔ مالک بننے کے لیے لقطہ اٹھانا جائز نہیں، البتہ اس کی حفاظت کے لیے جائز ہے اور اگر اٹھالے تو دائمی طور پر مشہور کرتا رہے یہاں تک کہ اس کا مالک آجائے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی اور ابو عبیدہؒ کا یہی قول ہے اور حدیث بھی اس سلسلہ میں واضح ہے۔

قصاص یا دیت کا اختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان، کہ جس کا کوئی آدمی قتل ہو جائے اس کے لیے دو باتیں ہیں۔ یا تو (قاتل) کو قتل کر دیا جائے، یا دیت لے لے۔

اس حدیث سے اس بات کی دلیل نکلتی ہے کہ بہ صورت قتل عمد میں ہوگی اور قصاص ضروری طور پر متعین نہ ہوگا، بلکہ اسے دونوں میں سے ایک کا اختیار حاصل ہے۔ چاہے قصاص لے لے اور چاہے تو دیت لے لے۔

اگر کہا جائے کہ قاتل کے مرجانے کی صورت میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اس کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں دو قول مروی ہیں۔ ایک یہ کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساقط ہو جائے گی۔ ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے کیونکہ ان کے نزدیک قصاص واجب عین ہے اور باب اللہ کے فضل کے باعث قصاص لینے کا محل ہی ساقط ہو گیا۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ ایک مجرم غلام مر جائے تو جرم کی سزا غلام کے آقا کی طرف منتقل نہ ہو گی۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کے ترکہ سے دیت وصول کی جائے گی، کیونکہ (اس کے مرنے کی صورت) میں صرف قصاص لینا محال ہو گیا، لیکن دیت ساقط نہ ہو گی۔ یہ واجب رہے گی۔

اذخر گھاس مستثنیٰ ہے

خطبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اذخر کو مستثنیٰ کرنا، جب کہ حضرت عباسؓ نے سوال کیا "سوائے اذخر کے"۔

اس سے دو مسئلے نکلتے ہیں، ایک یہ کہ اذخر (ایک قسم کی گھاس) کا کٹنا مباح ہے۔

دوسرے یہ کہ استثناء میں یہ لازم نہیں کہ کلام کی ابتداء میں ہی اس کی نیت کر لی جائے اور نہ یہ ضروری ہے کہ کلام ختم کر کے چپ ہونے سے قبل (اس کا بھی تلفیظ کر دیا جائے) کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کلام سے قبل اذخر کے استثناء کی نیت کی ہوتی یا کلام مکمل کرنے سے قبل نیت کی ہوتی یا کلام مکمل کرنے سے قبل نیت کر لیتے تو حضرت عباسؓ کے سوال پر ان کے بتا دینے تک خاموش نہ رہتے کہ اذخر ان کے گھروں اور غلاموں کے لیے ضروری ہے۔

کتابت حدیث کی اجازت

اس واقعہ میں ایک صحابی ابو شاہ کا قصہ بھی ہے ابو شاہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ مبارک لکھ دو آپ نے فرمایا کہ ابو شاہ کو لکھ دو۔ آپ کی مراد اپنے خطبے سے تھی۔ یہ فرمان علم کے لکھنے اور حدیث کی کتابت کی نہی منسوخ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ (ابتداء میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جس نے مجھ سے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو، وہ اسے مٹا دے۔

اسلام کی ابتداء میں یہ حکم اس لیے دیا گیا تھا تاکہ وحی متلو کا وحی غیر متلو سے اختلاط نہ ہو جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد پھر آپؐ نے حدیث کی کتابت کی اجازت دے دی۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ وہ حدیث لکھا کرتے تھے۔ اور ان کی تحریروں کے مجموعہ کا نام "صادقہ" تھا۔ حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اس مجموعہ احادیث کو روایت کیا۔ اور یہ مرویات تمام ذخیرہ احادیث سے زیادہ صحیح ہیں۔ بعض ائمہ حدیثؒ اس مجموعہ کو اس درجہ میں تسلیم کرتے ہیں جس درجہ میں وہ روایات تسلیم کی جاتی ہیں جو ایوبؒ نے نافعؒ سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیں۔ نیز ائمہ اربعہ وغیرہ ہم نے بھی ان سے استدلال کیا ہے۔

تصاویر کے سامنے نماز نہ پڑھنی چاہیئے

اس میں یہ واقعہ بھی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے وہاں نماز پڑھی اور جب تک تصاویر کو مٹا نہ دیا گیا تب تک داخل نہ ہوئے۔ اس سنت کی رو سے ایسے مکان میں نماز کے مکروہ ہونے کا ثبوت ہے جس میں تصاویر ہوں اور حمام میں نماز ادا کرنے سے (تصاویر) والے مکان میں نماز ادا کرنا زیادہ مکروہ ہے کیونکہ حمام میں نماز پڑھنے کی کراہت نجاست کے خیال سے ہے یا اس وجہ سے ہے کہ حمام شیطان کا گھر ہوتا ہے اور وہ صحیح ہے۔ رہا تصاویر کا کمرہ تو اس میں شرک کا گمان ہوتا ہے اور زیادہ تر اقوام میں تصاویر اور قبروں کے واسطے سے شرک آیا ہے۔

آپؐ نے سیاہ عمامہ بھی باندھا

اس واقعہ میں یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا اس سے گاہے گاہے سیاہ عمامہ باندھ لینے کا جواز بھی نکلتا ہے اسی وجہ سے خلفائے بنو عباس نے سیاہ پوشی کو اپنا اور اپنے گورنروں قاضیوں اور خطباء کا سرکاری شعار قرار دیا، البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل اس قسم کا لباس زیب تن نہیں فرمایا اور نہ عیدین۔ جمعہ اور عام اجتماعات کے موقع پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ کا یہ شعار تھا بلکہ فتح مکہ کے روز صحابہؓ کے سوا صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اتفاقی طور پر سیاہ عمامہ باندھ لیا اس روز آپؐ کا تمام لباس سیاہ نہ تھا بلکہ آپؐ کا جھنڈا بھی سفید تھا۔

متعہ کے بارے میں فیصلہ نیز اس غزوہ میں عورتوں سے متعہ کرنا بھی مباح تھا لیکن اس کے بعد مکہ سے نکلنے سے پیشتر ہی حرام کر دیا گیا۔ متعہ کے حرام ہونے کے وقت میں البتہ اختلاف ہے۔ اور اس کے متعلق چار اقوال ملتے ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ خیبر کے دن حرام ہوا۔ یہ قول بھی علمائے کرام کے ایک گروہ کا ہے جس میں شافعیؒ وغیرہ شامل ہیں۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فتح مکہ کے سال حرام ہوا۔ یہ ابن عیینہؒ اور علمائے کرام کی ایک جماعت کا خیال ہے۔

۳۔ تیسرا قول حنین کے سال کے متعلق ہے۔ درحقیقت یہ قول ثانی ہی ہے کیونکہ فتح مکہ کے فوراً بعد غزوہ حنین واقع ہوا۔

۴۔ چوتھا قول حج کے الوداع کے سال سے متعلق ہے۔ اور یہ قول بعض رواۃ کا وہم ہے۔

ان میں صحیح قول یہ ہے کہ متعہ فتح کے سال حرام کیا گیا۔

صحیح مسلمؒ سے ثابت ہے کہ صحابہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ فتح مکہ کے سال آپؐ کی اجازت سے متعہ کیا۔ اگر یہ کام خیبر کے دن میں حرام کر دیا گیا ہوتا تو دو مرتبہ اس کا منسوخ ہونا لازم آئے گا اور شریعت میں اس کی مثال قطعاً نہیں ملتی۔

نیز خیبر کے دن فوج کے ساتھ مسلمان عورتیں نہ تھیں، بلکہ یہودی عورتیں موجود تھیں اور اس زمانہ میں ابھی تک اہل کتاب عورتوں کی اباحت کا حکم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل نہ ہوا تھا بلکہ یہ اس واقعہ کے بعد سورہ مائدہ میں مباح قرار دی گئیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنات من المومنات، والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم۔

اہل کتاب کی عورتیں کب حلال ہوئیں

اسی طرح اس خیبر کے روز اہل کتاب کی عورتیں حلال ہی نہ تھیں اور نہ فتح سے قبل سے مسلمانوں کو دشمنوں کی عورتوں سے کچھ دلچسپی اور رغبت تھی۔ البتہ فتح کے بعد ان میں سے بعض گرفتار ہو گئیں اور مسلمانوں کی لونڈیاں قرار دے دی گئیں۔ اور یہ مسئلہ حضرت عمرؓ کے زمانہ تک غیر معروف تھا۔ اس وقت اس کی شہرت ہوئی تو نزاع واقع ہو گیا۔ (اور نزاع ہونے نیز اس مسئلہ کے متعلق تمام روایات سامنے آجانے کی وجہ سے) اس کی حرمت (حرام ہونا) ظاہر ہو گئی۔

مسلمان عورت کافر کو امان دے سکتی ہے

فتح کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمہ عورت کو بھی ایک یا دو مردوں کو امان دے دینا جائز ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانیؓ کے امان دینے پر ان کے امان کی توثیق فرما دی۔

نیز اس سے مرتد کے قتل کا جواز بھی ملتا ہے جس کا ارتداد توبہ نہ کرکے شدید صورت اختیار کر گیا ہو۔ کیونکہ عبداللہ بن سعید بن ابی سرح نے اسلام قبول کرکے ہجرت بھی کی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی لکھا کرتا تھا پھر مرتد ہو گیا اور مکہ میں کفار سے جا ملا۔ جب فتح مکہ کا دن آیا تو حضرت عثمانؓ بن عفان اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تاکہ بیعت کرا دیں آپ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے دیر تک ہاتھ روکے رکھا۔ پھر بیعت لی اور فرمایا:
میں نے اس لیے ہاتھ روک رکھا تھا کہ تم میں سے کوئی اٹھے اور اس کی گردن مار دے۔
ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول۔ آپؐ نے میری طرف اشارہ کیوں نہ کر دیا؟
آپ نے فرمایا کہ نبی کو مناسب نہیں کہ اس کی آنکھیں خیانت کرنے والی ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ حنین

مسلمانوں کی شکست اور فتح کا راز

آں حضرتؐ کی استقامت

یہ مکہ اور طائف کے درمیان دو جگہیں ہیں۔ اس جگہ کے نام پر اس غزوہ کا نام پڑ گیا۔ اس کا غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ (بنو ہوازن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جنگ کرنے کے لئے آئے تھے۔

ابن اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ جب ہوازن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور فتح مکہ کی خبر سنی تو وہ مالک بن عوف نصری سے جا ملے۔ اور ہوازن کے علاوہ بنو ثقیف بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ نیز مضر، جشم کے تمام افراد اور سعد بن بکر بھی ان سے مل گئے اور مالک بن عوف نصری کو لوگوں کے مشورہ سے حکم بنا دیا گیا۔ جب یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آئے تو مردوں کے ساتھ اپنے اموال، عورتوں اور بچوں کو بھی لے آئے۔ جب اوطاس میں اترے تو لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ان میں درید بن صمۃ بھی تھا۔ اترنے کے بعد پوچھا کہ تم کس وادی میں ہو؟ جواب ملا اوطاس میں! کہنے لگا۔

میں اونٹوں کی بلبلاہٹ۔ گدھوں کی آواز۔ بچوں کی چیخ پکار اور بکریوں کی منمناہٹ (ہر چیز) سن رہا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا کہ مالک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو ان کی عورتوں۔ اموال اور بچوں کے ہمراہ لایا۔ اس نے پوچھا مالک کہاں ہے؟

جواب ملا، یہ ہے مالک! اور اسے بلا لیا گیا۔

اس نے کہا مالک آج تو اپنی قوم کا سردار بن چکا ہے۔ کیا بات ہے کہ اونٹوں کی بلبلاہٹ گدھوں کی آواز۔ بچوں کی چیخ پکار اور بکریوں کی منمناہٹ سن رہا ہوں؟

اس نے کہا میں نے ان کے ساتھ ان کی عورتوں بچوں اور اموال کو لے کر آیا ہوں۔

اس نے پوچھا، کیوں؟

اس نے کہا میں نے چاہا کہ ہر آدمی کے پیچھے اس کے اہل و عیال اور مال کو بٹھادوں تاکہ اس کی حفاظت کے خیال سے (خوب جوش) سے لڑے۔

اس نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم تو بھیڑوں کا چرواہا ہی نکلا۔ کیا شکست کھانے والے کو کوئی چیز روک سکتی ہے؟ (یاد رکھ) تجھے صرف تلوار اور نیزے سے مسلح سپاہی ہی فائدہ دے سکتا ہے۔ اور اگر تجھے شکست ہو گئی۔ تو تو اپنے اہل و عیال اور مال کی جانب سے بھی رسوا ہو گا۔

درید بن صمہ کی جنگی ہدایتیں اس کے بعد درید بن صمہ نے اسے جنگی نصیحتیں کیں اور اہل و عیال کو واپس کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن مالک نے اس کے تمام مشورے رد کر دیئے۔ اور لوگوں سے کہا کہ جب تم انہیں (مسلمانوں کو) دیکھو تو تلواروں کی نیامیں توڑ دو اور فرد واحد کی طرح پورے اتحاد سے سخت ترین حملہ کرو۔

نیز اس نے اپنے چند مخبر بھیجے وہ واپس آئے تو اس حال میں کہ ان کے اوسان خطا ہو چکے تھے۔

اس نے پوچھا تمہارا ناس ہو" تمہاری کیا حالت ہے؟

وہ کہنے لگے کہ ہم نے سفید لباس میں ملبوس آدمیوں کو گھوڑوں پر دیکھا ہے اللہ کی قسم ہم ٹھیر نہ سکے حتیٰ کہ جو تو دیکھ رہا ہے۔ ہماری یہ حالت ہو گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو بھیجا اور انہیں لوگوں میں داخل ہو جانے کا حکم دیا، وہ ان میں داخل ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے متعلق جو کچھ انہوں نے تیاری کر رکھی تھی۔ تمام احوال سنے اور مالک سے بھی (تمام باتیں) سنیں اور ہوازن کے ارادے معلوم کر کے واپس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات کی خبر دی۔

اس کے بعد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہوازن کی طرف سفر کیا تو آپ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہیں اور ہتھیار ہیں۔ آپ نے اس کے پاس پیغام بھیجا۔ وہ اس زمانہ میں مشرک تھا۔

مشرک سے مدد لی جا سکتی ہے

آپ نے فرمایا اے ابو امیہ ہمیں اپنے ہتھیار مستعار دو۔ کل ہم ان سے اپنے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔

صفوان بولا، اے محمد، غصب کرنا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا، نہیں مستعار لے رہا ہوں۔ اور واپس دینے کی ضمانت لیتا ہوں۔

وہ کہنے لگا۔ اچھا پھر کوئی ہرج نہیں۔ اس نے آپ کی خدمت میں ایک سو زرہیں پیش کیں اور ساتھ ہی بقدر کفایت، ہتھیار بھی مہیا کیے۔ نیز خیال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سواریوں کے متعلق بھی فرمایا۔ اس کی تعمیل بھی کی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ آپ کے ہمراہ اہل مکہ کے دو ہزار اور مدینہ سے آنے والے دس ہزار مسلمان تھے جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح کرایا۔ مسلمانوں کی کل تعداد بارہ ہزار ہو گئی۔ آپ نے عتاب بن اسید کو مکہ پر سردار بنا دیا۔ پھر ہوازن سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلے۔ ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ سے انہیں عبدالرحمٰن بن جابر سے انھیں اپنے والد جابر بن عبداللہ سے روایت ملی کہ فرمایا کہ جب ہم وادی حنین میں آئے تو ہم حلوط

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان ایک وادی میں اُترے۔ اور ہم اُتر رہے تھے کہ (دشمن) کی قوم نے وادی پر ہم سے پہلے قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ وہ لوگ غاروں۔ اطراف اور تنگ مقامات پر چھپ گئے اور حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار اور مستعد ہو گئے۔ اللہ کی قسم ہمیں خیال بھی نہ تھا کہ ہم چار طرف سے فوج میں گھر گئے ہیں۔ انھوں نے اتحاد کے ساتھ حملہ کیا۔ اور ہم لوگ واپس بھاگ کھڑے ہوئے کوئی ایک دوسرے کی طرف نہ جاتا۔

بھاگنے والوں کو رسولؐ کا بلاوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب ہٹ گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اے لوگو! کہاں جا رہے ہو؟ میری طرف آؤ۔ میں اللہ کا رسول ہوں میں محمد بن عبداللہ ہوں۔

اور حالت یہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہاجرین اور اہل بیت میں سے چند آدمی باقی رہ گئے تھے۔ مہاجرین میں سے آپ کے ساتھ جو رہ گیا۔ ان میں سے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے۔ اور اہل بیت میں سے حضرت علیؓ۔ عباسؓ۔ ابوسفیانؓ بن حرث۔ ان کا بیٹا فضل بن عباس ربیعہؓ بن حرث۔ اسامہؓ بن زید اور ایمن بن ام ایمنؓ تھے۔ یہ موخر الذکر اسی دن شہید ہو گئے تھے۔ راوی نے بتایا کہ ہوازن میں سے اس روز ایک آدمی جو بنو ہوازن کے آگے آگے ایک سرخ اونٹ پر سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا اور ایک لمبا نیزہ اس کے سر سے (اوپر نکل) رہا تھا اور ہوازن اس کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ جب اسے نیزہ لگا اور لوگوں نے اسے نہ پایا، تو اس کے پیچھے والے نے نیزہ اٹھا لیا۔ وہ اس کے پیچھے لگ گئے۔ اسی حالت میں حضرت علیؓ بن ابی طالب اور ایک انصاریؓ نے اس پر حملہ کر دیا اور کام تمام کر دیا۔

ایک دشمن رسولؐ کی کہانی

اور بتایا، اللہ کی قسم ان کی شکست کے بعد لوگوں کی ابھی واپسی بھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے گرفتار شدگان موجود تھے۔ ابن سعد نے شیبہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عثمان حجی سے نقل کیا کہ فتح کے سال جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو میں بھی قریش کے ہمراہ حنین میں بنو ہوازن کے مقابلہ میں گیا اس خیال سے کہ شاید مجھے کوئی موقع مل جائے اور میں محمدؐ سے کچھ بدلہ لے سکوں، بلکہ تمام قریش کی جانب سے میں ہی بدلہ لے لوں۔ اور میں کہہ رہا تھا کہ (نعوذ باللہ) اگر تمام عرب اور عجم نے بھی محمدؐ کی بیعت کر لی تو بھی میں اس کا اتباع نہ کروں گا۔

اور جب میں نکلا تو میرا یہ ارادہ پختہ تر ہی ہو رہا تھا چنانچہ جب (میدان حرب) میں لوگوں کا اختلاط ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر سے نیچے اتر آئے۔ میں نے تلوار سونتی اور آپؐ کے قریب ہو گیا۔ اور میں نے جو ارادہ کرنا تھا کر لیا۔ میں نے تلوار اٹھا بھی لی تھی اور میں سمجھ رہا تھا کہ اب یہ خاص انہیں پہ جا رہی ہے کہ اچانک آگ کا ایک شعلہ میرے سامنے بلند ہوا جیسے بجلی ہو اور وہ مجھے بھسم کر کے رکھ دینا چاہتا ہو۔ میں نے ڈر کر اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کی۔ آپؐ نے مجھے آواز دی اے شیب! میرے نزدیک ہو۔ میں آپؐ کے قریب ہو گیا۔ آپؐ نے میرے سینہ پر (ہاتھ) پھیرا اور دعا فرمائی، اے اللہ اسے شیطان سے بچا (شیب) کہتا ہے کہ اس وقت آپؐ مجھے اپنے کان بصارت اور جان سے زیادہ محبوب بن چکے تھے اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے (برا خیال) دور کر دیا۔

جان کے دشمن سے آپؐ کا خطاب

پھر آپؐ نے فرمایا، قریب ہو جا اور جہاد کر۔ پھر میں آپؐ سے آگے آگے بڑھا اور تلوار مارنے لگا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں چاہتا تھا کہ میں آپؐ کو اپنی ہر چیز کے عوض میں بچا کر رکھوں۔ اور اس وقت اگر میں اپنے باپ کو مقابلے پر دیکھتا اگر وہ زندہ ہوتا تو اس پر بھی تلوار چلا دیتا۔ چنانچہ میں آپؐ کے ہمراہ رہنے والوں کے ساتھ ہی رہا یہاں تک کہ مسلمان واپس ہوئے اور لوٹ کر دوبارہ فرد واحد جیسے اتحاد کے ساتھ حملہ کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خچر پیش کیا گیا۔ آخر کار آپؐ اپنے خاص لشکر میں تشریف لائے اور اپنے خیمے میں داخل ہو گئے۔ میں بھی آپؐ کے بعد داخل ہو گیا اور میرے سوا کوئی داخل نہ ہوا۔ میں آپؐ کے چہرہ انور کی زیارت کرنے اور شدت فرحت کے باعث اندر گیا۔

آپؐ نے فرمایا، اے شیبہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ اس سے بہتر ارادہ فرمایا، جو تو نے اپنے لئے ارادہ کیا، پھر آپؐ نے مجھے میرے تمام مضمر ارادے بتا دیئے۔

میں نے عرض کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا، میرے لئے بخشش کی دعا کیجئے۔

آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے بخشے۔

ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ مجھے زہریؒ نے بتایا انھیں کثیر بن عباس سے انھیں اپنے والد عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت ملی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ اور آپؐ کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا، اور میں ایک موٹا جسم اور بلند آواز والا آدمی تھا۔

(حضرت عباسؓ) بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب آپؐ نے لوگوں کو (بھاگتے) دیکھا، اے لوگو، کہاں جاتے ہو؟

(حضرت عباسؓ) بتاتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ لوگ کسی چیز کی طرف دھیان نہیں دے رہے۔

آپؐ نے فرمایا: اے عباس زور سے آواز دو، اے انصار کی جماعت، اے اصحاب سمرہ چنانچہ اس پر سب نے لبیک لبیک (میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں) کی صورت میں جواب دیا۔ جب ایک سو آدمی جمع ہو گئے تو انہوں نے دشمن کی طرف منہ کیا اور قتال کیا، چنانچہ پہلی آواز یہ تھی، اے انصار پھر فرمایا اے خزرج۔ اور یہ لوگ لڑائی کے موقع پر ڈٹ کر مقابلہ کرتے تھے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب میدان کارزار گرم ہوگیا۔

اور فرمایا:

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہوں

آں حضرتؐ کا ایک معجزہ

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں اٹھائیں، انھیں کفار کے چہروں پر مارا اور فرمایا محمد کے پروردگار کی قسم (کفار) شکست کھا گئے۔

آپؐ نے یہ کنکر مارے ہی تھے کہ میں ان کی طرف دور تک دیکھ رہا تھا کہ (کفار) شکست کھا کر واپس بھاگنے لگے۔ روایت کا ایک لفظ یہ بھی ہے کہ آپ خچر سے اُتر آئے اور زمین پر سے مٹی کی ایک مٹھی اٹھائی۔ پھر (کفار) کے چہروں پر دے ماری چنانچہ ان میں سے اللہ نے کوئی انسان بھی ایسا پیدا نہ کیا تھا کہ جس کی آنکھوں میں اس مٹھی کی مٹی نہ پڑ گئی ہو۔ چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر واپس بھاگ اُٹھے اور مالک بن عوف بھاگ کر بنو ثقیف کے قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ یہ تمام چیزیں جمع کی گئیں اور جعرانہ کے مقام پر رکھ دی گئیں۔ اس دن چھ ہزار پارچے، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زیادہ بھیڑ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ لگی۔

نومسلموں کے ساتھ خاص رعایت اور سلوک

پھر آپؐ نے مالِ غنیمت کو تقسیم کرنا شروع فرمایا اور عام مسلمانوں سے قبل مؤلفۃ القلوب کو عطا فرمایا۔ چنانچہ آپؐ نے ابو سفیانؓ کو چالیس اوقیہ چاندی اور ایک سو اونٹ مرحمت فرمائے۔

(ابو سفیان) کہنے لگے، میرا بیٹا یزید ہے، آپؐ نے فرمایا اسے بھی چالیس اوقیہ چاندی اور ایک سو اونٹ دیجئے۔

پھر کہنے لگا، میرا بیٹا معاویہؓ ہے۔ آپؐ نے فرمایا، اسے بھی چالیس اوقیہ چاندی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک سو اونٹ دو۔

نیز آپؐ نے حکیم بن حزام کو ایک سو اونٹ عطا فرمایا۔ انھوں نے دوبارہ درخواست کی۔ آپؐ نے ایک سو اور عطا فرمایا۔

نیز آپؐ نے نضر بن حرث بن کلدہ کو ایک سو اونٹ عطا کیے۔

نیز علاء بن حارثہ ثقفی کو پچاس اونٹ عطا فرمائے۔

اسی طرح راوی نے سو اور پچاس والے اصحاب کا ذکر کیا ہے اور (بتایا) ہے کہ آپؐ نے عباس بن مرداس کو چالیس اونٹ مرحمت کیے۔ انھوں نے اس کے متعلق ایک (تعریفی) شعر عرض کر دیا۔ آپؐ نے سو پورے کر دیئے۔

اس کے بعد آپؐ نے حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ غنائم اور لوگوں کو سامنے لایا جائے۔ اس کے بعد تمام لوگوں پر وہ مال تقسیم ہوا، تو چار چار اونٹ اور چالیس چالیس بکریاں ہر آدمی کے [illegible]ریں آئیں اور جو سوار تھے انہیں بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں ملیں۔

ابن اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بتایا انہیں محمود بن لبید نے انہیں حضرت ابو سعیدؓ خدری سے روایت ملی۔ انھوں نے فرمایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بڑے بڑے عطایا قریش میں اور قبائل عرب میں تقسیم فرمائے۔ اور انصارؓ کو ان میں سے کچھ بھی نہ ملا تو انصار کے ایک قبیلہ کے دل میں کچھ خیال سا گذرا، حتیٰ کہ کثرت سے باتیں ہونے لگیں، یہاں تک کہ ایک آدمی نے یہ بھی کہہ دیا کہ:

اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کا خیال کرتے ہیں۔

حضرت سعدؓ بن عبادہ آپؐ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول، انصار کا یہ قبیلہ آپؐ کے متعلق اپنے دل میں کچھ (غلط) باتیں رکھتا ہے، جب کہ آپؐ نے اس غنیمت کا بڑا حصہ اپنی ہی قوم میں تقسیم کیا اور آپؐ نے قبائل عرب کو بڑے بڑے عطایا مرحمت فرمائے ہیں۔ لیکن انصار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اس قبیلہ کو کچھ نہیں ملا۔
آپؐ نے فرمایا، اے سعدؓ تم اس بات کے ہوتے ہوئے کہاں ہو؟ انھوں نے جواب دیا، اے اللہ کے رسولؐ میں اپنی قوم ہی میں ہوں۔
آپؐ نے فرمایا، اپنی قوم کو یہاں بلا کر لاؤ۔
فرمایا کہ مہاجرین میں سے کچھ لوگ آئے۔ آپؐ نے انہیں چھوڑ دیا۔ پھر دوسرے آئے، انہیں لوٹا دیا۔ جب تمام انصار جمع ہو گئے۔ سعدؓ آئے اور عرض کیا (اے رسول اللہ) انصار کا یہ قبیلہ آپؐ کے حکم پر جمع ہو گیا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا:

جماعت انصار سے رسول اللہؐ کا خطاب

اے انصار کی جماعت، مجھے تمہاری ایک بات پہنچی ہے کہ تمہارے قلوب میں وہ چیز کھٹکتی ہے، کیا تم گمراہ نہ تھے، پھر اللہ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت دی اور کیا تم مفلس نہ تھے مگر اللہ نے میری وجہ سے تمہیں غنا عطا کیا؟ کیا تم آپس میں دشمن نہ تھے۔ پھر اللہ نے (میری وجہ سے) تمہارے دلوں میں محبت بھر دی؟
انھوں نے جواب دیا، اللہ اور اس کے رسول کا بہت بڑا احسان اور فضل ہے
پھر فرمایا، اے انصار کی جماعت تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟
انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم کیا جواب دیں؟ اللہ اور اس کے رسول کا ہی احسان اور فضل ہے۔
آپؐ نے فرمایا، اللہ کی قسم اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو اور تم سچ کہو گے اور میں تمہاری تصدیق کروں گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے پاس آیا۔ جب (قریش نے) تیری تکذیب کی تھی۔ اور ہم نے تیری تصدیق کی تو کمزور تھا۔ ہم نے تیری مدد کی۔ تجھے وطن سے نکال دیا گیا۔ ہم نے تجھے پناہ دی تو مفلس آیا تھا ہم نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری مواسات کی۔

کیا تمہارے دلوں میں دنیا کی محبت ہے؟ میں نے اس (مالِ غنیمت) سے ایک قوم کا دل رکھا ہے تاکہ وہ اسلام میں پختہ ہو جائے اور تمہیں تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔

اے انصار کی جماعت کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم اپنے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کو لے جاؤ؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو کچھ تم لے کر جا رہے ہو، وہ اس سے بہتر ہے کہ جسے وہ لے کر جا رہے ہیں۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں ایک آدمی ہوتا۔ اور اگر لوگ ایک علاقہ اور وادی میں چلیں اور انصار دوسرے علاقے اور وادی میں چلیں تو میں انصار کے علاقے اور ان کی وادی میں چلوں گا۔ انصار شعار (اصل) ہیں اور لوگ دثار (بڑی چادر) ہیں، اے اللہ انصار رضی اللہ عنہم پر، انصار کے بیٹوں پر اور انصار رضی اللہ عنہم کے پوتوں پر رحم فرما۔

راوی بتاتے ہیں کہ انصار رو پڑے۔ حتیٰ کہ ان کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں اور کہنے لگے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر راضی ہو گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور لوگ بھی منتشر ہو گئے۔

رضاعی بہن سے آپ ﷺ کا حسن سلوک

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ہمشیرہ شیماء بنت حرث بن عبدالعزیٰ حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول، میں آپ ﷺ کی رضاعی بہن ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس کا ثبوت؟

انھوں نے عرض کیا، میں آپ ﷺ کو اٹھائے ہوئی تھی کہ آپ ﷺ نے میری پیٹھ میں کاٹا تھا یہ ہے وہ نشان۔

راوی کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علامت سے پہچان لیا اور ان کے لیے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی چادر بچھا دی اس پر بٹھایا اور آپؐ نے ان پر احسان فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو اکرام و احترام سے رہو گی۔ اور اگر اپنی قوم کی طرف جانا چاہو تو بھی میں عطا کروں گا۔ انھوں نے عرض کیا آپؐ انعام دیجئے اور مجھے اپنی قوم کی طرف لوٹا دیجئے۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔

دشمن کے تمام جنگی قیدیوں کو آپؐ نے رہا کر دیا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو ہوازن کا ایک وفد آیا۔

یہ چودہ آدمی تھے۔ اور زہیر بن سرد ان کا سردار تھا۔ نیز ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی چچا ابو برقان تھے۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غلاموں اور اموال کی درخواست کی (نیز) انھوں نے اپنے گرفتار شدگان کی واپسی کی درخواست کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی اور تمام قیدی واپس کر دیئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ حنین سے متعلق

مسائل فقہیہ اور نکتہ ہائے حکمت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ساتھ وعدہ کیا۔ اور وہ سچے وعدے والا ہے کہ جب آپؐ نے مکہ فتح کیا تو آپؐ کے دین میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہوگئے۔ اور تمام عرب نے آپؐ کی اطاعت کرلی۔ جب یہ فتح مبین مکمل ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی حکمت سے بنو ہوازن اور ان کے اتباع کے دل اسلام لانے سے رک گئے اور انہوں نے قوم کو جمع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام کے خلاف جنگ پر آمادہ ہوگئے تاکہ اللہ کا امر ظاہر ہوجائے اور اس کے رسول اور اس کے دین کی عزت وحرمت ظاہر ہوجائے تاکہ ان کے غنائم اہل فتح کے لئے شکرانہ کے طور پر بن جائیں۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسولؐ اور اپنے بندوں کو غالب کردے۔ اور اس عظیم شوکت کے باعث کہ اس سے قبل اہل اسلام کو کبھی بھی ایسی عظمت حاصل نہ ہوئی (کفار پر) غالب کردے تاکہ اس کے بعد کوئی عرب ان کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کرسکے۔

اس کے علاوہ بھی کئی حکمتیں تھیں جو غور کرنے والوں کے سامنے آسکتی ہیں۔ اور فکر کرنے والوں کو معلوم ہوسکتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت، بالغہ کا تقاضا یہ ہوا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ دشمنوں کی کثرتِ تعداد اور عظمتِ شان و شوکت کے باوجود انہیں شکست اور ہزیمت کا مزہ چکھائے تاکہ فتح کے باعث جو سر اٹھے وہ جھک جائے اور اللہ کے شہر اور حرم میں اس طرح داخل نہ ہوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فاتحانہ طور پر (لیکن پھر) اپنے کو نیچے رکھے۔ گھوڑے پر اس قدر جھکے تھے کہ آپؐ کی ٹھوڑی پروردگار کے سامنے عجز اور اس کی عظمت کے سامنے انکساری اور اس کی عزت کے سامنے خضوع کرتے ہوئے کاٹھی سے لگ رہی تھی۔

اور اللہ نے اپنا شہر اور حرم اپنے نبی کے لئے حلال کیا۔ آپؐ کے بعد اور آپؐ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

نیز اس میں یہ بھی حکمت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے عساکر کو مکہ کے غنائم سے منع کر دیا انہوں نے یہاں کسی قسم کا کوئی سونا چاندی۔ مال و متاع۔ قیدی اور زمین وغیرہ حاصل نہ کی۔ جیسے ابوداؤد نے وہب بن منبہ سے روایت فرمایا کہ میں نے حضرت جابرؓ سے دریافت کیا کیا فتح مکہ کے دن آپؐ لوگوں کو کچھ مالِ غنیمت ملا۔ وہ کہنے لگے، نہیں، بلکہ (صحابہؓ) نے اس شہر کو گھوڑوں اور سواروں سے فتح کیا تھا اور ان کی تعداد دس ہزار تھی اور انہیں ان ضروریات کی حاجت بھی تھی جو اسباب قوت کی طرح ایک لشکر کو درپیش ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں کو جنگ کی تحریک دی۔ اور ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اپنے اموال، چوپائے بکریاں اور ساتھ ہی عورتوں کو بھی لے کر آئیں تاکہ اللہ کے لشکر کی ضیافت اور کرامت ہو جائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی تقدیر پوری ہو کر رہے کہ اس نے انہیں فتح عطا کی اور نصرت کے مبادی ظاہر فرما دیئے تاکہ اللہ اس کام کو پورا کر دے۔ جو ہونے والا تھا۔

عنایاتِ رسول کا نتیجہ، قبول اسلام

اس طرح جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور اپنے اولیاء کے لئے مدد نازل فرمائی اور غنائم بھی آ گئے اور ان میں اللہ اور اس کے رسول کا حصہ جاری ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہمیں تمہاری جانوں تمہاری عورتوں اور بچوں کی کچھ ضرورت نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین (بنو ہوازن) کے قلوب میں توبہ اور انابت ڈال دی۔ اور وہ مسلمان بن کر حاضر ہوئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے حسنِ اسلام کی تحسین کے طور پر ہم تمہاری عورتوں بچوں اور قیدیوں (غلاموں) کو واپس کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ نے تمہارے قلوب بہتر دیکھے تو تمہیں اس سے بہتر عطا کرے گا جو تم نے لیا تھا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

نیز اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کی دلجوئی فرمائی اور انہیں فرحت عطا فرمائی کیونکہ نصرت اور غنائم ملیں اور یہ معاملہ دوا بن گیا جب کہ (اس سے قبل) دل ٹوٹ چکے تھے۔ نیز یہ ٹھیک ٹھیک اہل مکہ کی دلجوئی اور ان پر اتمام نعمت تھا کہ بنو ہوازن کے شر سے انھیں بچا لیا کیونکہ تنہا قریش میں ان کے مقابلے کی ہمت نہ تھی بلکہ مسلمانوں کے ذریعہ ان کی نصرت فرمائی اور وہ تنہا ہوئے تو ان کا دشمن ان کا صفایا کر دیتا۔

نیز اس کے علاوہ کئی حکمتیں ہیں کہ جنھیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے بغیر کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ نیز اس میں بعض مسائل فقہ بھی حل ہو جاتے ہیں۔

مثلاً یہ کہ امام کو چاہیئے کہ مخبر (جاسوس) بھیجے جو کہ دشمن کی فوج میں داخل ہو کر ان کی خبریں مہیا کریں اور جب امام کو دشمن کے حملے کا ارادہ معلوم ہو اور اس کے لشکر کی جمعیت اور قوت کا پتہ چلے۔ تو وہ انتظار میں نہ بیٹھا رہے بلکہ خود چل کر مقابلہ کرے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو ہوازن کی طرف خود تشریف لے گئے یہاں تک کہ حنین کے مقام پر مقابلہ ہوا۔

مشرکین سے مدد لینے کا جواز

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ مشرکین سے ہتھیار اور دشمن سے لڑنے کے لئے جنگی سامان حاصل کرے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان سے زرہیں حاصل کیں، حالانکہ وہ اس دن مشرک تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادی اسباب کا استعمال منافی توکل نہیں

نیز اس میں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تمام مادی اسباب جو اللہ تعالیٰ نے نتائج کے لئے تیار رکھے ہیں انہیں استعمال میں لانا یہ طریقہ توکل کا نتیجہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب توکل کے لحاظ کامل تھے۔ لیکن پھر بھی وہ جب دشمن کے مقابلہ میں آتے تو کئی انواع کے ہتھیاروں سے اپنا تحفظ کرتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سر پر خود تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرما دی تھی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی اور اللہ تعالیٰ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا۔"

ابوالقاسم نے ابن عساکر میں ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی عورت کے واقعہ کے بعد جب اس نے ایک زہر آمیز بکری پیش کی تھی (اس کے بعد) آپؐ کو کوئی آدمی کھانا پیش کرتا تو آپؐ اسے تب تک نہ کھاتے جب تک کہ پیش کرنے والا اس میں سے خود (کچھ نہ کچھ) کھا نہ لیتا۔ علمائے کرام بتاتے ہیں کہ اس میں بادشاہوں کے لئے اسوہ ہے۔

نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ اپنا دین تمام ادیان پر غالب کر دے گا۔ اور اسے بلندی اور رخصت عطا کرے گا۔ یہ وعدہ اللہ کے امیر قتال اور قوت عسکری اور گھوڑے تیار کرنے کے حکم کے خلاف نہیں اور اس بات کے منافی بھی نہیں کہ جو اس نے دشمن سے بچاؤ اور تحفظ اور ہر قسم کی جنگ اور توریہ سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو زندگی کی ضمانت دی یہاں تک کہ آپؐ پیغام رسالت پہنچا دیں اور اپنے دین کو غالب کر دے۔ چنانچہ آپ خورد ونوش، لباس اور جائے سکونت کے لحاظ سے تمام اسباب زندگی حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

اور یہ وہ مقام ہے کہ جہاں اکثر لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے حتیٰ کہ بعض نے دعا کرنا بھی ترک کر دی۔ اور یہ سمجھ بیٹھے کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں، کیونکہ اگر مطلوب ان کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدر میں لکھا ہے تو پھر ضرور مل کر رہے گا۔ اور اگر مقدر میں نہیں ہے تو بالکل نہ ملے گا۔ اس لئے دعا میں مصروف رہنے کا فائدہ ہی کیا ہے؟

ایسے خبط الحواس آدمی کی مثال اس طرح ہے کہ وہ یوں کہے اگر اللہ تعالیٰ نے شکم سیر ہونا میرے مقدر میں لکھا ہے تو شکم سیر ہو کر رہوں گا۔ چاہے میں کھاؤں یا نہ کھاؤں اور اگر شکم سیر ہونا میرے مقدر میں نہیں ہے تو چاہے کھاؤں یا نہ کھاؤں ہرگز شکم سیر نہ ہوں گا۔ اس لئے کھانے کا فائدہ ہی کیا ہے اور یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور شریعت انتظامیہ کے منافی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے توفیق ہے۔

مستعار اسلحہ لیتے وقت شرط ضمان

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان سے اسلحہ مستعار لیتے وقت ضمان کی شرط لگا دی، بلکہ ضمانت پر اسلحہ مستعار لئے کیا شریعت میں مستعار لینے کے متعلق یہ ایک باقاعدہ مسئلہ کی بنیاد تھی اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کی آپ نے وضاحت فرمائی؟ کہ اس کا حکم ضمان کا ہے جیسے غصب شدہ کی ضمان پڑتی ہے یا بعینہ اس اسلحہ کی واپسی کی ضمانت تھی اور اس کا مطلب یہ تھا کہ میں انہیں واپس کرنے کا ذمہ لیتا ہوں۔ اور یہ ضائع نہ ہوں گے بلکہ میں اسی حالت میں انھیں واپس کردوں گا۔

فقہاء کا اختلاف اور اقوال متعددہ

اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے امام شافعیؒ اور احمدؒ پہلے قول پر ہیں کہ ضائع ہونے پر ضمان لازم ہوگا اور ابوحنیفہؒ اور مالکؒ دوسرے قول پر ہیں یعنی واپس کرنے کی ضمانت ہوگی۔ البتہ مالکؒ کے مذہب میں اس کی مزید وضاحت ہے وہ یہ کہ اگر وہ چیز ایسی ہے جو غائب نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ حیوان اور زمین ان کے تلف ہونے پر ضمان لازم نہ ہوگی، جب تک کہ اس کا کذب واضح نہ ہو جائے۔ اور اگر غائب ہونے والی اشیاء میں سے ہے جیسے کہ زیورات وغیرہ تو ان کے تلف ہونے پر ضمان لازم ہوگی جب تک کہ شہادت پیش نہ کر دے جو اس کے تلف ہونے کی گواہی دے۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک کا راز یہ ہے کہ مستعار چیز ایک قسم کی غیر مضمون امانت ہے جیسا کہ ابو حنیفہؒ نے کہا ہے لیکن (امام مذکورؒ) ظاہر نص کے خلاف قبول نہیں کرتے۔ اس وجہ سے انھوں نے غائب ہو سکتے اور غائب نہ ہو سکنے کا فرق کیا ہے۔

اور اگر کہا جائے کہ اس قصہ میں ذکر ہے کہ بعض زرہیں جو گم ہوئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ضامن بننے کی پیشکش کی تو انھوں نے عرض کیا۔ آج میں اسلام کو پسند کر چکا ہوں۔ کہا گیا ہے کہ کیا آپؐ نے اس کے سامنے ایک امر واجب کی (ادائیگی کا) معاملہ پیش فرمایا، یا یہ فقط استحباب کا معاملہ تھا جو کہ ایک مستحسن فعل تھا اور جیسے اخلاق حسنہ اور محاسن شریعت کا حصہ کہا جا سکتا ہے؟

بعض لوگ دوسری بات کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایک آپؐ نے ضمان کی پیش کش فرمائی اور اگر ضمان واجب نہ ہوتی تو آپؐ اس طرح پیشکش نہ فرماتے بلکہ آپؐ اسے ویسے ہی ادا فرماتے اور فرماتے کہ یہ تیرا حق ہے۔ جیسے گم ہونے والی بعینہ موجود ہو۔ یعنی کہ آپ اسے واپس کرنے کی پیشکش نہ کرتے اس پر غور کیجیے۔

میدان جنگ میں دشمن کی سواری زخمی کی جا سکتی ہے

نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دشمن کے گھوڑے اور سواری کو زخمی کرنا جائز ہے جب کہ اس سے اس کے قتل پر مدد مل سکتی ہو۔ جیسے حضرت علیؓ نے کفار کے علم بردار کا اونٹ زخمی کر دیا اور حیوان کو اس قسم کی ایذا دہی ممنوع نہیں۔

قتل کا ارادہ کرنے والے کو معافی

نیز اس میں سے یہ بھی مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو معاف فرما دیا جس نے آپؐ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، بلکہ اس کو دعا بھی دی اور اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا، پھر وہ سچا مسلمان بن گیا

معجزات نبوی اور علامات رسالت

نیز اس غزوہ میں معجزات نبوت اور علامات رسالت بھی کثرت سے ظاہر ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم و استقلال کا پتہ چلا جب کہ لوگ واپس ہٹنے لگے تو آپ فرما رہے تھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب
میں نبی ہوں، جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کی اولاد سے ہوں

جب کہ مشرکین کے دستوں نے آپؐ کا مقابلہ کیا۔

اسی قبیل سے وہ معجزہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی پھینکی ہوئی ایک مٹھی مٹی کو دور ہونے کے باوجود کفار کی آنکھوں میں پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ دشمن کی آنکھیں بھر گئیں۔ اس کے علاوہ ملائکہ کا اتر کر قتال میں شریک ہونا بھی ایک معجزہ تھا اور کفار اور مسلمانوں نے بھی کھل کر انہیں دیکھا۔

امام کے اختیارات خاصہ نیز ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ امام کو اختیار حاصل ہے کہ کفار کے اسلام لانے کا انتظار کر کے غنائم تقسیم کرے اور اگر وہ لوگ اسلام اور اللہ کی اطاعت کو قبول کرلیں تو ان کے غنائم اور گرفتار شدگان کو واپس کردے۔ اسی دلیل سے (یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تقسیم کے بعد غنیمت کی (انفرادی) ملکیت ہو سکتی ہے محض قابض ہونے سے (کوئی مالک نہیں بن سکتا) اور اگر مسلمان محض غلبہ اور استیلاء سے مالک ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو نرمی سے واپس کرنے کا حکم نہ فرماتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر تقسیم سے قبل کوئی مسلمان (غنائم) فوت ہو جائے تو اس کا حصہ وارثوں کی بجائے باقی مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر استیلاء سے قبل کوئی فوت ہو جائے تو اس کے وارثوں کا کوئی حق نہیں۔ اور اگر تقسیم کے بعد فوت ہو تو اس کے وارثوں کا حصہ ہوگا۔

عطائے رسول کی حیثیت اور نوعیت اور یہ عطاء عمومی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش پر فرمائی اور اس کے ذریعے ان کی تالیف قلوب فرمائی، کیا یہ غنیمت میں سے تھی یا خمس سے خمس میں سے؟

امام شافعیؒ اور مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ خمس کے خمس میں سے تھا اور یہ خود نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی حصہ تھا جسے آپؐ کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ اور یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام حال غنائم کے علاوہ تھا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عطایا دیتے وقت کسی سے اذان حاصل نہیں کیا۔ اور اگر یہ عطایا مالِ غنیمت میں سے ہوتے تو آپ اس کی اجازت لیتے کیونکہ عام مسلمان استیلاء اور قبضہ کے بعد اس مال کے مالک ہو چکے تھے۔

انفال اللہ اور رسول کے لئے ہیں

نیز یہ بھی معلوم ہے تمام انفال اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔ رسولؐ انہیں وہاں تقسیم کرتا ہے جہاں اس نے حکم دیا۔ وہ کسی بات میں تعدی نہیں کرتا۔ اگر آپؐ تمام غنائم کو بھی اسلام کی مصلحتِ عمومی کی خاطر (تالیفِ قلوب وغیرہ) میں صرف فرما دیتے تو بھی یہ فعل حکمت، مصلحت اور عدل سے خالی نہ ہوتا اور جب ذی الضویعرہ تمیمی کی آنکھوں سے یہ مصلحت و حکمت اوجھل ہو گئی تو اعتراض کرنے والے نے کہہ دیا، عدل کرو۔ کیونکہ تم نے عدل نہیں کیا۔

اور (ان کے مقابلہ) میں اس قول (انصار) پر اپنی مکمل نعمت نازل فرمائی اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے وطن میں واپس ہو گئے اور آپؐ ان کی قیادت فرما رہے تھے اور جو لوگ اس نعمۃ کبریٰ کی قدر نہیں پہچانتے تھے۔ وہ بکریوں اور اونٹوں پر راضی ہو گئے جیسے طفل نادان کہ اسے جو کچھ دیا جاتا ہے اس کی عقل اور سمجھ کے مطابق دیا جاتا ہے اور عقل مند اور صاحبِ خرد کو اس کی سمجھ بوجھ کے مطابق ملتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کے دباؤ میں نہیں ہے کہ وہ اپنی فہم کے مطابق اس پر جبر کر سکیں اور اسے نیز اس کے رسول کو نفاذِ امر سے محروم رکھیں

ایک فقہی مسئلہ

نیز یہ بات بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا ہوازن کے غلام آزاد) کرنے کا جی نہ چاہے (اگر وہ بھی آزاد کر دے) تو اسے ہر ایک فریضہ کے بدلے چھ حصص اس فئی سے ملیں گے جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے گا۔ اس سے یہ بھی جواز نکلتا ہے کہ غلام بلکہ چوپائے کے بعض کو بعض کے ساتھ ادھار یا متفاضل فروخت کیا جا سکتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر تیار کرنے کا حکم دیا۔ اونٹ کم ہو گئے۔ آپؐ نے خلائص (اونٹوں) پر زائد لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ ایک کے بدلے دو دو اونٹ لیتے رہے اور سنن میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے ایک حیوان کے عوض نسیئۃ بیع کو منع فرمایا ہے، ترمذیؒ نے حضرت حسن سے انہوں نے سمرہؓ سے روایت کیا ہے اور صحیح بتایا ہے۔

نیز ترمذیؒ نے حجاج بن ارطاۃ کی حدیث حضرت ابوالزبیر سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کی ہے۔ انھوں نے بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کے بدلے دو حیوان ہوتے ہوں تو نسیئًا درست نہیں اور نقد میں کوئی حرج نہیں۔ ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

ان احادیث کی بنا پر لوگوں میں اختلاف رونما ہوا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں چار اقوال منقول ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ایک تو یہ کہ یہ متفاضل، مساوی، نسیئۃ (ادھار) اور نقد ہر طرح جائز ہے یہ ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کا مذہب ہے۔

۲۔ اور دوسرے نسیئۃ (ادھار) اور متفاضل صورت میں جائز نہیں۔

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ عورتوں اور تفاضل کے جمع ہونے کی صورت میں حرام ہے۔ اور صرف ایک صورت واقع ہونے پر جائز ہے۔ یہ امام مالک کا قول ہے۔

۴۔ چوتھے یہ کہ اگر جنس ایک ہو تو تفاضل جائز ہے۔ اور نسیئۃ حرام ہے۔ اور اگر جنس میں اختلاف ہو تو تفاضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں۔

اور حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ یہ معاملہ جہاد اور مسلمانوں کی سخت ضرورت کے مواقع پر پیش آیا، جب کہ لشکر تیاری کر رہا تھا اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ لشکر کی تیاری حیوان کے حیوان کو ادھار بیچنے کے شر سے بڑا شر تھا اور امور شریعت راجح امور کی وجہ سے معطل نہیں ہوتے۔ اس کی مثال جنگ کے موقع پر ریشمی لباس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہننے اور فخریہ اکڑ اکڑ کر چلنے ہیں ملتی ہے کیونکہ اس وقت یہ مصلحت مرجوح ہے۔

متعاقدین غیر معین مدت کے لیے معاہدہ کر سکتے ہیں

اس واقعہ سے اس بات کی دلیل بھی ملتی ہے۔ کہ جب متعاقدین (عقد کرنے والے دونوں فریق) کے درمیان غیر محدود مدت موثر کی جائے تو بھی جائز ہے اگر وہ دونوں راضی اور متفق ہوں۔

امام احمدؒ نے آپ کی روایت سے اس کے جواز پر نص فرمائی ہے کہ غیر محدود مدت مقرر کرنا جائز ہے۔ جب تک کہ وہ دونوں اسے ختم نہ کر دیں۔ اور یہی ارجح ہے کیونکہ یہاں اس کے مقابلہ میں کوئی محذور یا عذر نہیں اور عذر کے طور پر دونوں نے رضا و بصیرت سے اسے تسلیم کیا ہے، اس لیے علم میں دونوں برابر ہیں، اور کسی کو دوسرے پر تفوق حاصل نہیں اس لیے یہ ظلم نہ ہوگا۔

جنگ میں مقتول کافر کا مال مسلمان قاتل کی ملکیت ہے

نیز اس غزوہ میں آپ نے فرمایا جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو تو اس کا لٹا ہوا سامان (سلب) اس کا ہوگا بشرطیکہ اس کا کوئی گواہ بھی ہو۔ اور دوسرے غزوہ میں آپ نے فرمایا تھا کہ اس سے قبل اس پر فتویٰ کا اس باب میں اختلاف ہو گیا کہ یہ شرعاً سلب کا مستحق ہے یا شرط کے بعد مستحق ہوگا؟ اس کے متعلق وہ قول ہیں جو احمدؒ سے دو روایات میں ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ وہ سلب کا مستحق شرعاً ہے چاہے امام اس کے لیے شرط لگائے یا نہ لگائے۔ امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔

۲۔ اور دوسرا یہ ہے کہ امام کی شرط کے بغیر مستحق نہیں، یہ ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ قتال کے بعد امام کی شرط کے بغیر مستحق نہیں ہوگا اور اگر اس سے قبل ہی نص کر دے تو جائز نہیں۔ مالکؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حنین کے دن کے سوا کوئی روایت نہیں پہنچی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لڑائی ختم ہونے کے بعد سے تا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین حیثیتیں، منصب رسالت

اس نزع کا اصل ماخذ یہ اصول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امام بھی ہیں، حاکم اور مفتی بھی، اور رسول بھی ہیں، کبھی تو آپ منصب رسالت سے حکم فرماتے ہیں۔ یہ حصہ قیامت تک شریعت عام بن جاتا ہے جیسے کہ آپؐ کا فرمان۔

"جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

رسولؐ مفتی کی حیثیت سے

اور کبھی آپؐ مفتی کی حیثیت سے علم فرماتے ہیں جیسے آپؐ نے ابو سفیانؓ کی بیوی ہند بنت عقبہ کو، جب اس نے اپنے شوہر کے بخل کی شکایت کی تو بقدر کفایت خرچ نہ دینے پر فرمایا۔

معروف طریقے پر اس قدر لے جتنا تجھے اور تیرے لڑکے کے کفایت کر سکے یہ فتویٰ ہے حکم نہیں، کیونکہ آپؐ نے ابوسفیانؓ کو بلا کر ان سے جوابِ دعویٰ نہیں سُنا۔ نہ ہند سے شہادت طلب فرمائی۔

رسولؐ امام کی حیثیت سے

اور کبھی آپؐ منصبِ امامت کی رو سے حکم فرماتے۔ اور یہ حکم اس وقت اور اس جگہ اور اس حالت میں امت کے لئے ایک مصلحت بن جاتا۔ اس لئے آپؐ کے بعد ائمہ مسلمین کو چاہیئے کہ وہ بھی وقت جگہ اور حالات کے اعتبار سے مصالح عمومی کا خیال رکھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ طیبہ ہے۔

ائمہ کا اختلاف فکر و نظر

یہ مقام ایسا ہے کہ جہاں ائمہ کرام بیشتر مقامات پر اختلاف کر جاتے ہیں۔ جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جس نے کوئی (کافر) قتل کیا تو مقتول کا سلب (قاتل) کو ملے گا" سوال یہ ہے کہ کیا آپؐ نے یہ کلام منصب امامت سے فرمایا تاکہ یہ حکم ائمہ سے متعلق ہو جائے۔ یا منصب رسالت و نبوت سے فرمایا تاکہ شریعتِ عام بن جائے۔ اس طرح آپؐ کا فرمان،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس نے بنجر زمین کو آباد کیا، وہ اسی کی ملکیت ہے، تو کیا یہ آدمی کے لئے عام قانون شریعت ہے، چاہے امام اجازت دے یا نہ دے، یا یہ قانون ائمہ مسلمین کی اجازت سے مشروط ہوگا؟ اور امام کی اجازت کے بغیر اس زمین کو آباد کرنے کی اجازت نہ ہوگی؟

اس میں دو قول ہیں،

۱۔ پہلا امام شافعیؒ اور احمدؒ کا ہے جو ان کے ظاہر مذہب سے معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ اور دوسرا ابو حنیفہؒ کا ہے اور امام مالکؒ نے بڑے بڑے صحراؤں اور ایسی جگہوں میں فرق کیا ہے جہاں لوگ محنت نہیں کرتے اور جہاں مخصوص طور پر محنت کرنا پڑتی ہے دوسری صورت میں امام کے اذن کا اعتبار ہوگا اور پہلی ہی اجازت کی ضرورت نہیں۔

گواہ اور بینہ کا مسئلہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان (کہ قاتل کے پاس) کوئی گواہ (بینہ) بھی ہو، اس سے دو مسئلے نکلتے ہیں؛

۱۔ ایک یہ کہ اس نے کافر کو قتل کیا ہے، اور صرف اسی بات کو استحقاق سلب کے لیے قبول نہیں کیا جاتا۔

۲۔ دوسرے اس دعویٰ میں یمین کے بغیر ایک ہی شاہد کافی ہے؟

صحیح روایت میں حضرت ابن قتادہؓ سے ثابت ہے، انھوں نے بتایا کہ ہم حنین کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے۔ جب ہم دشمن سے ملے تو مسلمان ہٹ ہٹ کر حملے کرتے تھے۔ میں نے مشرکین میں سے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک مسلمان کے اوپر چڑھا بیٹھا تھا۔ میں پھر کر اس کی طرف پیچھے کی جانب سے آیا اور میں نے اس کے کاندھے کے جوڑ پر (تلوار) ماری، وہ میری طرف پلٹا اور بری طرح چمٹ گیا، یہاں تک کہ مجھے موت آتی محسوس ہوئی، پھر وہ مر گیا اور اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اس کے بعد میں حضرت عمر بن خطاب سے جا ملا۔ انھوں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟

میں نے کہا، اللہ کا امر ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر لوگ واپس چلے گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا، جس نے کسی (کافر) کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس کوئی بینہ ہو، تو اس کے سلب کا وہ مستحق ہو گا۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور کہا، میری گواہی کون دے گا؟ آپؐ نے تین بار یہ فرمایا اور میں اٹھتا رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابو قتادہؓ کیا بات ہے؟ میں نے تمام واقعہ عرض کیا۔ اس پر ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے سچ کہا اور اس مقتول کا سلب میرے پاس ہے۔ اس لئے اسے اس کا حق دے دیجئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے لڑتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا سلب ملے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس نے سچ کہا، اسے دے دو۔ چنانچہ آپؐ نے مجھے اس کا سلب عطا فرمایا۔ میں نے زرہ بیچ دی اور میں نے بنو سلمہ سے ایک زنبیل خرید لی۔ یہ پہلا مال تھا جو مجھے اسلام میں حاصل ہوا۔

اس مسئلہ میں تین اقوال ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے، اور یہ مذہب احمدؒ کے مطابق ہے۔ دوسرا یہ کہ شاہد اور یمین دونوں ضروری ہیں، جیسے احمدؒ کی روایات میں سے ایک روایت منقول ہے۔

تیسرا امام احمدؒ کا منصوص ہے کہ دو گواہ ضروری ہیں۔ کیونکہ یہ قتل کا دعویٰ ہے جو دو گواہوں کے بغیر قبول نہیں ہو سکتا۔

اس واقعہ میں ایک اور مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے، وہ یہ کہ شہادت میں یہ لفظ کہ "میں گواہی دیتا ہوں" کا استعمال ضروری نہیں اور امام احمدؒ سے یہ صحیح ترین روایت ہے اگرچہ ان کے اصحابؒ کے خیال میں جمہ (ان مذکورہ الفاظ) کا زبان سے ادا کرنا لازمی ہے اور یہی (مو خر کلام) امام مالکؒ کا مذہب ہے۔ صحابہؓ اور تابعینؒ سے لفظ شہادت کی شرط معروف نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلب کا خمس نکالنا ضروری نہیں

اور آپؐ کا فرمان کہ مقتول کا سلب قاتل کا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سلب کا خمس نکالے بغیر مالک تھا اور سلمہ بن اکوعؓ کے معاملہ میں آپؐ نے صراحت بھی سے فرما دی، کہ جس نے کسی (کافر) کو قتل کیا تو تمام سلب (قاتل) کی ملکیت ہے۔

اس مسئلہ میں بھی تین مذاہب ہیں، ایک کا ذکر ہو چکا۔

دوسرا یہ ہے کہ غنیمت کی طرح اس کا خمس لیا جائے گا۔ یہ امام اوزاعیؒ اور اہل شام کا قول ہے، اور آیت غنیمۃ میں داخل ہونے کے سبب سے ابن عباسؓ کا بھی یہی مذہب ہے۔

تیسرا یہ ہے کہ اگر امام کثرتِ مال دیکھے تو خمس لے لے اور اگر کم سمجھے تو خمس نہ لے۔ یہ اسحٰق کا قول ہے۔

حضرت عمرؓ کا ذاتی اجتہاد واجب العمل نہیں

اور عمرؓ بن خطاب کے فعل سے ثابت ہے۔ سعید نے اپنی سنن میں ابن سیرینؒ سے نقل کیا کہ حضرت براء بن مالک نے بحرین میں مرزبان کا مقابلہ کیا اور اسے نیزہ مارا اور اس کی پیٹھ توڑ دی۔ پھر اس کے کنگن اور اس کا سلب لے لیا جب حضرت عمرؓ نے ظہر کی نماز ادا کی تو حضرت براءؓ کے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا۔ ہم سلب کا خمس نہیں لیا کرتے تھے، لیکن براءؓ نے سلب حاصل کیا، جس کی مالیت بہت زیادہ ہے اور میں اس کا خمس لوں گا، اس طرح اسلام میں یہ پہلا خمس تھا جو حضرت براءؓ کے سلب سے لیا گیا اور یہ تیس ہزار تک پہنچ گیا لیکن پہلی صورت زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلب کا خمس نہیں لیا اور فرمایا کہ یہ تمام کا تمام اسی کا ہے اور اسی پر آپؐ اور آپؐ کے بعد حضرت صدیقؓ کاربند رہے۔ اور حضرت عمرؓ نے جو کچھ کیا یہ ان کا ذاتی اجتہاد اور رائے تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خمس غنیمت میں سے ہے

اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ (خمس) غنیمت میں سے ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قاتل کو ادا فرمایا، اور اس کی قیمت اور قدر کی طرف توجہ نہ کی نیز خمس سے خمس نکالنے کا اعتبار نہیں کیا، مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ تو خمس کا خمس تھا۔

قاتل مقتول کے تمام سلب کا مستحق ہے

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ قاتل مقتول کے تمام سلب کا مستحق ہے اگرچہ یہ مال بہت زیادہ مقدار میں ہو۔ اور ابو داؤدؒ نے نقل کیا ہے کہ ابو طلحہؓ نے حنین کے دن بیس آدمیوں کو قتل کیا، چنانچہ ان تمام کے سلب انھوں نے لیے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ طائف

اہل طائف کے لئے ہدایت اور قبولِ اسلام کی دعا

طائف کا محاصرہ یہ غزوہ شوال ۸ھ میں ہوا؟ ابن سعد کہتے ہیں کہ رواۃ کا بیان ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کی طرف کوچ کا ارادہ فرمایا تو طفیل بن عمرو کو ذی الکفین کی طرف بھیجا۔ عمرو بن حنمد دوسی کا بت تھا۔ تاکہ اسے توڑ دے اور آپ نے اسے طائف میں ملنے اور اپنی قوم سے مدد لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ تیزی سے نکلا اور ذاالکفین کو توڑ کر تہس نہس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی قوم کے چار سو افراد چل پڑے، چنانچہ طائف میں تشریف آوری کے چار دن بعد یہ لوگ بھی حاضر ہو گئے اور دبابہ اور منجنیق ساتھ لے آئے۔

ادھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین سے طائف جانے کا ارادہ فرمایا تو خالد بن ولید سامنے آئے اور بنو ثقیف نے اپنے قلعے کا ارادہ کر لیا اور اس میں اس قدر ضروریاتِ زندگی جمع کر لئے جو انہیں ایک سال تک کے لئے کافی تھے جب یہ لوگ اوطاس سے شکست کھا کر بھاگے تو اپنے قلعے میں پناہ گزین ہو گئے اور دروازے بند کر دیئے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

اہل طائف کی طرف سے شدید مزاحمت اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی چل پڑے۔ چنانچہ آپ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طائف کے قریب اُترے اور وہاں آپؐ کا لشکر بھی تھا۔ چنانچہ (اہل طائف) نے بڑی شدت کے ساتھ تیر برسائے جیسے مکڑی آرہی ہو۔ یہاں تک کہ بعض مسلمانوں کو زخم آئے اور بارہ آدمی شہید ہو گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر اس جگہ آگئے جہاں آجکل طائف کی مسجد ہے۔ آپؐ کے ہمراہ آپؐ کی ازواجِ مطہرات حضرت ام سلمہؓ اور زینبؓ بھی تھیں، ان کے لئے دو خیمے لگا دیے گئے اور طائف کے محاصرے کے دوران آپؐ ان دو خیموں کے درمیان نماز پڑھتے رہے۔ آپ نے اٹھارہ روز محاصرہ جاری رکھا۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں بیس سے زیادہ دن محاصرہ جاری رہا اور آپؐ نے منجنیق گاڑ دی۔ اور یہ اسلام میں پہلا ہتھیار تھا۔ جس کے ذریعے (قلعہ توڑنے کے لئے پتھر) برسائے گئے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں جس دن دیوار کے پاس ایک سوراخ سا ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ دبابہ کے نیچے چلے گئے۔ اور اس کے ذریعہ دیوار طائف میں داخل ہوئے تاکہ اسے جلا دیں۔ بنو ثقیف نے ان پر تیر برسائے، جس کی وجہ سے بعض صحابہؓ شہید ہو گئے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے اعناب کاٹ دینے کا حکم فرمایا، چنانچہ لوگ اسی میں مصروف ہو گئے۔

رسول اللہؐ کی طرف سے منادی

ابن سعدؒ بتاتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا کہ آپؐ انہیں اللہ اور قرابت سے بلائیں،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں انہیں اللہ اور رحم (قرابت) سے بلاتا ہوں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ جو آدمی قلعے سے اُتر کر ہماری طرف آجائے گا، وہ آزاد ہے اس پر دس اور کچھ آدمی حاضر ہوئے۔ جن میں ابو بکرہ بھی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا اور ہر آدمی سے اہل اسلام کے ایک ایک فرد کو دیا تاکہ ہر ایک دوسرے کی کفالت کرے۔ اس بات سے اہل طائف کو سخت صدمہ ہوا لیکن اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم کو فتح طائف کی اجازت نہ ملی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل بن معاویہ دیلی سے مشورہ کیا اور دریافت فرمایا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟

انہوں نے عرض کیا، لومڑی بھٹ میں گھس گئی ہے اگر کوشش جاری رہی تو پکڑی جائے گی اور اگر چھوڑ دی گئی تو بھی نقصان نہیں دے سکتی۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن خطاب کو حکم دیا کہ لوگوں کو کوچ کرنے کی اجازت سنا دی جائے۔ اس سے لوگوں کو کوفت ہوئی، کہنے لگے، طائف فتح تو ہوا نہیں اور ہم واپس چلے جائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا، کل جنگ کرو۔ صبح ہوئی تو مسلمان گھائل ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کل انشاء اللہ واپس جائیں گے۔ اس سے لوگ خوش ہوئے، اور انہیں یقین ہوگیا، چنانچہ انہوں نے سفر کی تیاری شروع کردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے۔

اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے

جب سفر کا آغاز ہوا تو آپؐ نے فرمایا یوں کہو۔ آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون؛ لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے۔

عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول ثقیف پہ بددعا فرمائیے، آپ نے فرمایا؛ اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں (مطیع کر کے) حاضر کر

محاصرہ طائف میں ایک جماعت شہید ہوگئی اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جعرانہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور اس مقام سے عمرے کا احرام باندھ کر (مکہ) میں داخل ہوئے اور عمرہ ادا کیا، اس کے بعد آپ مدینہ تشریف لے آئے

رسول اللہ کی مدینہ منورہ واپسی

ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تبوک کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے اور اسی ماہ ثقیف کا وفد بھی حاضر ہوا۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ نبی صلی اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم جب واپس ہوئے تو آپ کے پیچھے عروہؓ بن مسعود حاضر ہوئے یہاں تک کہ مدینہ پہنچنے سے قبل آپؐ سے آملے اور اسلام قبول کر لیا اور حالتِ اسلام میں اپنی قوم کی طرف جانے کی اجازت چاہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ تمہاری قوم سے اندیشہ ہے کہ وہ تم سے جنگ کرے گی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ ان لوگوں میں نخوت اور غرور ہے جس کی وجہ سے وہ قبول اسلام سے رک رہے ہیں۔

عروہؓ بن مسعودؓ کی قبول اسلام کے بعد شہادت

عروہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہ

میں ان کے نزدیک ان کی کنواریوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں، اور واقعی وہ ان میں ایسے ہی محبوب اور مطاع تھے، چنانچہ اپنی قوم کو اس امید پر اسلام کی دعوت دینے کے لئے چلے کہ وہ ان کے مرتبہ کے باعث مخالفت نہ کرے گی۔

لیکن اس قدر و منزلت کے باوجود جب انہوں نے اسلام کی دعوت دی اور اظہارِ اسلام کیا تو ہر جانب سے تیر برسنے لگے۔ چنانچہ ایک تیر ایسا لگا کہ شہید ہو گئے، نزع کے وقت پوچھا گیا کہ اپنے خون کے متعلق کیا خیال ہے؟

کہنے لگے:۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اعزاز و اکرام بخشا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے شہادت سے نوازا ہے اس لئے مجھ میں اور ان شہدا میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہید ہوئے۔ کچھ فرق نہیں اس لئے مجھے ان کے ساتھ ہی دفن کرنا۔

رسول اللہؐ نے ان کے متعلق فرمایا، ان کی مثال اپنی قوم میں اس طرح ہے کہ جیسے صاحب یس کی قوم میں تھی۔ عروہؓ کی شہادت کے کئی ماہ بعد تک ثقیف رکے رہے۔ پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سمجھ لیا کہ ہر چہار طرف سے عربوں سے لڑنا ہمارے بس کی بات نہیں (کیونکہ) انہوں نے بیعت کر لی ہے۔ اور اسلام قبول کر چکے ہیں، چنانچہ انہوں نے اس بات پر اجتماع کر لیا کہ عروہ کی طرح۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کوئی آدمی بھیجیں۔ انہوں نے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر سے بات کی۔ یہ عروہ بن مسعودؓ کا ہم عمر تھا۔ اس نے یہ کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اور خطرہ محسوس کیا کہ کہیں اس کے ساتھ بھی عروہ کی طرح معاملہ نہ ہو، یہ کہنے لگا جب تک تم میرے مزید آدمی نہ بھیجو تب تک میں یہ کام نہیں کروں گا، اس پر انہوں نے احلاف کے دو آدمی اور بنی مالک کے تین آدمی کر دیئے۔ یہ چھ آدمی تھے جنہیں بھیجا گیا، چنانچہ انہوں نے حکم بن عمرو بن وہب اور شرجیل بن غیلان کو اور بنی مالک میں عثمان بن ابی العاص اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ کو بھیجا۔ یہ ان کے ہمراہ نکلے اور جب مدینہ کے قریب پہنچے، ایک نہر کے قریب آئے تو یہاں مغیرہ بن شعبہ ملے (حضرت مغیرہؓ انہیں دیکھ کر) تیزی کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ گئے تاکہ آپ ثقیف کے حاضر ہونے کی اطلاع کریں۔

انہیں (راستے میں) ابو بکرؓ ملے، انہوں نے فرمایا: میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھ سے پہلے نہ جانا کہ میں آپؐ کو یہ خوشخبری سناؤں، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آخر ابو بکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور (ثقیف کے وفد) کی آمد کی اطلاع دی، جب یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ تو ان کے لئے مسجد کے صحن میں ایک طرف خیمہ لگا دیا گیا اور خالد بن سعد بن عاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ثقیف کے وفد کے درمیان پیغام رسانی کا کام کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ایک عہد نامہ لکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بھیجا کھانا وہ اس وقت تک نہ کھاتے جب تک خالد اس میں سے نہ کھا لیتے۔

بنو ثقیف کا قبول اسلام

آخر کار وہ مسلمان ہو گئے اور عہد نامہ کے وقت انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی، کہ ان کا بت طاغیہ جسے لات کہتے ہیں۔ تین سال تک کے لئے رہنے دیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا۔ پھر ایک ایک سال تک گھٹتے رہے یہاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کہ ایک ماہ کی مہلت مانگی لیکن آپ نے قطعی طور پر ایک لمحہ کے لئے بھی سے انکار کر دیا، طاغیہ (لات) کو چھوڑ دینے کے علاوہ وہ نماز کی معافی بھی چاہتے تھے اور چاہتے تھے کہ انہیں اپنے ہاتھوں سے بت نہ توڑنے پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رہا بتوں کا تمہارے ہاتھوں سے توڑنا اس سے ہم تمہیں معاف کر دیں گے۔
لیکن نماز تو جس دین میں نماز نہیں اس میں کچھ بھی بھلائی نہیں۔

جب یہ لوگ اسلام لے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مکتوب لکھ دیا اور حضرت عثمانؓ بن ابی عاص کو ان پر امیر مقرر فرمادیا، یہ نوعمر تھے، اسی وجہ سے انہیں امیر بنایا گیا۔ کہ اسلام اور قرآن سیکھنے میں سب سے زیادہ خواہش مند تھے، جب یہ اس کام سے فارغ ہوئے اور انہوں نے اپنے علاقے کی طرف واپسی کا ارادہ کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ ابو سفیانؓ بن حرب اور مغیرۃؓ بن شعبہ کو طاغیہ (لات) کے توڑنے کے لئے بھیجا۔ یہ دونوں قوم کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ طائف پہنچ گئے۔ (یہاں پہنچ کر) جب ابو سفیانؓ اور مغیرۃؓ نے لات پر کلہاڑا برسانا شروع کیا تو ثقیف کی عورتیں روتی چلاتی نکلیں اور تو تباہ ہو تو تباہ ہو کہہ رہی تھیں۔

www.KitaboSunnat.com

جب مغیرہ نے اسے گرا دیا اور اس کا تمام مال اور زیورات لے لئے تو یہ تمام سونا چاندی اور ہار وغیرہ ابو سفیان کی طرف بھیج دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ طائف سے متعلق

چند اہم ترین اور معرکہ آراء فقہی مسائل

اس واقعہ میں فقہی مسائل یہ ہیں کہ اشہر حرم میں قتال جائز ہے اور اس کی تحریم منسوخ ہو چکی ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف رمضان کے اٹھارہ دن گزرنے کے بعد آخری حصہ میں تشریف لے گئے اس کی دلیل مسند احمد کی حدیث ہے کہ ہمیں اسماعیل نے بتایا انہیں خالد حذاء سے انہیں ابوقلابہ سے انہیں ابو اشعث سے انہیں شداد بن اوس سے روایت پہنچی کہ فتح کے موقع پر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو بقیع میں سنگیاں لگوا رہا تھا۔ اور یہ رمضان کی اٹھارہویں شب تھی اور آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا:۔

سنگیاں لگانے اور لگوانے والے ہر دو کا افطار ہو گیا۔

نیز اس سے اس بات کا جواز بھی نکلتا ہے کہ انسان اپنی بیوی کے ہمراہ جنگ میں جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس غزوہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات ام سلمہؓ اور حضرت زینبؓ ہمراہ تھیں۔

لڑائی میں کفار پر پتھر برسائے جا سکتے ہیں

نیز کفار کے مقابلہ میں ان پر پتھر برسانے کے لیے منجنیق لگانے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا جواز بھی ثابت ہے اور عورتوں بچوں کو قتل نہ کرنا جو جنگ میں شریک نہ ہوں۔
نیز اس میں کفار کے درختوں کے کاٹنے کا جواز بھی پایا جاتا ہے، جب یہ یقین ہو جائے کہ اس سے انہیں ضعف پہنچے گا اور انہیں غصہ آئے اور اس سے انہیں خوب ضرر پہنچے گا۔

مشرک کا بھاگا ہوا غلام آزاد

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر مشرکین کے قبضہ سے غلام بھاگ کر مسلمانوں سے آملے تو وہ آزاد ہو گا۔ سعید بن منصور فرماتے ہیں کہ ہمیں یزید بن ہارون سے انہیں حجاج سے انہیں ابن عباس سے روایت پہنچی۔ انہوں نے بتایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے غلام آزاد کر دیتے تھے جو (اپنے کافر) آقاؤں کے پاس سے بھاگ آتے تھے

امام حسبِ مصلحت محاصرہ اٹھا سکتا ہے

نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام جب کسی قلعے کا محاصرہ کرے اور وہ فتح نہ ہو اور وہاں سے کوچ کرنے میں مسلمانوں کی مصلحت مضمر ہو تو وہیں پڑا رہنا ضروری نہیں۔ محاصرہ اٹھا لینا جائز ہے۔ ہاں اگر مصلحتِ اہلِ اسلام محاصرے میں ہو تو محاصرہ جاری رکھنا واجب ہے۔

عمرہ کے لئے جعرانہ سے احرام باندھنا

اس میں اس کا تذکرہ بھی آگیا کہ آپ نے عمرہ کے لئے جعرانہ کے مقام سے احرام باندھا۔ اس وقت آپ مکہ کی طرف تشریف لا رہے تھے اور طائف کی جانب سے جو آدمی مکہ میں داخل ہونا چاہے اس کے لئے یہی سنّت ہے وہ طریقہ جو اکثر جہلاً کرتے ہیں کہ مکہ سے جعرانہ کی طرف جاتے ہیں تاکہ وہاں جا کر عمرے کا احرام باندھیں پھر وہاں سے مکہ کی طرف واپس آئیں۔ یہ کام نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کیا اور نہ اہل علم میں سے کسی نے اس کو مستحب سمجھا بلکہ اسے عوام ہی کرتے ہیں اور اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء خیال کرتے ہیں حالانکہ انہیں غلط فہمی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سے مکہ تشریف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاتے وقت احرام باندھا تھا نہ کہ یوں ہو کہ آپ مکہ سے جعرانہ احرام باندھنے کے لئے گئے ہوں۔ آج کا طریق اور ہے اور آپ کی سنت کا معاملہ اور ہے اور اللہ ہی کی جانب سے توفیق ہوتی ہے۔

بداعمالوں کے لئے دعائے خیر کی جاسکتی ہے:- اللہ تعالیٰ نے ثقیف کے حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی کہ (اے اللہ) انہیں ہدایت دے اور (انہیں مطیع) بنا کر میرے پاس لا، حالانکہ انہوں نے آپؐ سے جنگ و قتال کیا تھا، اور آپؐ کے صحابہؓ کی ایک جماعت کو شہید کر دیا تھا اور آپؐ کے ایک قاصد کو (عروہ) بھی شہید کر دیا تھا جو انہیں اللہ کی طرف بلا رہے تھے۔ ان تمام (بداعمالیوں) کے باوجود آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور بددعا نہ کی۔ یہ چیز آپ کی کمالِ رحمت، شفقت اور رحمت کا ثبوت ہے، آپ پر اللہ کی (لاکھوں) رحمتیں اور سلام ہوں۔

اپنی نیکی دوسرے کو دی جاسکتی ہے:- اور اسی سے حضرت صدیقؓ کی کمال محبت اور آپ کے تقرب اور مہرا مکانی نے الفت کی خواہش کا پتہ چلتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے حضرت مغیرہ سے اصرار کیا کہ انہیں کو اس بات کا موقع دیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفد طائف کی آمد کی خوشخبری سنائیں تاکہ وہی آپؐ کی فرحت و سرور کا سبب بنیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جائز ہے کہ کوئی اپنے دوسرے بھائی سے درخواست کرے کہ وہ اسے ایک نیکی کما کر تقرب حاصل کر دینے کا موقع دے، کیونکہ ہر آدمی کے لئے یہ چیز جائز ہے، کہ وہ اپنے آپ پر اپنے بھائی کو ترجیح دے اور بعض فقہا کا یہ قول صحیح نہیں کہ "نیکیوں میں ایثار کرنا جائز نہیں"۔ حالانکہ حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو اپنے گھر کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوارِ رحمت میں دفن ہونے کے معاملہ میں اپنے آپ پر ترجیح دے دی، اور حضرت عمرؓ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کی درخواست کی تو انہیں ناگوار نہ گذری اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان خصالِ حسنہ سے متصف انسان کی نیکیاں اس مخصوص نیکی سے بڑھ جاتی ہیں۔ جس کے متعلق وہ دوسرے بھائی کو ترجیح دے دیتا ہے۔ اس طرح وہ ایک نیکی خرچ کرتا ہے اور کئی نیکیاں حاصل کر لیتا ہے (آپ دیکھئے تو) کہ جب ایک جماعت صحابہؓ کو پیاس محسوس ہوئی اور موت قریب ہوگئی۔ کسی ایک صحابیؓ کے پاس پانی تھا، اس نے دوسرے کو اپنے آپ پر ترجیح دی اور خود موت کے منہ میں چلا گیا۔ یہ جائز کام تھا اور کسی نے یوں نہیں کہا کہ اس نے خودکشی کی یا اس نے حرام کام کا ارتکاب کیا۔ بلکہ یہ فعل تو جود و سخا کی انتہا ہے؛ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛ ویؤثرون علیٰ انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ۔

اور فتوحِ شام کے موقع پر بھی صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا تھا اور اسے ان کے خصائل و مناقب میں شمار کیا گیا۔

مساکنِ شرک وطاغوت ڈھا دیئے جائیں

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شرک و طاغوت کی جگہوں کو ایک دن بھی باقی رکھنا جائز نہیں بشرطیکہ انہیں مٹانے اور ختم کرنے کی استطاعت ہو کیونکہ یہ جگہیں شرک و کفر کی علامات ہیں جو تمام برائیوں کی جڑ ہے، اس لئے استطاعت ہوتے ہوئے انہیں قائم رہنے دینا ناجائز ہے۔

قبروں کے گنبد اور قبے بتکدے ہیں

اسی طرح قبروں پہ گنبد اور قبے کا بھی حکم ہے کہ جنہیں بت بنا لیا گیا ہے۔ اور اللہ کے علاوہ ان کی پوجا کی جاتی ہے ایسے پتھر جن کی تعظیم کی جاتی ہے۔ نام کی نذر مانی جاتی ہے اسے بوسہ دیتے ہیں، انہیں مٹانے کی قوت ہوتے ہوئے زمین میں ان پر ایک برائی بھی باقی رکھنا ناجائز ہے، اور ان (مزارات) میں سے بلیشتر کی حالت لات، عزیٰ اور منات کے برابر ہے بلکہ یہاں تو اس سے بھی زیادہ شرک کی حرکات کا ارتکاب ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان مشرکوں کا یہ اعتقاد نہ تھا کہ یہ بت پیدا کرتے، روزی دیتے مارتے اور زندہ کرتے ہیں بلکہ مشرکین بھی وہی کرتوت کرتے جو کہ آجکل ان کے مشرک بھائی اپنے ہاں صنم کدوں (مزارات) میں کرتے ہیں اس طرح آج (کے مشرکین) بھی اپنے سے پہلے کے (مشرکین) کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں اور ایک ایک مرحلہ پر انہیں کی اتباع کر رہے ہیں۔ جہالت کے غلبہ اور علم کے خفا کے باعث اکثر لوگوں پر شرک قبضہ کر چکا ہے ان کے نزدیک نیکی بدی بن چکی ہے اور بدی نیکی دکھائی دیتی ہے۔ سنّت کو بدعت کو سنّت سمجھنے لگے ہیں، یہ بات ہر چھوٹے بڑے میں پیدا ہو چکی ہے، شعائرِ اسلام غائب ہو چکے۔ غربتِ اسلام نے شدت اختیار کر لی، علما کم ہو گئے۔ سفہا کا غلبہ ہو گیا اور معاملہ بگڑ چکا۔ تکلیف بڑھ گئی۔ خشکی و تری میں لوگوں کی کرتوتوں کے باعث فساد پیدا ہو گیا لیکن جماعت محمدیہ میں سے ایک جماعت ضرور حق پر قائم رہے گی اور اہل شرک و بدعت کا مقابلہ کرتی رہے گی، تا آنکہ اللہ تبارک و تعالیٰ زمین اور اہلِ زمین کا وارث بن جائے گا (قیامت قائم ہو جائے گی) اور وہی بہتر وارث ہے

مزارات اور صنم کدوں کی تخریب کے بعد ان کا مال ضبط کیا جا سکتا ہے

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو حق حاصل ہے کہ وہ ان مزارات اور صنم کدوں کو مٹانے کے بعد ان کا سرمایہ جہاد اور اہل اسلام کے مصالح میں خرچ کرے یہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کہ ان صنم کدوں کا تمام مال قبضہ میں کرے اور اسے فوج اور جہاد اور اہل اسلام کے مصالح پر خرچ کرے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لات کو توڑ کر تمام مال پر قبضہ کر لیا اور ابوسفیان کو دے کر اس کی تالیف قلب فرمائی اور اسی کے ذریعہ عروہؓ اور اسودؓ کا قرض ادا فرمایا۔

قبروں کے گنبد اور قبے توڑ دیے جائیں

اسی طرح امام پر واجب ہے کہ قبروں [illegible] مٹا دے جنہیں بت بنا کر رکھ دیا گیا ہے [illegible]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال جنگ میں استعمال کرے یا فروخت کر کے مصالح اہل اسلام پر خرچ کرے۔ یہی حال ان کے وقف کا ہے کہ (ان مزارات) کا وقف باطل ہے اوران کا مال برباد ہے، اسے اہل اسلام کے مقاصد پر خرچ کیا جائے گا۔ وقف تو صرف نیکی اوراللہ اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت میں ہوتا ہے، اس لئے مزار پر پختہ قبر(جو بدی کی علامت ہے) کا وقف جائز نہیں کہ اس پر قبہ بنایا جائے اور اس کے متعلق تعظیم اور نذر وغیرہ کے رسوم ادا کئے جائیں اوران کا حج کیا جائے اور اللہ کے سوا ان کی عبادت کی جائے، لوگوں نے انہیں صنم بنا رکھا ہے اور آئمہ اسلام اوران کے اتباع میں سے کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی۔

وادی مرج اس میں ایک وادی مرج کا ذکر ہوا ہے۔ یہ طائف میں ایک وادی ہے اور حرم ہے اس میں درخت کاٹنا اور شکار کھیلنا حرام ہے۔

اس میں فقہا اور جمہور کا اختلاف ہے، ان کا فرمان ہے کہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ کہیں بھی حرم نہیں۔ البتہ ابو حنیفہؒ نے مدینہ کے حرم ہونے میں اختلاف کیا ہے۔

اور امام شافعی کے دو اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ وادی مرج حرم ہے اس میں شکار کرنا اور درخت کاٹنا حرام ہے۔

وصولی صدقات کا انتظام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے، آپ ۹ھ کو داخل ہوئے تو آپ نے اعراب سے صدقات وصول کرنے کے لئے بعض مصدق (صدقہ وصول کرنے والے) بھیجے، ابن سعد کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مصدقین بھیجے، کہتے ہیں۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ کو محرم کا چاند دیکھا تو آپ نے عربوں سے صدقات لینے کے لئے مصدقین بھیجے۔ چنانچہ آپ نے عیینہ بن حصن کو بنو تمیم کی طرف یزیدؓ بن حصین کو اسلم اور غفار کے قبائل کی طرف، عبادؓ بنی بشیر اشہلی کو سلیم اور مزینہ کی طرف رافع بن مکیث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جہنیہ کی طرف، عمرو بن العاص کو بنی فزارہ کی طرف ضحاکؓ بن سفیان کو بنی کلاب کی طرف، بشیر بن سفیان کو بنی کعب کی طرف اور ابن لقیبہؓ ازدی کو بنی ذبیان کی طرف بھیجا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محصلین (صدقہ وصول کرنے والوں کو حکم دیا کہ معمولی مال ان سے لیں اور اچھا مال لینے سے پرہیز کریں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹ھ کے سرایا اور بعثات

عنیبہ بن حصن فزاری کا سریہ جو بنی تمیم کے خلاف تھا، وہ ذکر ہو چکا ہے۔ یہ محرم میں ہوا، اس سال آپ نے پچاس سواروں کا ایک سریہ ان کی طرف بھیجا جس میں مہاجرین اور انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ یہ لوگ رات کو چلتے اور دن کو چھپتے، آخر صحرا میں انہوں نے دشمن پر اچانک حملہ کیا اور ان کے مویشی آ گئے، جب کثیر تعداد میں دشمن مقابلہ میں آیا۔ تو آکر ان میں سے گیارہ مرد، اکیس عورتیں اور تیس بچے گرفتار کر لائے اور انہیں لے کر مدینہ پہنچے اور انہیں رملۃ بنت حرث کے گھر میں اتارا گیا۔ چنانچہ ان کے بڑے بڑے سردار عطارد بن حاجب، زبرقان بن بدر، قیس بن عاصم، اقرع بن حابس، قیس بن حرث، نعیم بن سعد، عمرو بن اہتم اور رباح بن حرث حاضر ہوئے جب انہوں نے اپنے ہی قبیلے کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار دیکھا تو بہت روئے اور جلدی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہوئے اور آواز دی اے محمدؐ باہر آیئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔

حضرت بلالؓ نے نماز کی اقامت کہہ دی، یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گویا چپک گئے اور باتیں کرتے رہے، آپ ان کے پاس ٹھہرے رہے، پھر تشریف لا کر ظہر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے، عطارد بن حاجب آگے بڑھا، اس نے گفتگو شروع کی اور نثر میں خطاب کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ثابت بن قیس بن شماسی کو جواب دینے کا حکم دیا۔ انھوں نے خوب جواب دیا، انہیں کے متعلق اللہ تعالٰے نے یہ آیت نازل فرمائی: ان الذین ینادونك من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللہ غفور رحیم۔

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گرفتار شدگان اور غلام واپس کر دیے۔ پھر بنی تمیم کا شاعر زبرقان کھڑا ہوا اور اپنی قوم کے مفاخر میں ایک نظم پڑھی، اس کے جواب میں شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابت کھڑے ہوئے اور اس کی نظم کا فی البدیہہ جواب دیا اور حق ادا کر دیا۔

جب حضرت حسانؓ فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس کہنے لگا، بے شک آدمی جس کے پاس ہم حاضر ہوئے ہیں) اس کا خطیبؓ ہم سے زیادہ (فصیح) خطیب ہے اور اس کا شاعرؓ ہم سے زیادہ اچھا شاعر ہے اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے بلند ہیں پھر یہ لوگ اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں انعام عطا فرمایا اور انعامات میں خوب خوب عطیات مرحمت فرمائے۔

وفد بنو تمیم اور شاعر رسولؐ ابن اسحاقؒ بتاتے ہیں، جب بنو تمیم کا وفد آیا اور مسجد میں داخل ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی، کہ اے محمد ہماری طرف آؤ،

تو ان کی واویلا کے باعث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی، آپؐ ان کی طرف نکلے، یہ لوگ کہنے لگے۔

ہم آپ کے پاس شاعر اور خطیب کے ذریعہ مفاخرت کا مقابلہ کرنے کے لئے آئے ہیں، آپ نے ان کا مقابلے کا چیلنج قبول کر لیا، چنانچہ عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور اس نے نثر میں خطاب کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابتؓ بن قیس بن شماسی کو اس کے جواب دینے کا حکم دیا، وہ کھڑے ہوئے اور جواب دیا اور جواب دینے کا حق ادا کر دیا۔ پھر جانبین کے شعرائُ کا مقابلہ ہوا۔ آخر کار اخرع بن حابس نے اپنی شکست کا اقرار کیا اور وہ لوگ مسلمان ہوئے اور انعامات حاصل کئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطبہ بن عامر بن حدید کا خشعم کی طرف سریہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ۹ھ میں صفر میں وقوع پذیر ہوا۔ ابن سعدؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطبہ بن عامر کو بیس آدمیوں کو خشعم کو قبالہ کی جانب ایک قبیلے کی طرف بھیجا اور اغارت کا حکم دیا۔ یہ لوگ دس اونٹوں پر سوار ہو کر گئے۔ انھوں نے ایک آدمی کو پکڑا اور اس سے حالات معلوم کرنے کی کوشش کی، وہ خاموش ہو گیا، پھر وہ چیخنے لگا، اور بستی والوں کو آگاہ کرنے لگا، انھوں نے اس کی گردن کاٹ دی، پھر وہیں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ بستی والے سو گئے۔ پھر انھوں نے بستی پر غارت گری کی، اور سخت ترین جنگ ہوئی، یہاں تک کہ دونوں جانب کافی لوگ زخمی ہوئے اور قطبہ بن عامر دوسروں کے ساتھ قتل ہوا۔

مسلمان۔ چوپائے، عورتیں اور بکریاں لے کر مدینہ واپس لائے۔ اس قصہ میں یہ بھی ذکر ہے کہ دشمن جمع ہو گئے، اور ان کے پیچھے بھاگے مگر اللہ تعالےٰ نے ان کے مقابلے میں سیلاب بھیجا اور ان کے اور مسلمانوں کے درمیان سیلاب حائل ہو گیا۔ چنانچہ مسلمان بکری۔ چوپائے اور گرفتار شدگان کو لے کر جا رہے تھے اور وہ (سیلاب کے باعث) کھڑے بے بس دیکھ رہے تھے اور اسے عبور کرنے کی استطاعت نہ رکھتے تھے، یہاں تک کہ مسلمان نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو کلاب کے خلاف ضحاک بن سفیان کا سریہ

ضحاک بن سفیان کلابی کا سریہ جو کہ بنو کلاب کے خلاف سنہ ۹ھ ربیع الاول میں واقع ہوا، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو کلاب کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ ضحاک بن سفیان بن عوف طائیؓ اور اصید بن سلمہ ان کے ہمراہ تھے اصید کا والد پہلے اسلام لے آیا لیکن پھر اسلام کو گالی دی، مختصر سے مقابلے کے بعد اصید نے اسے قتل کر دیا، اس کے بیٹے کو قتل نہ کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبشہ کی طرف علقمہ بن محرز مدلجی کا سریہ

یہ ۹ھ کے ربیع الآخر میں واقع ہوا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ اہلِ جدہ بعض اہل حبشہ کی طرف امید سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے حضرت علقمہؓ بن محرز کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجا۔ یہ ایک جزیرہ میں پہنچے۔ چنانچہ وہ لوگ واپس بھاگ گئے۔ واپسی پر بعض لوگوں نے جلدی سے اپنے گھر واپس آنا چاہا۔ انھوں نے ان کو اجازت دے دی۔

عبداللہؓ بن حذافہ سہمی نے بھی جلدی سے آنا چاہا۔ انہیں بھی اجازت دے دی۔ ان کا آپس میں مزاح بھی چل رہا تھا۔ چنانچہ جب یہ کسی جگہ اترے اور انھوں نے آگ جلائی جیسے سینکنے لگے تو انھوں نے کہا:

میں نے ارادہ کیا ہے کہ کیا تم آگ میں کود پڑو؟

چنانچہ کچھ لوگ اٹھے اور تیار ہو گئے، یہاں تک کہ انھیں یقین ہو گیا واقعی یہ کود جائیں گے۔

اس پر علقمہؓ کہنے لگے: نہیں تو تم لوگوں سے مذاق کر رہا تھا۔

واپسی پر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا جو گناہ کا حکم دے اس کی اطاعت مت کرو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی طے کے بتوں کو توڑنے کے لئے

حضرت علیؓ بن ابی طالب کی سرکردگی میں ایک سریہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ڈیڑھ سو انصار کے ہمراہ ایک سو اونٹوں اور پچاس گھوڑوں پر بھیجا، ان کے پاس ایک سفید اور ایک سیاہ جھنڈا تھا۔ وہ لوگ فلس تک گئے جو طے قبیلہ کا بت تھا۔ تاکہ اسے گرادیں، چنانچہ انھوں نے فجر کے وقت حاتم کے محلہ پر چھاپا مارا اور اسے مٹا دیا اور چوپائے بکریاں اور قیدی جو ان کے ہاتھ لگے، نیز عدی بن حاتم کی بہن بھی گرفتار کر لی گئی۔ خود عدی شام کی طرف بھاگ گیا۔ ان کے گھر سے تین تلواریں، تین زرہیں ملیں، ابو قتادہؓ کو قیدیوں کا محافظ مقرر کر دیا گیا۔ اور چوپاؤں اور غلاموں پر عبداللہ بن عتیک کو نگہبان بنا دیا گیا۔ راستہ میں ہی غنائم تقسیم کر دیئے گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصّہ (صفی) الگ کر لیا گیا۔ اور آل حاتم پر جب تک کہ وہ مدینہ حاضر نہیں ہوئے، کچھ تقسیم نہ کیا گیا۔

عدی بن حاتم کی رسول اللہؐ سے نفرت

ابن اسحٰقؒ بتاتے ہیں کہ عدی بن حاتم نے کہا۔ عربوں میں اس قدر کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر نہ تھا، جونہی میں نے آپؐ کے متعلق سنا میں ایک شریف نصرانی آدمی تھا اور اپنی قوم میں مرباع میں رہا کرتا تھا۔ اپنے خیال کے مطابق میں ایک صحیح دین پر تھا اور اپنی قوم کا سردار بھی تھا۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کے متعلق سنا تو مجھے تنفر ہو گیا، اور میں نے اپنے ایک عربی غلام سے کہا جو میرے اونٹوں کا چرواہا تھا کہ تیرا باپ نہ ہو، میرے اونٹوں کو موٹا تازہ بنائے اور انہیں میرے قریب ہی رکھ جب تو سنے کہ محمد کے عساکر طے کے علاقہ کو روند رہے ہیں تو مجھے اطلاع دینا۔

اس نے ایسا ہی کیا، ایک صبح میرے پاس آیا اور کہنے لگا اسے عدی جب محمد کے عساکر گھیر لیں گے۔ تو پھر تم کیا کرو گے؟ اب موقع ہے کچھ کر لو، کیونکہ میں نے جھنڈے دیکھے ہیں میں نے ان کے متعلق پوچھا تو جواب ملا کہ یہ محمد کا لشکر ہے۔

عدی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا۔ میرے اونٹ جلدی لاؤ۔ وہ اونٹوں کو لے آیا۔ میں نے اپنے اہل وعیال کو ان پر سوار کیا اور کہا۔

میں شام میں اپنے نصرانی بھائیوں کے پاس جا رہا ہوں۔

حاتم کی ایک لڑکی کو میں شہر میں ہی چھوڑ گیا۔

جب میں شام آیا اور یہاں اقامت پذیر ہو گیا تو میرے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عساکر آئے اور حاتم کی لڑکی کو دیگر گرفتار شدگان کے ساتھ لے گئے اور طے کے قیدیوں کے ساتھ اسے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے متعلق شام کی طرف فرار ہونے کی خبر مل چکی تھی۔

حاتم کی لڑکی پر آپؐ کا رحم وکرم

آپؐ (حاتم کی لڑکی) کے پاس سے گزرے، اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ، قاصد (سہارا) گم ہو گیا۔ والد مر گیا اور میں ایک بڑھیا عورت ہوں کوئی خادم نہیں، اس لئے اللہ کے فضل سے مجھ پر احسان فرمایئے۔

آپؐ نے دریافت فرمایا، تیرا سرپرست کون ہے؟

کہنے لگی، عدی بن حاتم

آپؐ نے فرمایا: وہی جو اللہ اور اس کے رسول سے فرار ہو گیا ہے۔

اس نے عرض کیا۔ مجھ پر احسان کیجئے، جب آپؐ واپس ہوئے، اس وقت آپؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہمراہ حضرت علیؓ تھے، انھوں نے مشورہ دیا، آپؐ سے سواری مانگی، کہتی ہے کہ میں نے (سواری) کی درخواست کی، آپؐ نے سواری عطا فرمادی اور (عدی) کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔

(عدی) کہتے ہیں کہ آخر میری بہن میرے پاس آئی اور کہنے لگی تو نے وہ کام کیا ہے جو تیرے باپ نے نہ کیا تھا (آپؐ) کے پاس رغبت سے یا ڈر سے حاضر ہو۔ کیونکہ آپؐ کے پاس فلاں حاضر ہوا۔ تو اسے انعام ملا۔ فلاں حاضر ہوا۔ اسے بھی انعام ملا۔

عدی بن حاتم خدمت نبوّی میں

عدی بتاتے ہیں کہ میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔

لوگ کہتے ہیں یہ عدی بن حاتم ہے۔ اور میں بغیر کسی امان اور تحریر کے حاضر ہو گیا تھا۔

جب اس نے مجھے آپؐ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے قبل میں یہ کہا کرتا تھا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا، آخر آپ اپنے گھر میں تشریف لائے، ایک بچی نے (سادہ وگدا) بچھایا آپؐ اس پر بیٹھ گئے اور میں آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔

آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا، تجھے کس چیز نے بھگایا؟ کیا تو اس کلمہ سے بھاگتا ہے لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کیا تو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو اللہ (معبود مانتا ہے)؟

میں نے کہا، نہیں! پھر آپؐ نے کچھ دیر باتیں کیں، پھر فرمایا تو اس کلمہ سے بھاگتا ہے کہ "اللہ اکبر" (اللہ سب بڑا ہے) کیا تیرے نزدیک اللہ سے کوئی بڑا ہے؟

میں نے جواب دیا نہیں!

پھر آپؐ نے فرمایا، یہود پر اللہ کا غضب ہے اور نصاریٰ گمراہ ہو چکے ہیں

میں نے کہا میں حنیف مسلم ہوں۔

عدی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپؐ کا چہرہ فرحت سے کھل گیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا۔ تو میں ایک انصاریؓ کے پاس ٹھہرا اور دن میں دو بار حاضر ہوتا رہا۔ اس اثنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آپؐ کے پاس ایک جماعت حاضر ہوئی، جس نے روئی کے کپڑے پہن رکھے تھے (افلاسی کے سبب سے)(عدی) کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور کھڑے ہوئے اور ان پر صدقہ کرنے کی ترغیب دی، پھر فرمایا:

اے لوگو! اپنی دولت میں سے کچھ خرچ کرو۔ اگرچہ ایک صاع ہو، نصف صاع ہو، ایک مٹھی ہو یا مٹھی کا کچھ حصہ ہو جس کے ذریعے تم جہنم کی گرمی یا آگ سے اپنے چہرے کو بچاؤ گے۔

اگرچہ ایک کھجور ہو یا کھجور کا ایک ٹکڑا ہو۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو میٹھے بول ہی سے سہی، جب تم میں سے کوئی اللہ سے ملے اور ملنے والا یوں کہے،

کیا میں نے تجھے مال اور اولاد نہ دی تھی؟

وہ کہے گا، ہاں!

وہ پوچھے گا اپنے لئے تو نے کیا آگے بھیجا؟

تو وہ اپنے سامنے پیچھے، دائیں بائیں دیکھے گا اور جہنم کی گرمی سے اپنے چہرے کو بچانے کے لئے کچھ نہ پائے گا۔

اس لئے تمہیں چاہیئے کہ اپنے چہرے کو دوزخ کی حرارت سے بچاؤ، اگرچہ کھجور کے ٹکڑے سے ہی ہو سکے، اگر یہ بھی نہ ملے تو میٹھے بول سے کیونکہ مجھے تم پر افلاس اور فاقہ کے باعث سے کچھ خطرہ نہیں، اللہ تعالیٰ دور کرنے والا ہے اور عطا کرنے والا ہے یہاں تک کہ یثرب اور حیرۃ کے درمیان ایک عورت گذرے گی اور اسے کہیں بھی چوروں کا خوف محسوس نہ ہو گا۔

عدی کہتے ہیں کہ میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ اُس وقت طے قبیلہ کے چور کہاں جائیں گے۔؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ کعب بن زہیر

ایک دشمن اور باغی سے رسول اللہؐ کا عفو و درگزر

یہ واقعہ طائف سے واپسی اور غزوہ تبوک کے درمیان ہوا۔ ابن اسحٰقؒ بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لائے تو بجیر بن زہیر نے اپنے بھائی سعد کو خط لکھا اور اطلاع دی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ میں ایسے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے جو کہ آپؐ کی ہجو کرتے اور ایذا دیتے تھے اور شعرائے قریش میں سے جو باقی ہیں۔ یعنی ابن زبعری اور ہبیرہ بن ابی وہب وہ اس طرح فرار ہوئے کہ ان کا کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔ اس لئے اگر تیرے دل میں کچھ لگاؤ ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جا۔ کیونکہ جو بھی آپؐ کے پاس تائب ہو کر مسلمان ہو کر حاضر ہوتا ہے۔ آپ اُسے قتل نہیں کرتے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اپنا انتظام کر لے۔

اس نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا اور جواب میں چند اشعار لکھ بھیجے۔ پھر بجیرؓ نے کعب کو خط لکھا اور اشعار میں اسے اسلام کی دعوت دی اور یقین دلایا کہ اگر اسلام قبول نہ کیا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ تم نجات نہ پا سکو گے۔

کعب کو جب یہ خط ملا تو اس پر زمین تنگ ہو گئی اور اسے اپنے متعلق خطرہ ہوا اور کہنے لگا مجھے قتل کر دیا جائے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جب کچھ چارہ کار نظر نہ آیا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور اپنے خوف و ہراس، اپنے دشمن کی طرف سے چغلی کا ذکر کیا۔ اس کے بعد وہ مدینے حاضر ہوا اور جہینہ کے ایک آدمی کے پاس ٹھہرا جس سے پہلے ہی سے مراسم تھے صبح کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ صبح ادا کی تو اس نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ رسول اللہ ہیں، اٹھ اور ان سے امان کی درخواست کر۔

مجھے بتایا گیا، کہ وہ اٹھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جاکر بیٹھ گیا۔ اور اپنا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ پر رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہچانتے نہ تھے اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول کعب بن زہیر آپؐ سے امان کی درخواست کرنے حاضر ہونا چاہتا ہے جو تائب اور مسلمان ہو کر حاضر ہے اور عرض کیا، اگر میں اسے آپؐ کی خدمت میں لے آؤں تو آپؐ اس کی درخواست قبول فرمالیں گے۔

دشمن کو معاف کر دینے کا وعدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں! اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول میں کعب بن زہیر ہوں۔ ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ مجھے عاصمؒ بن عمر بن قتادہ نے بتایا کہ انصار میں سے ایک صحابی اچھل کر اٹھے اور عرض کیا۔

اے اللہ کے رسولؐ مجھے اجازت دیجئے۔ میں اللہ کے اس دشمن کی گردن مار دوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اسے رہنے دے، وہ تائب ہو کر حاضر ہوا ہے۔

راوی کہتے ہیں اس پر انصار کے اس قبیلہ پر کعب کو غصہ آیا۔ اس وجہ سے کہ مہاجرین نے بھلائی کے سوا کچھ بات نہ کی۔ اس نے اس موقعہ پر قصیدہ لامیہ پڑھا۔ جس میں اس نے ابتدا میں اپنی محبوبہ اور اس کی اونٹنی کی تعریف کی اور پھر دربارِ رسولؐ میں حاضر ہونے کے متعلق پرزور اشعار کہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ